شیعہ اور محب

فرمودات اہل بیتؑ کی روشنی میں

تالیف
حجۃ الاسلام مولانا مرزا علی اکبر کربلائی

شیعہ اور محب

حجۃ الاسلام مولانا مرزا علی اکبر کربلائیؒ

SHIA AUR MUHIB

MIRZA MOHAMMAD KUMAIL, MIRZA NABIL RAZA
Address: 19/21, Gulshan Raza Abbas Nagar Ganghadra
Nellore Mandal, Chittoor District, Andhra Pradesh
Pin Code-517125 (India)
Contact No. 8179761214, 9618669514

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

شیعہ اور محبّ

فرموداتِ اہل بیتؑ کی روشنی میں

تالیف: حجۃ الاسلام مولانا مرزا علی اکبر کربلائی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	شیعہ اور محبّ فرموداتِ اہل بیتؑ کی روشنی میں
تالیف	:	حجۃ الاسلام مولانا مرزا علی اکبر کربلائی
تصحیح	:	حجۃ الاسلام مولانا مظاہر حسین مظفر نگری
طباعت	:	بار اوّل
سال طباعت	:	جنوری ۲۰۲۶ء
تعداد	:	۵۰۰ (پانچ سو)
قیمت	:	۱۰۰ (ایک سو) روپے

ناشر

مرزا محمد کمیل و مرزا نبیل رضا

پسرانِ مؤلف

۲۱/۱۹ گلشن رضا، عباس نگر، گنگھادرانلور منڈل، ضلع چتور (آندھرا پردیش).

پن کوڈ ۵۱۷۱۲۵. فون نمبر ۸۱۷۹۷۶۱۲۱۴ / ۹۶۱۸۶۶۹۵۱۴.

ملنے کے پتے:

- ۲۱/۱۹ گلشن رضا، عباس نگر، گنگھادرانلور منڈل، ضلع چتور (آندھرا پردیش).
- اقراء قرآن سینٹر، ساؤتھ کرشنا پوری، مظفر نگر، یوپی (انڈیا).
- مولانا نواب حیدر طوسی، ۳۲/۴۱۸، نزد آشیانہ ٹینٹ ہاؤس، ترلوک پوری، دہلی.

عرضِ ناشر

حمد و ثنائے پروردگارِ عالم اور درود و سلام حضرت محمد مصطفیؐ اور آپ کی آلِ اطہارؑ پر، یقیناً ہمارے لئے باعثِ فخر و مسرّت ہے کہ ہم ایک ایسی نایاب کتاب کو اہلِ ایمان کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں جس کا موضوع محض ایک فکری بحث نہیں، بلکہ ایمان، ولایت اور عقیدت کی حقیقی پہچان ہے، زیرِ نظر کتاب **"شیعہ اور محبّ"** دراصل محبت اور مودّت کے درمیان اُس باریک مگر بنیادی فرق کو واضح کرتی ہے جس کی نشان دہی خود اہلِ بیتِ اطہارؑ نے اپنے نورانی فرمودات میں فرمائی ہے، یہ کتاب انھیں نورانی فرمودات کا ایک منتخب اور جامع مجموعہ ہے، جس میں **"شیعہ اور محبّ"** کے مفہوم کو نہایت واضح اور مستند انداز میں پیش کیا گیا ہے، اس اعتبار سے یہ کتاب ہر اس شخص کے لئے آئینہ ہے جو اپنے دعوائے محبت کو معیارِ اہلِ بیتؑ پر پرکھنا چاہتا ہے، اس کتاب کے مؤلف محترم ہمارے والدِ علاّم مدظلہ ایک صاحبِ محراب و منبر اور جہاں دیدہ عالمِ دین ہیں، جنہوں نے اپنی فکری ریاضت اور طویل علمی مشاہدے کو کتابی صورت میں منتقل کیا ہے، ہمیں بطورِ ناشر یہ شرف حاصل ہے کہ مؤلف محترم کے فرزند ہونے کے ناطے آپ کی دیگر تالیفات کی طرح اس علمی، فکری و روحانی ذخیرۂ احادیث کو بھی اہلِ ایمان تک پہنچا سکیں، ہم اسے محض اشاعت نہیں، بلکہ ایک اہم خدمتِ دین و مذہب سمجھتے ہیں، کتاب کی تصحیح و نظرِ ثانی کے فرائض محققِ بصیر، فاضلِ بے نظیر **حجۃ الاسلام مولانا مظاہر حسین مظفر نگری** (مدظلہ) نے انجام دئے ہیں، ان کی علمی دقت، باریک بینی اور اخلاص نے کتاب ہذا کو مزید قابلِ اعتماد اور مستند بنا دیا ہے، ہم موصوف قبلہ

کے تہہ دل سے شکرگزار ہیں کہ اس علمی امانت کو اپنی بھرپور توجہ سے سنوارا ہے، امید ہے یہ کتاب ہم سب کے لئے معیارِ احتساب ثابت ہوگی، بارگاہِ خدا میں دعا کرتے ہیں کہ والد علاّم **حجۃ الاسلام مولانا مرزا علی اکبر کربلائی مدظلہ** کی تمام علمی و تعمیراتی کاوشوں و محنتوں کو قبول فرمائے اور بارگاہ حضرت ولیعصر (عج) میں سرخرو فرمائے، نیز قارئینِ کرام سے مؤدبانہ گزارش کرتے ہیں کہ اگر مطالعے کے دوران کتاب کے کسی گوشے میں کوئی کمی، خامی، سہوِ قلم یا اصلاح طلب نکتہ نظر سے گزرے تو ہمیں ضرور مطلع فرمائیں، تاکہ آئندہ اشاعتوں میں اسے درست کیا جائے سکے، یہ تعاون ہمارے لئے باعثِ تشکر و مسرت ہوگا اور کتاب کے علمی وقار میں مزید اضافہ کرے گا۔

آخر میں بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اسے معارفِ اہلِ بیتؑ کی ترویج کا ذریعہ بنائے اور مؤلف، مصحح، ناشر اور قارئین کرام سبھی کے لئے ذخیرۂ آخرت قرار دے، آمین یاربّ العالمین۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ناشران

خاکپائے خادمانِ دین اہل بیت علیہم السلام

مرزا محمد کمیل و مرزا نبیل رضا

۲۱/۱۹ گلشن رضا، عباس نگر، گنگھادرانلور منڈل، ضلع چتور (آندھرا پردیش)

پن کوڈ ۵۱۷۱۲۵. فون نمبر ۸۱۷۹۷۶۱۲۱۴ / ۹۶۱۸۶۶۹۵۱۴

پیش لفظ

ہر آغاز کسی نہ کسی لطیف بہانے سے وجود میں آتا ہے اور اس کتاب کے آغاز کا بہانہ وہ عظیم قدسی صفت ذات ہیں جو صدیوں سے اہلِ معرفت کے دلوں پر چھائی ہوئی ہیں یعنی حضرت معصومۂ قم سلام اللہ علیہا کا مقدس وجود، یہ تالیف دراصل آپ ہی کے دریائے کرم کا ایک ناقابلِ شمار قطرہ ہے، اسی لئے راقم اس کتاب کو مکمل عرفان و محبت کے ساتھ آپ کے مقدس نام سے منسوب کرتا ہوں، اس یقین کے ساتھ کہ آپ کے لطف و کرم نے جس راہ پر مجھے قدم رکھنے کا موقع دیا وہ خود آپ کے نورِ تابان کی روشنی ہے، اس سفرِ تحریر میں جو عنایات میرے شاملِ حال رہیں، ان کا شمار ممکن نہیں، مگر دو کرم ایسے ہیں جن کا ذکر نہ کرنا بے قدریٔ نعمت ہو گا، ان میں سے ایک وہ ہے جس نے اس کتاب کے موضوع کو میری رگوں میں حیات کی طرح دوڑایا ہے، دراصل ایک روز میں قم المقدس میں بی بی معصومہؑ کے روضۂ اقدس میں زیارت و نجوا میں محو تھا، عشرۂ محرم قریب تھا، وطن عزیز ہندوستان میں ہر سال حقیر کو مجالسِ عزاء خطاب کرنے کا شرف ملتا رہا، ۲۰۱۴ء میں اسلامی جمہوری ایران میں بھی حجۃ الاسلام و المسلمین عالی جناب **مولانا نصرت جعفری صاحب قبلہ** کے توسط سے حجۃ الاسلام و المسلمین عالی جناب **مولانا ثمر زیدی صاحب قبلہ** کے یہاں عشرۂ محرم پڑھ چکا تھا، مگر اس دن نامعلوم کیوں، میرے دل پر ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی، خیال یہ تھا کہ یہاں تو بڑے بڑے علماء و خطباء موجود ہیں، شاید اب دوبارہ یہ موقع نصیب نہ ہو. اسی کیفیت میں دل نے آہستہ سے پکارا: اے بی بیؑ! اگر اس سال وطن واپسی ممکن نہیں، تو کم از کم ایک مجلس کے لئے تو اپنے عزادار پر مہربانی فرما دیجیے، مگر فوراً ہی شرمندگی نے چہرہ ڈھانپ لیا، یہاں مانگنے کے لئے زبان شاید درست نہیں، بلکہ دل کھول کر مانگنا چاہیے، کیونکہ ان کی عطا سمندر

ہے اور میری جھولی قطرہ، میں پلٹا،ادب سے عرض کیا: بی بیؑ! آپ وہ ہستی ہیں کہ اگرایک کنکر بھی کسی ہیرے پر رکھ دیں تو ہیرہ اس کی قیمت سے شرمندہ ہوجائے، اور جس کنکر پر آپ کی نظر پڑ جائے تو وہ کنکر بھی آسمان پر ستارے کی طرح چمک اٹھے، یہ کہتے ہی آنسو دل کی گہرائیوں سے پھوٹ نکلے، پھر کیا تھا، ابھی چند لمحے بھی نہ گزرے تھے کہ فون بجا، ادھر سے بزرگ عالم حجۃ الاسلام والمسلمین **مولانا غلام شبر صاحب قبلہ** کی آواز تھی: کہاں ہیں جناب ؟، میں نے رندھی ہوئی آواز میں عرض کیا: حضور ! بی بیؑ کے حرم میں ہوں، وہ ہلکی ہنسی کے ساتھ بولے: لگتا ہے دعا قبول ہوگئی، اس سال ۲۰۱۵ء کا عشرۂ محرم "حسینیہ امام صادقؑ" میں آپ کو پڑھنا ہے، میں سسک پڑا، دل کی دھڑکن تھم سی گئی، میں تو ذاکرینِ امام حسینؑ میں شامل ہونے کے لئے ایک مجلس مانگنے آیا تھا اور اس دربار سے مکمل عشرہ مل گیا، یہ وہ لمحہ تھا جب بے ساختہ میری زبان سے نکلا: اہلِ بیتؑ کے در پر سوال چھوٹے نہیں ہوتے، مانگنے والے چھوٹے ہوتے ہیں، اور پھر حرم مقدس میں ہی کھڑے کھڑے یہ الہام سا ہوا کہ اس سال عشرۂ محرم کا عنوان یہ ہونا چاہیے: **"محبت اور مودّت کے رنگ میں شیعہ اور محبّ کی پہچان"**

چنانچہ یہ میری زندگی کا کامیاب ترین عشرہ ثابت ہوا، جس کا خلاصہ تھا:

"محبت سے محبّ بنتا ہے اور مودّت سے شیعہ، محبت درد تک لے جاتی ہے اور مودّت دار تک، محبت تنور کے کنارے کھڑی رہتی ہے اور مودّت تنور میں کود جاتی ہے"۔

یہ عشرہ اپنی معنوی فضا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا، مگر اس کے اثرات آج تک باقی ہیں، جناب مولانا محمد حسن صاحب قبلہ سریاں نے مکمل مجالس تحریر کر دیں، انشاء اللہ وہ بھی کسی موقع پر زیورِ طبع سے آراستہ ہوں گی، اس عشرہ کے بعد حقیر نے فیصلہ کیا کہ **"شیعہ اور محبؔ"** کی حقیقت واضح کرنے کے لئے مومنین کی خدمت میں اہل بیت اطہار علیہم السلام کے نورانی فرمودات کو یکجا کر کے کتابی صورت میں پیش کروں، چنانچہ پیشِ نظر کتاب انھیں نورانی فرمودات کا مجموعہ ہے۔

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جب میں خدمتِ دین کی غرض سے موریشس میں حاضر ہوا تو یہاں کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا سے ایک عہد کیا کہ اگر تعمیرات کے بعد فرصت ملی تو آپ کی ضمانت کے زیرِ سایہ اپنے ناقص قلم سے جتنا ہو سکے گا تحریری خدمات بھی انجام دوں گا، ربّ کریم کا شکر کہ حقیر کی پہلی کاوش **"ماہِ برکت و رحمت"** کی صورت میں محقق بصیر، فاضل قم **حجۃ الاسلام مولانا مظاہر حسین مظفرنگری** کی تصحیح و نظر ثانی کے ساتھ زیور طبع سے آراستہ ہوئی، یہ کتاب رمضان المبارک کے فضائل، آداب، احکام روزہ، دعائیں، مناسبات، قرآنی سورے اور زیارات پر مشتمل ایک شاندار مجموعہ ہے جسے ہر خاص و عام نے پسند کیا یہاں تک کہ بفضل پروردگار اس کا دوسرا ایڈیشن بھی منظر عام پر آچکا ہے، اس کے علاوہ "**ذکر اہل بیتؑ**" اور " **نور زندگی**" بھی زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں اور اب حقیر کی یہ چوتھی کاوش "**شیعہ اور محبتؐ**" قارئین کرام کے پیش نظر میں ہے۔

حضرت معصومۂ قم سلام اللہ علیہا کی دوسری کرم نوازی یہ تھی میں اکثر آپ کی بارگاہ میں عرض کیا کرتا تھا: بی بیؑ! میرے دو ہی بیٹے ہیں، بیٹیاں نہیں، مجھے بہو نہیں، بیٹیاں چاہئیں، میں نے سنا اور پڑھا ہے کہ اہلِ بیتؑ کے در سے کبھی کوئی خالی نہیں لوٹا اور یہ گناہگار بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹنا چاہتا، اللہ نے بی بیؑ کے صدقے میں مجھے بہو نہیں دو بیٹیاں عطا کر دیں، ایسی کہ اگر حقیقی بیٹیاں ہوتیں تو شاید مجھے اتنی محبت نہ ملتی، ان سے میرے پوتے پوتیاں ہیں، جو میرے گھر کی روشنیاں ہیں، میں ان سب کو دنیاوی نعمتیں تو نہیں دے سکتا، مگر اس کتاب کے اجر و ثواب میں اپنے والدین کے ساتھ اپنی شریکِ حیات محترمہ نور جہاں، دونوں فرزند مولانا محمد کمیل سلمہٗ و مولانا نبیل رضا سلمہٗ، اپنی دونوں بیٹیوں ناہید فاطمہ و انعم زہراء اور تمام پوتے پوتیوں کو شامل کرتا ہوں، دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم اس حقیر سی کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

آخر میں محقق بصیر، فاضل قم حجۃ الاسلام مولانا مظاہر حسین مظفر نگری کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے کتاب "**ماہِ برکت ورحمت**" کی طرح "**شیعہ اور محبت**" کی بھی تصحیح ونظر ثانی فرمائی خداوند عالم موصوف قبلہ کو اپنے خاص الطاف واکرام میں شامل فرمائے، نیز اپنے دونوں فرزند عزیز القدر مولانا مرزا محمد کمیل سلمہٗ اور عزیز القدر مولانا مرزا نبیل رضا سلمہٗ کا بھی شکریہ کرتا ہوں اور دعائیں دیتا ہوں جنھوں نے کتاب ہٰذا کی طباعت کا بیڑا اٹھایا اور منظر عام پر لانے میں بھر پور تعاون کیا، خداوند عالم دونوں کو علم وعمل کی مزید توفیق عطا فرمائے اور بہترین خدمت گزاران مذہب حقہ اہل بیتؑ قرار دے۔

ہماری تمام تر سعی وکوشش یہی رہی ہے کہ کتاب کے کسی گوشے میں کوئی کمی یا خامی واقع نہ ہو، لیکن نفوسِ قدسیہ علیہم السلام کے سوا سب خطا کار ہیں، اس ناچیز کوشش میں بھی خطا کا امکان لازمی ہے، لہٰذا اصحابانِ نقد ونظر سے گزارش ہے کہ اگر کتاب کے کسی حصّے میں کوئی لغزش پائیں تو ہمیں ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسے برطرف کیا جاسکے، دعا ہے کہ خداوند عالم بحق محمد وآلِ محمدؐ قارئینِ کرام اور جملہ خادمانِ کتاب کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہماری چشم خطا کو حضرت حجت حق ارواحنا لہ الفداء کے ظہور سے روشن ومنور فرمائے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

مرزا علی اکبر کربلائی

۱۲/دسمبر ۲۰۲۵ء مطابق ۲۰/جمادی الثانی ۱۴۴۷ھ بروز جمعہ

روز ولادت باسعادت صدیقہ طاہرہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا

عباس نگر، گنگھادرانلور منڈل، ضلع چتور (آندھرا پردیس) مقیم حال ماریشس

تقریظ

حمد و ثنا اس ربِّ کریم کے لئے جس نے ایمان کو ولایتِ اہلِ بیتِ اطہارؑ سے وابستہ فرمایا، اور درود و سلام سیدِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰؐ اور ان کی آلِ مطہرؑ پر جن کے اقوال و اعمال تا قیامت معیارِ ہدایت ہیں، زیرِ نظر کتاب ''**شیعہ اور محبّ**'' ایک نہایت دقیق اور بنیادی اعتقادی مسئلے پر مشتمل ہے، جو علمِ کلام، علمِ حدیث اور فقہِ ولائی سے براہِ راست تعلق رکھتا ہے، امتیازِ شیعہ و محبّ ان موضوعات میں سے ہے جن پر اہلِ بیتِ اطہارؑ نے بارہا اور صراحت کے ساتھ گفتگو فرمائی ہے، مگر بعد کے ادوار میں اس کے صحیح تفہیم تدریجاً کمزور ہوتی چلی گئی، حتیٰ کہ محض دعوائے محبت کو ہی حقیقتِ تشیع کے قائم مقام سمجھ لیا گیا۔

اہلِ بیتِ اطہارؑ کی تعلیمات کی رو سے ''محبّ'' وہ ہے جس کے دل میں اہلِ بیتؑ کی محبت ہو، خواہ اس کے عمل میں ضعف یا کوتاہی پائی جائے، جب کہ ''شیعہ'' اس محبت کے ساتھ ساتھ اتباع، التزامِ عملی اور اوامر و نواہیِ معصومؑ کی اطاعت کا پابند ہوتا ہے، یہی وہ امتیاز ہے جسے معصومینؑ نے اپنے متعدّد ارشادات میں واضح فرمایا ہے، زیرِ نظر کتاب اسی فرق کو نصوصِ حدیثیہ کے ذریعے نمایاں کرتی ہے، نہ کہ محض ذوقی یا خطیبانہ تعبیرات کے ذریعے۔

مؤلفِ محترم نے اس مجموعے میں فرموداتِ اہلِ بیت علیہم السلام کو اس حسنِ ترتیب کے ساتھ جمع کیا ہے کہ قارئین پر تشیع کے حقیقی مفہوم اور اس کے عملی لوازم واضح اور محض محبت پر اکتفا کرنے کے نقصانات بخوبی روشن ہو جاتے ہیں، یہ امر کتاب کی علمی دیانت اور حدیثی بصیرت کا مظہر ہے کہ مؤلف نے اپنی ذاتی آراء یا قیاسات کے بجائے متونِ احادیث کو

میزانِ فہم قرار دیا ہے، خدا کا شکر ہے کہ کتاب "**ماہِ رحمت و برکت**" کی طرح حقیر کو کتاب ہذا کی تصحیح و نظرِ ثانی کا موقع دیا، چنانچہ یہ بات اہلِ علم سے مخفی نہیں کہ حدیثی متون کے اعراب و ترجمہ کی تصحیح میں عصمت کا دعویٰ ممکن نہیں ہے، تاہم بقدرِ وسع سعی کی گئی ہے کہ یہ مجموعہ قابلِ اعتماد علمی سرمایہ بن سکے، اگرچہ مزید تحقیق و تکمیل کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں، اور یہی اہل قلم کا علمی منہج بھی رہا ہے، میرے نزدیک یہ کتاب خطباء و ذاکرین کے لئے نصوصِ معتبرہ کا قابلِ استفادہ مجموعہ اور اہلِ فکر و نظر کے لئے دعوائے محبت کے علمی محاسبے کا ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے بشرطیکہ اسے تدبّر اور سنجیدگی کے ساتھ پڑھا جائے۔

آخر میں بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ **حجۃ الاسلام مولانا علی اکبر کربلائی صاحب قبلہ** کی اس عظیم علمی کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، معارفِ اہلِ بیتؑ کے فروغ اور صحیح فہمِ ولایت کا ذریعہ بنائے اور مؤلف محترم، ناشران اور قاریان کرام کو اس کے ثمرات سے بہرہ مند فرمائے۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

مظاہر حسین مظفر نگری

۲۶ر دسمبر ۲۰۲۵ء مطابق ۵ر رجب المرجب ۱۴۴۷ھ بروز جمعہ

روز ولادت باسعادت حضرت امام علی نقی علیہ السلام

اقراء قرآن سینٹر مظفر نگر یوپی۔

فہرست

عرضِ ناشر.. ۵

پیش لفظ.. ۷

تقریظ ۱۱

فہرست ۱۳

پہلا باب.. ۲۱

شیعہ اور محبّ کی پہچان فرموداتِ نبویؐ کی روشنی میں.......... ۲۳

- تمہیدی کلمات ۲۳
- پہلی حدیث: جنت میں اہلِ بیتؑ، شیعہ اور محبّ کا مقام ۲۴
- دوسری حدیث: شیعہ کی پہچان دعویٰ نہیں عمل ہے ۲۵
- تیسری حدیث: محبت نجات کی امید، اطاعت نجات کی ضمانت ۲۶

دوسرا باب.. ۲۹

شیعہ، محبّ اور ولایتِ امیرالمؤمنینؑ ۳۱

حقیقت، معیار اور انجام حضرت علی علیہ السلام کی احادیث میں ۳۱

- تمہیدی کلمات ۳۱

🟔 پہلی حدیث: کوفہ میں حضرت علیؑ کا خطبہ ۳۳

🟔 دوسری حدیث: شیعہ یا محبّ؟ گناہ، محبت اور جھوٹے دعوے ۳۸

🟔 تیسری حدیث: جنت کے دروازے شیعہ، محبّ اور شفاعتِ علیؑ........ ۳۹

🟔 چوتھی حدیث: صفوان بن الاکحل ـــ گناہ، سچائی اور ولایت کا معجزہ........ ۴۰

🟔 پانچویں حدیث: شیعہ کے اخلاقی اوصاف/معاشرتی تشیّع ۴۳

🟔 چھٹی حدیث: جھوٹی محبت ازل کے امتحان کی روشنی میں ۴۴

🟔 ساتویں حدیث: تبراء یا حفاظتِ جان؟ فقاہت اور شہادت کا فرق ۴۵

تیسرا باب.. ۴۷

الف) شیعہ اور محبّ حضرت فاطمہ زہراؑ کی احادیث میں ۴۹

🟔 تمہیدی کلمات ۴۹

🟔 پہلی حدیث: شیعہ اور محبّ دعویٰ سے حقیقت تک ۵۰

🟔 دوسری حدیث: عقدِ علیؑ و فاطمہؑ کا آسمانی اعلان اور محبّینِ اہلِ بیتؑ کے .. ۵۲

🟔 تیسری حدیث: روزِ قیامت سیدہؑ کی شفاعتِ کبریٰ ۵۳

ب) شیعہ اور محبّ حدیث کساء میں ۵۵

🟔 تمہیدی کلمات... ۵۵

🟔 حدیث کساء شیعہ و محبّ دونوں کے لئے فیض رساں ۵۷

🟔 ربّ کعبہ کی قسم ہمارے شیعہ کامیاب و کامراں ہو گئے ۵۸

چوتھا باب ۶۱
شیعہ اور محبّ امام حسنؑ، امام حسینؑ اور امام سجّادؑ کی احادیث میں ۶۳
◈ تمہیدی کلمات ۶۳
۱۔ شیعہ اور محبّ حضرت امام حسن علیہ السلام کی حدیث میں ۶۴
◈ تمہیدی کلمات ۶۴
◈ حدیث: اگر ہمارے اوامر و نواہی کے پابند ہو تو شیعہ ہو ورنہ نہیں ۶۴
۲۔ شیعہ اور محبّ حضرت امام حسین علیہ السلام کی حدیث میں ۶۶
◈ تمہیدی کلمات ۶۶
◈ حدیث: تشیع: قلب کی پاکیزگی اور صداقت کا نام ۶۷
۳۔ شیعہ اور محبّ امام زین العابدین علیہ السلام کی احادیث میں ۶۸
◈ تمہیدی کلمات ۶۸
◈ حدیث: تشیع کی بنیاد قلبِ سلیم پر ۷۰
پانچواں باب ۷۳
شیعہ اور محبّ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی احادیث میں ۷۵
◈ تمہیدی کلمات ۷۵
◈ پہلی حدیث: شیعہ اور محبّ میں فرق — حقیقی شیعہ کون؟ ۷۶
◈ دوسری حدیث: شیعہ کی علامتیں، جابر کو وصیت ۷۷

- تیسری حدیث: بقیع میں ایک شیعہ کی قبر پر امامؑ کا دعا فرمانا ۷۹
- چوتھی حدیث: مؤمن مستبصر گناہِ کبیرہ سے کب محفوظ ہوگا؟ ۷۹
- پانچویں حدیث: جب شیعۂ علیؑ کے لئے نبیؐ رو پڑیں گے ۹۴

چھٹا باب ۹۷

شیعہ اور محبؑ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی احادیث میں ۹۹

- تمہیدی کلمات ۹۹
- پہلی حدیث: ہمیں ایسے شیعہ مطلوب ہیں ۱۰۰
- دوسری حدیث: میرے محبؑ کی تین قسمیں ہیں ۱۰۳
- تیسری حدیث: شیعہ کے اوصاف کے بغیر دعویٰ محض گمان ۱۰۴
- چوتھی حدیث: شیعہ ان بکریوں کے برابر ہوتے تو میں خروج کرتا ۱۰۵
- پانچویں حدیث: شیعہ کے جامع اصول ۱۰۶
- چھٹی حدیث: محبت اور ولایت کا اعلیٰ مقام ۱۰۷
- ساتویں حدیث: حقیقی شیعہ کی نیکیاں دوسروں کی بقا اور فلاح کا ذریعہ ۱۰۸
- آٹھویں حدیث: جنت میں شیعہ کی شفاعت ۱۰۹
- نویں حدیث: شیعہ کے لئے جنت کی نعمتیں ۱۱۰
- دسویں حدیث: دین کی حفاظت شیعہ علماء کا فکری جہاد................. ۱۱۲

ساتواں باب..................................... ۱۱۵

شیعہ اور محبّ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی احادیث میں................ ۱۱۷

- تمہیدی کلمات ۱۱۷
- پہلی حدیث: شیعہ اور محبّ کا معیار زبان اور عمل میں صداقت ۱۱۸
- دوسری حدیث: قرآن کی تلاوت اور درجات جنت میں بلندی ۱۲۰

آٹھواں باب..................................... ۱۲۱

شیعہ اور محبّ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی احادیث میں................ ۱۲۳

- تمہیدی کلمات ۱۲۳
- پہلی حدیث: شیعہ ہونے کا حقیقی ثبوت عمل اور وفاداری ۱۲۴
- دوسری حدیث: مظلوم محبّ کی مدد کرنا آخرت کی سب سے عظیم تیاری ۱۲۸

نواں باب..................................... ۱۳۱

شیعہ اور محبّ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی احادیث میں................ ۱۳۳

- تمہیدی کلمات ۱۳۳
- حدیث: صدقہ اور نیک اعمال میں خلوص اور اثر ۱۳۴

دسواں باب..................................... ۱۳۹

شیعہ و اور محبّ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی نظر میں................ ۱۴۱

- تمہیدی کلمات ۱۴۱

◆ پہلی حدیث: ہماری ولایت کا معیار عمل اور پرہیزگاری ۱۴۲

◆ دوسری حدیث: شیعوں کے لئے ہماری ولایت مرکز تحفظ ۱۴۲

◆ تیسری حدیث: قیامت کے دن شیعہ علماء کی شان وعظمت ۱۴۳

گیارہواں باب.. ۱۴۵

شیعہ اور محبؑ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی احادیث میں ۱۴۷

◆ تمہیدی کلمات ۱۴۷

◆ پہلی حدیث: علماءِ شیعہ کا قیامت میں مقام، تاجِ نور، شفاعت ۱۴۸

◆ دوسری حدیث: حقیقی محبت اہلِ بیتؑ کی آزمائش اور مقام کی بلندی....... ۱۵۰

◆ اہم نکات ۱۵۸

بارہواں باب.. ۱۶۱

شیعہ اور محبؑ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی احادیث میں ۱۶۳

◆ تمہیدی کلمات ۱۶۳

◆ پہلی حدیث: شیعہ کی حقیقت اور شفاعتِ اہلِ بیتؑ ۱۶۴

◆ دوسری حدیث: شیعوں کی ذمہ داری ۱۶۵

◆ تیسری حدیث: حقیقی شیعہ کے علاوہ سب ہلاک ہوجاتے ۱۶۶

◆ چوتھی حدیث: زمانۂ غیبت میں شیعوں کی ذمہ داری ۱۶۷

◆ پانچویں حدیث: شیعوں کی مشکلات ۱۶۷

◈ چھٹی حدیث: اللہ کا تقویٰ اور تمہارا رخ ہماری جانب رہے ۱۶۸
◈ ساتویں حدیث: تین قسم کے شیعوں نے ہمیں اذیت پہنچائی ۱۶۸
◈ آٹھویں حدیث: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ۱۶۹
تیرھواں باب ۱۷۱
شیعوں کو "رافضی" کہے جانے کی حقیقت اہل بیتؑ کی احادیث میں ۱۷۳
◈ تمہیدی کلمات ۱۷۳
◈ پہلی حدیث: رافضی کے لقب کی حقیقت اور عمار دُہنی کا واقعہ ۱۷۴
◈ دوسری حدیث "رافِضہ" کا تاریخی اور قرآنی پس منظر ۱۷۷
◈ تیسری حدیث: ہاں! بخدا! تم نے جھوٹ سے رفض کیا ۱۷۸
◈ چوتھی حدیث: امام موسیٰ کاظمؑ کا جنازہ اور رافضیوں کی پہچان ۱۷۹
چودھواں باب ۱۸۳
قیامت میں شناخت کا معیار ۱۸۵
الف): شیعہ اور محبّ اپنے باپ کے نام سے پکارا جائے گا ۱۸۵
◈ تمہیدی کلمات ۱۸۵
◈ پہلی حدیث: قیامت میں شیعوں اور محبّوں کو پکارنے کا امتیاز ۱۸۶
◈ دوسری حدیث: طینتِ واحدہ اور شیعہ کی تخلیقی نسبت ۱۸۶
◈ تیسری حدیث: محبتِ اہلِ بیتؑ اور طہارتِ ولادت کا باہمی ربط ۱۸۷

ب): شیعہ و محبّ نورانی چہروں سے پہچانے جائیں گے ۱۸۸

◆ تمہیدی کلمات ۱۸۸

◆ پہلی حدیث: حضرت علی کی نظر میں شیعہ کے ظاہری و باطنی آثار ۱۸۸

◆ دوسری حدیث: شیعہ کی دنیا، موت اور آخرت میں عظیم بشارتیں ۱۸۹

پہلا باب

◆ شیعہ اور محبّ کی پہچان فرمودات نبویؐ کی روشنی میں

- پہلی حدیث: جنت میں اہلِ بیتؑ، شیعہ اور محبّ کا مقام.
- دوسری حدیث: شیعہ کی پہچان دعویٰ نہیں عمل ہے.
- تیسری حدیث: محبت نجات کی امید شیعت نجات کی ضمانت.

شیعہ اور محبّ کی پہچان فرمودات نبویؐ کی روشنی میں

◆ تمہیدی کلمات

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۷ ربیع الاول، ۱ عام الفیل (۵۷۰ء) میں مکۂ مکرمہ میں پیدا ہوئے، اور ۲۸ صفر ۱۱ھ کو آپؐ کی وفات ہوئی، آپؐ کا بچپن یتیمی میں گزرا، مگر یہی یتیمی، سادگی اور امانت داری نبوت سے پہلے ہی آپؐ کے کردار کو ممتاز کر چکی تھی، یہاں تک کہ اہلِ مکہ آپؐ کو صادق وامین کے القاب سے یاد کرتے تھے، بعثت کے بعد تیئس برس کی مسلسل جدوجہد میں آپؐ نے جاہلیت کے اندھیروں کو توحید، عدل اور رحمت کے نور سے بدل دیا، قرآنِ مجید نے آپؐ کے اخلاق کا تعارف ایک جامع اور ابدی جملے میں یوں بیان فرمایا: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ آپؐ کی زندگی انسانیت کے لئے ہدایت، اخلاق اور حق کی میزان ہے، آپؐ کی سیرت محض تاریخ کا ایک باب نہیں بلکہ ایک زندہ معیار ہے، جس سے فرد، معاشرہ اور امت کی پہچان ہوتی ہے، خوش روئی، نرم دلی، درگزر، عدل، امانت، تواضع اور رحم آپؐ کی روزمرّہ زندگی کے روشن مظاہر تھے، دشمنوں کو معاف کرنا، کمزوروں کے ساتھ بیٹھنا، اور غلام و آقا کے فرق کو مٹانا آپ کی سیرتِ طیّبہ کی نمایاں خصوصیات ہیں، اسی کامل سیرت کے تسلسل میں رسولِ خداؐ نے امت کو اہلِ بیتؑ سے جوڑا اور انہیں دینِ حق کا معیار قرار دیا، آپؐ نے واضح الفاظ میں فرمایا:

"إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ: كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي".

یعنی قرآن کے ساتھ اہلِ بیّت کو ہدایت کا دائمی مرکز قرار دیا گیا، اہلِ بیتِ اطہارؑ یعنی حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ اور دیگر ائمہؑ معصومینؑ رسولِ اکرمؐ کے علم، اخلاق اور قیادت کا عملی نمونہ ہیں، کربلا کا قیام، سجدوں کی معنویت، علم کی وراثت، صبر و رضا، تقویٰ و پاکیزگی کا تسلسل اور انتظار کی روح یہ سب در حقیقت نبوی مشن ہی کی مختلف صورتیں ہیں، اسی سیرتِ نبویؐ کی روشنی میں اہلِ بیتِ اطہارؑ کی عظمت بھی واضح ہوتی ہے اور شیعہ اور محبّ کے فرق کا معیار بھی سامنے آتا ہے، یعنی رسولِ خداؐ نے حدیثِ ثقلین میں صرف محبت کا مطالبہ نہیں فرمایا، بلکہ اتباع اور اطاعت کا معیار قائم کیا، آپؐ کی تعلیمات میں محض نسبت، دعویٰ یا زبانی عقیدہ کافی نہیں، بلکہ اصل معیار اطاعت، عمل اور کردار ہے، یا یوں کہا جائے کہ اہلِ بیتؑ کی محبت نجات کی بنیاد ہے، لیکن جب تک اس محبت کو اطاعت کا لباس نہ پہنایا جائے، وہ کمال تک نہیں پہنچتی، چنانچہ شیعہ اور محبّ کے درمیان بنیادی فرق بھی یہی ہے، زیرِ نظر باب میں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین نہایت اہم احادیث پیش کی جارہی ہیں، جو شیعہ اور محبّ کے فرق کو نہایت حکیمانہ، بصیرت افروز اور معیار ساز انداز میں بیان کرتی ہیں:

◆ پہلی حدیث: جنت میں اہلِ بیتؑ، شیعہ اور محبّ کا مقام

"عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ حَسَدَ النَّاسِ إِيَّايَ فَقَالَ: يَا عَلِيُّ إِنَّ أَوَّلَ أَرْبَعَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ أَنَا وَ أَنْتَ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ وَ ذُرِّيَّتُنَا خَلْفَ ظُهُورِنَا وَ أَحِبَّاؤُنَا خَلْفَ ذُرِّيَّتِنَا وَ أَشْيَاعُنَا عَنْ أَيْمَانِنَا وَ شَمَائِلِنَا". (بحار الانوار: ج ۶۵، ص ۳۲).

"مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے ساتھ لوگوں کے حسد کرنے کی شکایت کی، تو آپ نے ارشاد فرمایا: یا علیؑ! بہشت میں سب سے پہلے چار آدمی داخل ہوں گے: میں، تم اور حسنؑ و حسینؑ،

ہماری ذریّت ہمارے پیچھے ہوگی اور ہماری ذریّت کے پیچھے ہمارے محبّ ہوں گے اور شیعہ ہمارے دائیں اور بائیں جانب ہوں گے"۔

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ قربِ اہلِ بیت علیہم السلام محض نسبت کا نہیں بلکہ اطاعت اور فرمانبرداری کا ثمر ہے، شیعہ کو قربِ نظر عطا کیا گیا ہے، جب کہ محبّ محبت کے دائرے میں ہے، مگر مقامِ قرب میں پیچھے، ظاہر ہے جو عظیم شخصیتوں کے دائیں بائیں چلتے ہیں وہ اور ہوتے ہیں جو پیچھے پیچھے چلتے ہیں وہ اور ہوتے ہیں، کتنا خوبصورت منظر ہوگا آخرت کا کہ شیعہ اہل بیتؑ کے دائیں بائیں چل رہے ہوں گے اور فرشتوں کے دائرہ نگاہ میں قدم بڑھاتے ہوں گے، جب کہ محبّ پیچھے پیچھے چلتے ہوں گے، اہل معرفت اس فرق کو بخوبی محسوس کر سکتے ہیں۔

◆ دوسری حدیث: شیعہ کی پہچان دعویٰ نہیں عمل ہے

"وَقَالَ أَلْإِمَامُ (عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ): قَالَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ): يَا رَسُولَ اللهِ، فُلاَنٌ يَنْظُرُ إِلَى حَرَمِ جَارِهِ، وَإِنْ أَمْكَنَهُ مُوَاقَعَةُ حَرَامٍ لَمْ يَنْزِعْ عَنْهُ؟ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ)، وَقَالَ: إِئْتُونِي بِهِ. فَقَالَ رَجُلٌ آخَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ مِنْ شِيعَتِكُمْ، مِمَّنْ يَعْتَقِدُ مُوَالاَتَكَ وَمُوَالاَةَ عَلِيٍّ وَيَتَبَرَّأُ مِنْ أَعْدَائِكُمَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ (ص): لاَ تَقُلْ إِنَّهُ مِنْ شِيعَتِنَا، فَإِنَّهُ كَذِبٌ، إِنَّ شِيعَتَنَا مَنْ شَيَّعَنَا وَتَبِعَنَا فِي أَعْمَالِنَا، وَلَيْسَ هَذَا أَلَّذِي ذَكَرْتَهُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مِنْ أَعْمَالِنَا". (بحار الانوار: ج۶۵، ص۱۵۴، /میزان الحکمہ: ج۵، ص۳۵۶)

" حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کسی شخص نے پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ! فلاں شخص اپنے ہمسائے کے حرم پر نگاہ ڈالتا ہے، اگر اسے موقع مل جائے تو وہ حرام میں مبتلا ہوجائے، یہ سن کر حضورؐ غضب ناک ہوئے اور فرمایا: اسے میرے پاس لایا جائے،

دوسرے شخص نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! وہ تو آپ کے شیعوں میں سے ہے، وہ آپ کی اور مولا علی علیہ السلام کی ولایت کا دم بھرتا ہے اور آپ دونوں کے دشمنوں پہ تبرا کرتا ہے، حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ نہ کہو کہ وہ ہمارا شیعہ ہے یہ جھوٹ ہے، ہمارا شیعہ تو وہ ہے جو اعمال میں ہمارا اتباع اور پیروی کرتا ہے، مگر جس شخص کے اعمال ایسے ہوں وہ ہمارا شیعہ نہیں ہو سکتا"۔

یہ حدیث اس حقیقت کو آشکار کرتی ہے کہ شیعہ ہونا کردار کا نام ہے نعروں کا نہیں، ولایت کا سچا ثبوت شریعت کی پابندی اور پاکیزہ عمل ہے۔

◆ تیسری حدیث: محبت نجات کی امید، اطاعت نجات کی ضمانت

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: اِتَّقُوا اللهَ مَعَاشِرَ الشِّيعَةِ فَإِنَّ الْجَنَّةَ لَنْ تَفُوتَكُمْ وَ إِنْ أَبْطَأَتْ بِهَا عَنْكُمْ قَبَائِحُ أَعْمَالِكُمْ فَتَنَافَسُوا فِي دَرَجَاتِهَا قِيلَ فَهَلْ يَدْخُلُ جَهَنَّمَ أَحَدٌ مِنْ مُحِبِّيكَ وَ مُحِبِّي عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ قَذِرَ نَفْسَهُ بِمُخَالَفَةِ مُحَمَّدٍ وَ عَلِيٍّ وَ وَاقَعَ الْمُحَرَّمَاتِ وَ ظَلَمَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ خَالَفَ مَا رُسِمَ لَهُ مِنَ الشَّرِيعَاتِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَذِراً طَفِساً يَقُولُ مُحَمَّدٌ وَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا فُلَانُ أَنْتَ قَذِرٌ طَفِسٌ لَا تَصْلُحُ لِمُرَافَقَةِ مَوَالِيكَ الْأَخْيَارِ وَ لَا لِمُعَانَقَةِ الْحُورِ الْحِسَانِ وَ لَا الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ لَا تَصِلُ إِلَى مَا هُنَاكَ إِلَّا بِأَنْ تَطْهُرَ عَنْكَ مَا هَاهُنَا يَعْنِي مَا عَلَيْكَ مِنَ الذُّنُوبِ فَيَدْخُلُ إِلَى الطَّبَقِ الْأَعْلَى مِنْ جَهَنَّمَ فَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ يُصِيبُهُ الشَّدَائِدُ فِي الْمَحْشَرِ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِ ثُمَّ يَلْقُطُهُ مِنْ هُنَا وَ مِنْ هُنَا مَنْ يَبْعَثُهُمْ إِلَيْهِ مَوَالِيهِ مِنْ خِيَارِ شِيعَتِهِمْ كَمَا يَلْقُطُ الطَّيْرُ الْحَبَّ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ ذُنُوبُهُ أَقَلَّ وَ أَخَفَّ فَيُطَهَّرُ مِنْهَا بِالشَّدَائِدِ وَ النَّوَائِبِ مِنَ السَّلَاطِينِ وَ غَيْرِهِمْ وَ مِنَ الْآفَاتِ فِي الْأَبْدَانِ فِي الدُّنْيَا لِيُدْلَى فِي قَبْرِهِ وَ هُوَ طَاهِرٌ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَقْرُبُ

مَوْتُهُ وَ قَدْ بَقِيَتْ عَلَيْهِ سَيِّئَةٌ فَيُشْتَدُّ نَزْعُهُ وَ يُكَفَّرُ بِهِ عَنْهُ فَإِنْ بَقِيَ شَيْءٌ وَ قَوِيَتْ عَلَيْهِ يَكُونُ لَهُ بَطَرٌ وَاضْطِرَابٌ فِي يَوْمِ مَوْتِهِ فَيَقِلُّ مَنْ يَحْضُرْتِهِ فَيَلْحَقُهُ بِهِ الذُّلُّ فَيُكَفَّرُ عَنْهُ فَإِنْ بَقِيَ شَيْءٌ أُتِيَ بِهِ وَ لَمَّا يُلْحَدُ فَيُوضَعُ فَيَتَفَرَّقُونَ عَنْهُ فَيُطَهَّرُ فَإِنْ كَانَ ذُنُوبُهُ أَعْظَمَ وَ أَكْثَرَ طَهُرَ مِنْهَا بِشَدَائِدِ عَرَصَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ وَ أَعْظَمَ طَهُرَ مِنْهَا فِي الطَّبَقِ الْأَعْلَى مِنْ جَهَنَّمَ وَ هَؤُلَاءِ أَشَدُّ مُحِبِّينَا عَذَاباً وَ أَعْظَمُهُمْ ذُنُوباً لَيْسَ هَؤُلَاءِ يُسَمَّوْنَ بِشِيعَتِنَا وَ لَكِنَّهُمْ يُسَمَّوْنَ بِمُحِبِّينَا وَ الْمُوَالِينَ لِأَوْلِيَائِنَا وَ الْمُعَادِينَ لِأَعْدَائِنَا إِنَّ شِيعَتَنَا مَنْ شَيَّعَنَا وَ اتَّبَعَ آثَارَنَا وَ اقْتَدَى بِأَعْمَالِنَا. (بحار الانوار: ج ۶۵، ص ۱۵۴)

”حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے گروہِ شیعہ! اللہ سے ڈرتے رہو، جنت تم سے چھننے والی نہیں، اگرچہ تمہارے اعمال اس تک پہنچنے میں تاخیر کردیں، لہٰذا تم جنت کے درجات میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو، پوچھا گیا: کیا آپ اور علیؑ کے محبّوں میں سے کوئی جہنم میں داخل ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جو شخص میری اور علیؑ کی نافرمانی کرے، حرام کاموں کو انجام دے، مومن مردوں اور عورتوں پر ظلم کرے اور جو کام شریعت میں مقرر ہیں ان کی نافرمانی کرکے خود کو آلودہ و ناپاک کرلے تو قیامت کے دن وہ غلیظ اور گندی حالت میں محشور گا، اس وقت محمدؐ اور علیؑ کہیں گے کہ اے فلاں! تم غلیظ اور گندے ہو، تم اپنے نیک دوستوں کی رفاقت کے لائق نہیں ہو اور نہ ہی خوبصورت حوروں اور فرشتوں کی معانقت و مجالست کرسکتے ہو، جب تک اپنے گناہوں کی غلاظت کو پاک نہیں کرلیتے، پس انھیں اپنے بعض گناہوں کی وجہ سے جہنم کے اوپری طبقے میں ڈال دیا جائے گا اور وہ وہاں عذاب پائیں گے اور بعض کو محشر کی سختیوں میں رکھ کر پاک کیا جائے گا اور پھر انھیں یہاں وہاں سے ان کے ائمہؑ کے ذریعے جو ان میں ان کے خالص شیعوں ہیں اور جن کے پاس وہ بھیجے جاتے ہیں اٹھائے جائیں گے، جس طرح پرندے دانوں کو چن لیتے ہیں اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے گناہ بہت

کم اور ہلکے ہیں انھیں دنیا میں سلاطین کے ظلم وستم اور جسمانی بیماریوں کے ذریعے پاک کیا جائے گا تا کہ وہ قبروں میں اتریں تو پاک ہو کر اتریں اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کی موت کا وقت قریب ہو گا تو ان کی جان نکلنے میں سختی ہوگی اور وہ سختی ان کے گناہوں کا کفارہ بنے گی، اگر پھر بھی کچھ باقی رہے تو دفن کرتے وقت لوگ جلدی سے اسے چھوڑ کر ہٹ جائیں گے اور اس حالت میں پاک کئے جائیں گے اور اگر گناہ اس سے بھی زیادہ ہوں گے تو وہ جہنم کے اوپر والے درجے میں پاک کئے جائیں گے ، یہ لوگ ہمارے محبّ ہوں گے جو زیادہ گناہوں کی وجہ سے سخت عذاب دیکھیں گے یہ لوگ ہمارے شیعہ کہلانے کے لائق نہیں ہیں، بلکہ وہ ہمارے محبّ ہیں، یہ لوگ ہمارے ائمہؑ سے محبت کرتے ہیں اوران کے دشمنوں سے نفرت کرتے ہیں، درحقیقت ہمارے شیعہ تو وہ ہیں جو ہمارے راستے پر چلتے ہیں اور ہمارے نقشِ قدم پر گامزن ہیں اور ہمارے اعمال کی اقتداء کرتے ہیں“۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محبت نجات کی امید ہے، جب کہ اطاعت نجات کی ضمانت، محبّ کو تطہیر کے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، جب کہ شیعہ اطاعت کی برکت سے قرب وسعادت کا حق دار بن جاتا ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تینوں احادیث اس حقیقت کو عیاں کرتی ہیں کہ محبتِ اہل بیتؑ بنیاد ہے اور اطاعتِ اہل بیتؑ معیار ہے اور حقیقی شیعیت، عمل، تقویٰ اور اتباع کا نام ہے، پس وہی شخص اہلِ سعادت ہے جو محبت کو اطاعت میں بدل دے اور دعوے کو کردار کا جامہ پہنادے۔

دوسرا باب

◆ شیعہ، محبّ اور ولایتِ امیرالمؤمنینؑ:
حقیقت، معیار اور انجام حضرت علی علیہ السلام کی احادیث میں:

- پہلی حدیث: کوفہ میں حضرت علیؑ کا خطبہ۔
- دوسری حدیث: شیعہ یا محبّ؟ گناہ، محبت اور جھوٹے دعوے۔
- تیسری حدیث: جنت کے دروازے شیعہ، محبّ اور شفاعتِ علیؑ۔
- چوتھی حدیث: صفوان بن الاکحل گناہ، سچائی اور ولایت کا معجزہ۔
- پانچویں حدیث: شیعہ کے اخلاقی اوصاف و معاشرتی تشیّع۔
- چھٹی حدیث: جھوٹی محبت ازل کے امتحان کی روشنی میں۔
- ساتویں حدیث: تبرا یا حفاظت جان؟ فقاہت اور شہادت کا فرق۔

شیعہ، محبؑ اور ولایتِ امیرالمومنینؑ
حقیقت، معیار اور انجام حضرت علی علیہ السلام کی احادیث میں

◆ تمہیدی کلمات

حضرت علی علیہ السلام مکتبِ تشیع کے پہلے امام ہیں، آپ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد اور داماد ہیں اور حضرت فاطمہؑ زہراءؑ کے شوہر اور گوشوارہ رسالت حسنؑ وحسینؑ کے پدر ہیں، آپ کائنات کی وہ عظیم شخصیت ہیں جنہیں قدرت نے ابتدا ہی سے امتیازات عطا فرمائے، آپ کی ولادت خانۂ کعبہ میں ہوئی، آنکھیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں کھولیں اور وحی کے سائے میں پرورش پائی، آپ نے توریت، زبور اور انجیل کی حقیقت کو پہچانا اور قرآنِ کریم کی آیات کو اپنے کردار کی نور افشانی سے زندہ کر دیا، سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی، سب سے پہلے نصرتِ نبویؐ کا اعلان کیا اور سب سے پہلے ہر آزمائش میں رسولؐ کے شانہ بشانہ نظر آئے۔

حضرت علی علیہ السلام کائنات کی وہ عظیم ہستی ہیں جن کا گھر فرشتوں کی آمد و رفت کا مرکز تھا، یتیموں، مسکینوں اور فقیروں کی پناہ گاہ تھا اور جن کے درِ دولت پر آکر نبیِ مکرمؐ سلام فرمایا کرتے تھے، میدانِ جنگ میں آپ کی شجاعت نے بڑے بڑے بہادروں کو لرزا دیا تھا لیکن میدانِ عبادت میں خشیتِ الٰہی سے آپ خود کانپ اٹھتے تھے، آپ وہ ہیں جنہوں نے دوشِ نبوت پر قدم رکھ کر خانۂ خدا سے بتوں کا صفایا کیا، شبِ معراج عرشِ معلیٰ پر تسلیٔ رسالت بنے، حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دی، شبِ ہجرت بسترِ رسولؐ پر سو کر اپنی جان خدا کے

حوالے کی اور حکمِ الٰہی سے غدیرِ خم میں پوری امت کے مولیٰ و آقا قرار پائے، آپ کی شجاعت مشہور ہے غزوۂ بدر، احد، خندق، خیبر اور دیگر معرکوں میں آپؑ نے نہ صرف بہادری بلکہ حکمت اور منصوبہ بندی کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔

آپ ۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل کو خانۂ کعبہ میں پیدا ہوئے اور ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ میں مسجد کوفہ کی محراب میں ضربت کھا کر شہید ہوئے، نجفِ اشرف میں آپ کا عظیم الشان روضہ ہے، یہ روضہ صرف ایک مزار نہیں بلکہ ملائکہ کی منزل گاہ اور مظلوم انسانیت کی پناہ گاہ ہے، یہی وہ مقام ہے جہاں ایک بنیادی سوال جنم لیتا ہے اور وہ یہ کہ ایسی عظمت رکھنے والے علیؑ سے تعلق کا معیار کیا ہے؟ کیا محض زبان سے محبت کا دعویٰ کافی ہے، یا علیؑ کا ساتھ دینے کے لیے علیؑ جیسا کردار بھی درکار ہے؟ یہی وہ نکتہ ہے جہاں اسلامی تاریخ کی سب سے بڑی غلط فہمی سامنے آتی ہے اور وہ ہے لفظ ''شیعہ''، ہر دور میں ایسا ہوا ہے کہ بہت سے لوگ صرف دعوائے محبت کو تشیّع سمجھ بیٹھے اور بہت سوں نے ولایتِ علیؑ کا نام لے کر اطاعت سے کنارہ کشی اختیار کی، حالانکہ خود امیر المؤمنین علیہ السلام اور ائمۂ اہل بیتؑ نے بارہا واضح فرمایا کہ محبّ وہ ہے جو علیؑ سے محبت کرے، مگر شیعہ وہ ہے جو علیؑ کی اطاعت میں خود کو آزمائش کے لئے پیش کرے، حضرت علی علیہ السلام کی زندگی بذاتِ خود اس فرق کی سب سے روشن دلیل ہے، کیونکہ آپ نے محبت کو عمل سے، دعوے کو قربانی سے اور نسبت کو اطاعت سے ثابت کیا، یہی وجہ ہے کہ آپ نے شیعہ اور محبّ کے درمیان صرف لفظی نہیں بلکہ عملی حدِ فاصل قائم کی اور دونوں کے اوصاف، امتحانات اور انجام کو کھول کر بیان فرمایا، اسی حقیقتِ تشیّع کو واضح کرنے کے لئے ذیل میں سات مستند احادیث پیش کی جا رہی ہیں، جو مختلف زاویوں سے یہ بتاتی ہیں کہ ہر محبّ نجات یافتہ نہیں، لیکن ہر سچا شیعہ علیؑ کے راستے کا مسافر ہے، ان احادیث کے مرکزی موضوعات ہیں: معرفت، اطاعت، قربانی، امتحان، شفاعت اور انجام۔

◆ پہلی حدیث: کوفہ میں حضرت علیؑ کا خطبہ

"عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ: خَطَبَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ بِالْكُوفَةِ بَعْدَ مُنْصَرَفِهِ مِنَ النَّهْرَوَانِ وَبَلَغَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ يَسُبُّهُ وَيَلْعَنُهُ وَيَقْتُلُ أَصْحَابَهُ...".

"حضرت ابو جعفر محمد بن علی الباقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے نہروان سے واپسی کے بعد کوفہ میں خطبہ ارشاد فرمایا، انہیں خبر ملی تھی کہ معاویہ ان پر سبّ و لعن کرتا ہے اور ان کے اصحاب کو قتل کرتا ہے"۔

"... فَقَامَ خَطِيباً فَحَمِدَ اللهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ وَ صَلَّى عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ ذَكَرَ مَا أَنْعَمَ اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ وَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لَوْ لَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللهِ مَا ذَكَرْتُ مَا أَنَا ذَاكِرُهُ فِي مَقَامِي هَذَا يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ ﴿أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ اَللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى نِعَمِكَ الَّتِي لَا تُحْصَى وَ فَضْلِكَ الَّذِي لَا يُنْسَى...".

"پس آپ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد و ثنا کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کیا، پھر فرمایا: اگر قرآن میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں یہ باتیں نہ کرتا جو آج میں کہنے والا ہوں، کیونکہ اللہ فرماتا ہے: ﴿وَ أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ "رب کی نعمتوں کا بیان کرو"۔

"...يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ بَلَغَنِي مَا بَلَغَنِي وَ إِنِّي أَرَانِي قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلِي وَ كَأَنِّي بِكُمْ وَ قَدْ جَهِلْتُمْ أَمْرِي وَ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا تَرَكَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كِتَابَ اللهِ وَ عِتْرَتِي وَ هِيَ عِتْرَةُ الْهَادِي إِلَى النَّجَاةِ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَ سَيِّدِ النُّجَبَاءِ وَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى...".

”اے لوگو! اللہ کے انعامات بے شمار ہیں، مجھے اپنی موت قریب نظر آ رہی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ میرے بعد تم میرے حق کو بھلا بیٹھو گے، میں تمہارے درمیان وہی چیز چھوڑ رہا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوڑی تھی: اللہ کی کتاب اور اپنی عترت اور یہ عترت ہے ہادی الی النجاۃ، خاتم الانبیاء، سید النجباء، نبی مصطفیٰؐ کی“۔

”...يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَعَلَّكُمْ لاَ تَسْمَعُونَ قَائِلاً يَقُولُ مِثْلَ قَوْلِي بَعْدِي إِلاَّ مُفْتَرٍ أَنَا أَخُو رَسُولِ اللهِ وَابْنُ عَمِّهِ وَسَيْفُ نَقِمَتِهِ وَعِمَادُ نُصْرَتِهِ وَبَأْسُهُ وَشِدَّتُهُ ...“.

”اے لوگو! شاید میرے بعد تم کسی کو میرا جیسا کہتے نہ سنو گے، سوائے کسی جھوٹے کے، میں رسول اللہؐ کا بھائی، ان کا چچازاد، ان کی تلوارِ انتقام، ان کی نصرت کا ستون اور ان کی قوت ہوں“۔

”... أَنَا رَحَى جَهَنَّمَ الدَّائِرَةُ وَأَضْرَاسُهَا الطَّاحِنَةُ أَنَا مُوتِمُ الْبَنِينَ وَالْبَنَاتِ أَنَا قَابِضُ الْأَرْوَاحِ وَبَأْسُ اللهِ الَّذِي لَا يَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ أَنَا مُجَدِّلُ الْأَبْطَالِ وَقَاتِلُ الْفُرْسَانِ وَمُبِيرُ مَنْ كَفَرَ بِالرَّحْمَنِ وَصِهْرُ خَيْرِ الْأَنَامِ أَنَا سَيِّدُ الْأَوْصِيَاءِ وَوَصِيُّ خَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ أَنَا بَابُ مَدِينَةِ الْعِلْمِ وَخَازِنُ عِلْمِ رَسُولِ اللهِ وَوَارِثُهُ وَأَنَا زَوْجُ الْبَتُولِ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ فَاطِمَةَ التَّقِيَّةِ النَّقِيَّةِ الزَّكِيَّةِ الْمَبَرَّةِ الْمَهْدِيَّةِ حَبِيبَةِ حَبِيبِ اللهِ وَخَيْرِ بَنَاتِهِ وَسُلاَلَتِهِ وَرَيْحَانَةِ رَسُولِ اللهِ سِبْطَاهُ خَيْرُ الْأَسْبَاطِ وَوَلَدَايَ خَيْرُ الْأَوْلاَدِ ...“.

”میں جہنم پر چکّی کا پاٹ ہوں جو پیسنے والا ہے، میں وہ ہوں جو مردوں اور عورتوں کو یتیم کر دیتا ہوں (یعنی دشمنانِ خدا کو ہلاک کرتا ہوں)، میں قبضِ روح کرنے والا ہوں، میں اللہ کا وہ عذاب ہوں جسے مجرمین پر کوئی نہیں ٹال سکتا، میں بہادروں کو پچھاڑنے والا، سورماوں کو قتل کرنے والا، کافروں کو ہلاک کرنے والا اور خیر الانام کا داماد ہوں، میں سید الاوصیاء ہوں، میں خاتم الانبیاء کا وصی ہوں، میں باب مدینۃ العلم

ہوں، میں علمِ رسولؐ کا خازن اور وارث ہوں، میں سیدہ نساء العالمین فاطمہ بتولؑ کا شوہر ہوں، جو پاکیزہ، تقویٰ شعار، اللہ کی محبوبہ اور رسول اللہؐ کی لختِ جگر ہیں، میرے بیٹے رسول اللہؐ کے نواسے اور اس امت کے سردار ہیں"۔

"... هَلْ أَحَدٌ يُنْكِرُ مَا أَقُولُ: أَيْنَ مُسْلِمُو أَهْلِ ٱلْكِتَابِ أَنَا إِسْمِي فِي الْإِنْجِيلِ إِلْيَا وَ فِي التَّوْرَاةِ بَرِيءٌ وَ فِي الزَّبُورِ أَرِيٌّ وَ عِنْدَ الْهِنْدِ كبكر وَ عِنْدَ الرُّومِ بطريسا وَ عِنْدَ الْفُرْسِ جبتر وَ عِنْدَ التُّرْكِ بثير وَ عِنْدَ الزِّنْجِ حيتر وَ عِنْدَ الْكَهَنَةِ بويٌ وَ عِنْدَ الْحَبَشَةِ بثريك وَ عِنْدَ أُمِّي حَيْدَرَةٌ وَ عِنْدَ ظِئْرِي مَيْمُونٌ وَ عِنْدَ الْعَرَبِ عَلِيٌّ وَ عِنْدَ الْأَرْمَنِ فريق وَ عِنْدَ أَبِي ظهير ...".

"کیا کوئی ان باتوں کا انکار کر سکتا ہے؟ اے اہلِ کتاب کے مسلمان! میرا نام انجیل میں اِلیّا، تورات میں بَرِيء، زبور میں اَرِي، ہند میں کبکر، روم میں بطریسا، فارس میں جبتر، ترک میں بثیر، زنگ میں حیتر، کاہنوں کے ہاں بویٔ، حبشہ میں بثریک ہے اور میری ماں نے مجھے حیدر کہا، میری دایہ نے میمون کہا، عرب مجھے علی کہتے ہیں، ارمن مجھے فریق کہتے ہیں اور میرے والد نے مجھے ظہیر کہا"۔

"... أَلَا وَ إِنِّي مَخْصُوصٌ فِي الْقُرْآنِ بِأَسْمَاءٍ إِحْذَرُوا أَنْ تَغْلِبُوا عَلَيْهَا فَتَضِلُّوا فِي دِينِكُمْ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ أَنَا ذٰلِكَ الصَّادِقُ وَ أَنَا الْمُؤَذِّنُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ - فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ أَنَا ذٰلِكَ الْمُؤَذِّنُ وَ قَالَ وَ أَذَانٌ مِنَ اللهِ وَ رَسُولِهِ فَأَنَا ذٰلِكَ الْأَذَانُ وَ أَنَا الْمُحْسِنُ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ وَ أَنَا ذُو الْقَلْبِ فَيَقُولُ اللهُ - إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ - وَ أَنَا الذَّاكِرُ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ - اَلَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللهَ قِيَاماً وَ قُعُوداً وَ عَلَى جُنُوبِهِمْ وَ نَحْنُ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ أَنَا وَ عَمِّي وَ أَخِي وَ إِبْنُ عَمِّي وَ اللهِ فَالِقِ الْحَبِّ وَ النَّوَى لَا يَلِجُ النَّارَ لَنَا مُحِبٌّ وَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَنَا مُبْغِضٌ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ عَلَى

الْأَعْرافِ رِجالٌ يَعْرِفُونَ كُلاًّ بِسِيماهُمْ وَ أَنَا الصِّهْرُ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ - وَ هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَراً فَجَعَلَهُ نَسَباً وَ صِهْراً - وَ أَنَا الْأُذُنُ الْوَاعِيَةُ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ تَعِيَها أُذُنٌ واعِيَةٌ وَ أَنَا السَّلَمُ لِرَسُولِهِ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ رَجُلاً سَلَماً لِرَجُلٍ وَ مِنْ وُلْدِي مَهْدِيُّ هَذِهِ الْأُمَّةِ ...".

"خبردار! میں قرآن میں مخصوص ناموں سے پہچانا گیا ہوں، ان میں غفلت نہ کرو ورنہ اپنے دین میں گمراہ ہو جاؤ گے، خداوندعالم ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾، اور میں وہی صادق ہوں۔ میں دنیا و آخرت کا مؤذن ہوں، اللہ فرماتا ہے: ﴿فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ میں وہی مؤذن ہوں اور فرمایا: ﴿وَ أَذَانٌ مِنَ اللّٰهِ وَ رَسُولِهِ﴾، اور میں وہی اذان ہوں، میں محسن ہوں، اللہ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾۔ میں "ذوالقلب" ہوں، جس کے بارے میں اللہ فرمایا: ﴿ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ﴾۔ میں وہ ہوں جو اللہ کا ذکر کرتا ہے: ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَاماً وَ قُعُوداً وَ عَلَىٰ جُنُوبِهِمْ﴾، ہم (یعنی) میں، میرا چچا، میرا بھائی اور میرا بیٹا اصحاب الاعراف ہیں۔ قسم ہے اس اللہ کی جو دانہ اور گٹھلی کو چیرتا ہے! ہمارے محبّ جہنم میں نہیں جائیں گے اور ہمارے دشمن جنت میں داخل نہ ہوں گے، اللہ فرماتا ہے: ﴿ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلاًّ بِسِيمَاهُمْ ﴾۔ میں "صہر" (داماد) ہوں، اللہ فرماتا ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَراً فَجَعَلَهُ نَسَباً وَ صِهْراً ﴾۔ میں "اذن واعیہ" ہوں، اللہ فرماتا ہے: ﴿وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ﴾۔ میں "سلم" ہوں، اللہ فرماتا ہے: ﴿ وَرَجُلاً سَلَماً لِرَجُلٍ﴾ اور میری اولاد میں سے "مہدیؑ" اس امت کے رہبر ہوں گے"۔

"... أَلَا وَ قَدْ جُعِلْتُ مِحْنَتَكُمْ بِبُغْضِي يُعْرَفُ الْمُنَافِقُونَ وَ بِمَحَبَّتِي امْتَحَنَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا عَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ إِلَيَّ أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَ لَا يُبْغِضُكَ

إِلَّا مُنَافِقٌ وَ أَنَا صَاحِبُ لِوَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ رَسُولُ اللهِ فَرَطِي وَ أَنَا فَرَطُ شِيعَتِي وَ اللهِ لاَ عَطِشَ مُحِبِّي وَ لاَ خَافَ وَلِيِّي وَ أَنَا وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ وَ اللهُ وَلِيِّي حَسْبُ مُحِبِّي أَنْ يُحِبُّوا مَا أَحَبَّ اللهُ وَ حَسْبُ مُبْغِضِي أَنْ يُبْغِضُوا مَا أَحَبَّ الله ...".

"خبردار! میری دشمنی کے ذریعے منافق پہچانے جائیں گے اور میری محبت کے ذریعے مومنین کا امتحان ہوگا، یہ عہد ہے نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ: اے علیؑ! تمہیں صرف مومن دوست رکھے گا اور تم سے صرف منافق دشمنی رکھے گا۔ میں دنیا و آخرت میں پرچم رسولؐ کا مالک پرچم بردار ہوں، رسول اللہؐ میرے پیش رو ہیں اور میں اپنے شیعوں کا پیش رو ہوں، اللہ کی قسم! میرے محبّ پیاسے نہ ہوں گے اور میرے چاہنے والوں کے کوئی خوف نہ ہوگا۔ میں مؤمنوں کا ولی ہوں اور اللہ میرا ولی ہے، ہمارے محبین کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اللہ کی محبوب چیزوں کو دوست رکھیں اور ہمارے دشمنوں کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اللہ کی محبوب چیزوں کو دشمن رکھتے ہیں۔

"... أَلاَ وَ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ مُعَاوِيَةَ سَبَّنِي وَ لَعَنَنِي اَللَّهُمَّ اُشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَيْهِ وَ أَنْزِلِ اللَّعْنَةَ عَلَى الْمُسْتَحِقِّ آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ رَبَّ إِسْمَاعِيلَ وَ بَاعِثَ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ثُمَّ نَزَلَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَنْ أَعْوَادِهِ فَمَا عَادَ إِلَيْهَا حَتَّى قَتَلَهُ إِبْنُ مُلْجَمٍ لَعَنَهُ اللهُ". (بحار الانوار: ج ۳۳، ص ۲۸۲/ معاني الاخبار ج ۱، ص ۵۸).

"سن لو! مجھے خبر پہنچی ہے کہ معاویہ نے مجھ پر سبّ ولعن کیا ہے، اے اللہ! اپنی سختی اس پر نازل فرما اور اس پر لعنت فرما جو اس کا مستحق ہے، پھر آپ منبر سے اترے اور دوبارہ منبر پر نہ چڑھے، یہاں تک کہ ابن ملجم ملعون نے آپ کو شہید کر دیا"۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ عظیم الشان خطبہ اس بات کا اعلان ہے کہ امیر المؤمنینؑ کی ذات محض ایک تاریخی شخصیت نہیں بلکہ قرآن کی مجسّم تفسیر، رسولؐ کے علم کے وارث،

ولایتِ الٰہی کا معیار اور نفاق و ایمان کی کسوٹی ہے، اس خطبے میں آپ نے ولایتِ عظمیٰ کی پہچان اور حق و باطل کی سرحد کو بیان فرمایا اور واضح کیا کہ جو علیؑ سے محبت کرے گا وہ نجات پائے گا، اور جو دشمنی رکھے گا وہ ہلاکت کا مستحق ہوگا، یہاں محبت محض جذبہ نہیں بلکہ الٰہی عہد ہے۔

◆ دوسری حدیث: شیعہ یا محبّ ؟ گناہ، محبت اور جھوٹے دعوے

" وَ قِيلَ لِأَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ إِمَامِ اَلْمُتَّقِينَ وَ يَعْسُوبِ الدِّينِ وَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ وَ وَصِيِّ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِنَّ فُلاَناً سَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالذُّنُوبِ الْمُوبِقَاتِ وَ هُوَ مَعَ ذَلِكَ مِنْ شِيعَتِكُمْ فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ كُتِبَتْ عَلَيْكَ كِذْبَةٌ أَوْ كِذْبَتَانِ إِنْ كَانَ مُسْرِفاً بِالذُّنُوبِ عَلَى نَفْسِهِ يُحِبُّنَا وَ يُبْغِضُ أَعْدَاءَنَا فَهُوَ كِذْبَةٌ وَاحِدَةٌ لِأَنَّهُ مِنْ مُحِبِّينَا لاَ مِنْ شِيعَتِنَا وَ إِنْ كَانَ يُوَالِي أَوْلِيَاءَنَا وَ يُعَادِي أَعْدَاءَنَا وَ لَيْسَ بِمُسْرِفٍ عَلَى نَفْسِهِ كَمَا ذَكَرْتَ فَهُوَ مِنْكَ كِذْبَةٌ لِأَنَّهُ لاَ يُسْرِفُ فِي اَلذُّنُوبِ وَ إِنْ كَانَ يُسْرِفُ فِي اَلذُّنُوبِ وَ لاَ يُوَالِينَا وَ لاَ يُعَادِي أَعْدَاءَنَا فَهُوَ مِنْكَ كِذْبَتَانِ". (بحار الانوار: ج۶۵، ص۱۵۴).

" امیر المؤمنین، امام المتقین حضرت علی علیہ السلام سے کہا گیا: فلاں شخص نے اپنی جان پر ہلاکت خیز گناہوں کے ذریعہ ظلم کیا ہے، لیکن اس کے باوجود وہ آپ کے شیعوں میں شمار ہوتا ہے، امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: یہ تمہاری ایک یا دو جھوٹی باتیں لکھی جائیں گی، اگر وہ اپنی جان پر گناہ کر کے ظلم کرتا ہے، لیکن ہم سے محبت کرتا ہے اور ہمارے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہے، تو یہ ایک جھوٹ ہے، کیونکہ وہ ہمارے محبّین میں سے ہے شیعہ میں سے نہیں اور اگر وہ ہمارے دوستوں سے دوستی رکھتا ہے اور ہمارے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہے اور اپنی جان پر گناہوں کے ذریعے ظلم نہیں کرتا جیسا کہ تم نے کہا، تو یہ بھی تمہاری جھوٹی بات ہے، کیونکہ وہ

گناہوں میں غرق نہیں ہے اور اگر وہ گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے اور نہ ہمارا دوست ہے اور نہ ہمارے دشمنوں کا دشمن ہے، تو یہ تمہاری دو جھوٹی باتیں ہیں"۔

اس حدیث میں امیرالمؤمنینؑ نے واضح فرما دیا کہ محبت گناہوں کے باوجود ہو سکتی ہے لیکن شیعہ ہونا اطاعت اور ترکِ کبائر کے بغیر ممکن نہیں یہ حدیث تشیّع کے جھوٹے نعروں کو بے نقاب کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ ہر محبّ شیعہ نہیں، مگر ہر شیعہ لازماً محبّ ہوتا ہے۔

◆ تیسری حدیث: جنت کے دروازے شیعہ، محبّ اور شفاعتِ علیؑ

"عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ الرَّزْقِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ لِلْجَنَّةِ ثَمَانِيَةَ أَبْوَابٍ: بَابٌ يَدْخُلُ مِنْهُ النَّبِيُّونَ وَ الصِّدِّيقُونَ وَ بَابٌ يَدْخُلُ مِنْهُ الشُّهَدَاءُ وَ الصَّالِحُونَ وَ خَمْسَةُ أَبْوَابٍ يَدْخُلُ مِنْهَا شِيعَتُنَا وَ مُحِبُّونَا فَلَا أَزَالُ وَاقِفاً عَلَى الصِّرَاطِ أَدْعُو وَ أَقُولُ: رَبِّ سَلِّمْ شِيعَتِي وَ مُحِبِّي وَ أَنْصَارِي وَ مَنْ تَوَلَّانِي فِي دَارِ الدُّنْيَا فَإِذَا النِّدَاءُ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكَ وَ شُفِّعْتَ فِي شِيعَتِكَ وَ يُشَفَّعُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْ شِيعَتِي وَ مَنْ تَوَلَّانِي وَ نَصَرَنِي وَ حَارَبَ مَنْ حَارَبَنِي بِفِعْلٍ أَوْ قَوْلٍ فِي سَبْعِينَ أَلْفَ مِنْ جِيرَانِهِ وَ أَقْرِبَائِهِ وَ بَابٌ يَدْخُلُ مِنْهُ سَائِرُ الْمُسْلِمِينَ مِمَّنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَ لَمْ يَكُنْ فِي قَلْبِهِ مِقْدَارُ ذَرَّةٍ مِنْ بُغْضِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ".

(الخصال: ج ۲، ص ۴۰۷).

"حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے جد امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی کہ مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں: جنت کے آٹھ دروازے ہیں: ایک دروازے سے انبیاء و صدیقین اور دوسرے سے شہداء و صالحین اور پانچ دروازوں سے شیعہ اور محبّ داخل ہوں گے اور میں پل صراط پر کھڑے ہو کر دعا کر رہا ہوں گا: بار الہا! میرے شیعوں اور میرے محبّوں اور چاہنے

والوں کو سلامتی کے ساتھ جنت میں پہنچادے، اس وقت عرش الٰہی سے ایک آواز آئے گی تمہاری دعا مستجاب ہے اور میں نے تمہاری شفاعت کو تمہارے شیعوں کے بارے میں قبول کیا پھر ہر شخص حضرتؑ کے شیعوں، محبّوں، مددگاروں اور قول وفعل سے میرے دشمنوں سے جنگ کرنے والوں میں سے ہر ایک ۷۰ ۷۰ ہزار گنہگاروں کی اپنے اقرباء اور ہمسایہ والوں کی شفاعت کرے گا اور ایک دروازے سے تمام وہ مسلمین کہ جن کے دل میں اہل بیتؑ سے ذرہ برابر بھی بغض نہ ہوگا داخل ہوں گے''۔

یہ روایت امید کا دروازہ کھولتی ہے کہ شیعہ اور محبّ دونوں علیؑ کی شفاعت سے محروم نہیں مگر درجات مختلف ہیں، علیؑ کا صراط پر کھڑا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ نجات کا راستہ ولایت علیؑ سے ہوکر گزرتا ہے۔

◆ چوتھی حدیث: صفوان بن الاکحل — گناہ، سچائی اور ولایت کا معجزہ

''رُوِيَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ جَالِساً عَلَى دَكَّةِ الْقَضَاءِ فَنَهَضَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ صَفْوَانُ بْنُ الْأَكْحَلِ وَ قَالَ لَهُ أَنَا رَجُلٌ مِنْ شِيعَتِكَ وَ عَلَيَّ ذُنُوبٌ فَأُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي مِنْهَا فِي الدُّنْيَا لِأَصِلَ إِلَى الْآخِرَةِ وَ مَا عَلَيَّ ذَنْبٌ فَقَالَ الْإِمَامُ قُلْ لِي بِأَعْظَمِ ذُنُوبِكَ مَا هِيَ فَقَالَ أَنَا أَلُوطُ بِالصِّبْيَانِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَيُّمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ ضَرْبَةٌ بِذِي الْفَقَارِ أَوْ أَقْلِبُ عَلَيْكَ جِدَاراً أَوْ أُضْرِمُ لَكَ نَاراً فَإِنَّ ذَلِكَ جَزَاءُ مَنِ ارْتَكَبَ مَا ارْتَكَبْتَهُ فَقَالَ يَا مَوْلاَيَ أَحْرِقْنِي بِالنَّارِ لِأَنْجُوَ مِنْ نَارِ الْآخِرَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَا عَمَّارُ اِجْمَعْ أَلْفَ حُزْمَةِ قَصَبٍ لِنُضْرِمَهُ غَدَاةَ غَدٍ بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ لِلرَّجُلِ اِنْهَضْ وَ أَوْصِ بِمَا لَكَ وَ بِمَا عَلَيْكَ قَالَ فَنَهَضَ الرَّجُلُ وَ أَوْصَى بِمَا لَهُ وَ مَا عَلَيْهِ وَ قَسَمَ أَمْوَالَهُ بَيْنَ أَوْلاَدِهِ وَ أَعْطَى

كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ ثُمَّ أَتَى بَابَ حُجْرَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فِي بَيْتِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ شَرْقِيِّ جَامِعِ الْكُوفَةِ فَلَمَّا صَلَّى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ يَا عَمَّارُ نَادِ بِالْكُوفَةِ أُخْرُجُوا وَ أُنْظُرُوا حُكْمَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ كَيْفَ يُحْرِقُ رَجُلاً مِنْ شِيعَتِهِ وَ مُحِبِّيهِ وَ هُوَ السَّاعَةَ يُرِيدُ حَرْقَهُ بِالنَّارِ فَتَبْطُلُ إِمَامَتُهُ فَسَمِعَ ذَلِكَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ عَمَّارٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَخَذَ الْإِمَامُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ الرَّجُلَ وَبَنَى عَلَيْهِ أَلْفَ حُزْمَةٍ مِنَ الْقَصَبِ وَ أَعْطَاهُ مِقْدَحَةً وَ كِبْرِيتاً وَ قَالَ اِقْدَحْ وَ أَحْرِقْ نَفْسَكَ فَإِنْ كُنْتَ مِنْ شِيعَتِي وَ مُحِبِّي وَ عَارِفِي فَإِنَّكَ لاَ تُحْرَقُ فِي النَّارِ وَ إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُخَالِفِينَ الْمُكَذِّبِينَ فَالنَّارُ تَأْكُلُ لَحْمَكَ وَ تَكْسِرُ عَظْمَكَ قَالَ فَقَدَحَ الرَّجُلُ عَلَى نَفْسِهِ وَ اِحْتَرَقَ الْقَصَبُ وَ كَانَ عَلَى الرَّجُلِ ثِيَابٌ بِيضٌ فَلَمْ تَعَلَّقْ بِهَا النَّارُ وَ لَمْ يَقْرَبْهَا الدُّخَانُ فَاسْتَفْتَحَ الْإِمَامُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ قَالَ كَذَبَ الْعَادِلُونَ بِاللهِ وَ ضَلُّوا ضَلاَلاً بَعِيداً ثُمَّ قَالَ شِيعَتُنَا أُمَنَاءُ وَ أَنَا قَسِيمُ الْجَنَّةِ وَ النَّارِ وَ شَهِدَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ. (الفضائل (لابن شاذان): ج ۱، ص ۴۷ عنوان باب: خَبَرُ صَفْوَانَ الْأَكْحَلِ).

”حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام مسندِ قضا پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا جس کا نام ”صفوان بن الاکحل“ تھا، اُس نے کہا: میں آپ کا شیعہ ہوں اور مجھ پر گناہ ہیں، چاہتا ہوں کہ آپ مجھے دنیا ہی میں ان سے پاک کر دیں تاکہ آخرت میں مجھ پر کوئی گناہ باقی نہ رہے، امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اپنے سب سے بڑے گناہ کے بارے میں بتاؤ، اس نے عرض کی: میں لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرتا ہوں، امام علیہ السلام نے فرمایا: تجھے کیا زیادہ پسند ہے؟ یہ کہ میں ذوالفقار کی ایک ضرب تجھ پر لگاؤں، یا تیری طرف دیوار الٹ دوں، یا آگ سے جلا دوں؟ کیونکہ یہ اس جرم کی سزا ہے جو تونے

کیا ہے، اس نے کہا: اے میرے مولاؑ! مجھے آگ سے جلا دیجیے تاکہ آخرت کی آگ سے نجات پا سکوں، امام علیہ السلام نے فرمایا: اے عمارؓ! ایک ہزار گٹھا سرکنڈوں (قصب) کو جمع کرلو تاکہ کل صبح اسے آگ لگا سکیں، پھر امامؑ نے اس شخص سے کہا: اب اُٹھو اور اپنے مال و قرض کا وصیت نامہ لکھ دو، چنانچہ وہ اُٹھا، اپنے مال و دولت کی وصیت کر دی، اسے اپنی اولاد کے درمیان تقسیم کیا اور ہر حق دار کو اُس کا حق دے دیا، پھر وہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے حجرے کے دروازے پر آیا جو حضرت نوح علیہ السلام کے گھر کے پاس جامع کوفہ کی مشرقی سمت میں تھا، جب امام علیہ السلام نے نماز ادا کر لی تو فرمایا: اے عمارؓ! کوفہ میں اعلان کرو کہ لوگ باہر آئیں اور امیر المؤمنین کا حکم دیکھیں، لوگوں کی ایک جماعت نے کہا: یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت علیؑ اپنے ہی ایک شیعہ اور محبّ کو آگ میں جلائیں؟ اگر وہ ابھی اس کو جلانے لگیں گے تو ان کی امامت باطل ہو جائے گی، امامؑ نے ان کی بات کو سن لیا، عمارؓ کہتے ہیں: امام علیہ السلام نے اس شخص کو پکڑا، اس پر ایک ہزار گٹھا سرکنڈے رکھے، پھر اسے چقماق اور گندھک (آگ جلانے کا سامان) دیا اور فرمایا: اب تم خود ہی آگ جلاؤ اور اپنی آپ کو آگ میں ڈال دو، اگر تم میرے شیعہ، میرے محبّ اور میرا عرفان رکھنے والے ہو تو یہ آگ تمھیں نہیں جلائے گی، لیکن اگر میرے دشمن اور میرے مکذّب ہو تو یہ آگ تمہارے گوشت کو کھا جائے گی اور ہڈیوں کو توڑ ڈالے گی، چنانچہ اُس نے خود آگ جلائی، سرکنڈے جل اُٹھے، اُس وقت اس کے بدن پر سفید کپڑے تھے مگر نہ آگ نے ان کپڑوں کو چھوا اور نہ دھواں قریب آیا، امام علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا: اللہ کی قسم! عیب لگانے والے جھوٹے ہیں اور وہ سخت گمراہی میں پڑ گئے ہیں، پھر فرمایا: ہمارے شیعہ امانتدار ہیں اور میں ہی جنت و جہنم کا تقسیم کرنے والا ہوں، اور میرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے کئی مقامات پر گواہی دی ہے''۔

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ حقیقی شیعہ گناہ پر اصرار نہیں کرتا اور ولایتِ علیؑ محض دعویٰ نہیں بلکہ باطنی حقیقت ہے، آگ کا نہ جلانا اس بات کی علامت ہے کہ سچی ولایت دنیا کی آگ سے بھی محفوظ رکھتی ہے۔

◆ پانچویں حدیث: شیعہ کے اخلاقی اوصاف/معاشرتی تشیّع

" عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) شِيعَتُنَا الْمُتَبَاذِلُونَ فِي وَلَايَتِنَا الْمُتَحَابُّونَ فِي مَوَدَّتِنَا الْمُتَزَاوِرُونَ فِي إِحْيَاءِ أَمْرِنَا الَّذِينَ إِنْ غَضِبُوا لَمْ يَظْلِمُوا وَإِنْ رَضُوا لَمْ يُسْرِفُوا بَرَكَةٌ عَلَى مَنْ جَاوَرُوا سِلْمٌ لِمَنْ خَالَطُوا ". (میزان الحکمہ: ج۵، ص۳۴۸)۔

" حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنینؑ نے ارشاد فرمایا: ہمارے شیعہ وہ ہیں جو ہماری ولایت کے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں، ہماری محبت میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور ہمارے امر کو زندہ کرنے کے لئے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر غصہ آئے تو ظلم نہیں کرتے، اگر خوشحال ہوں تو فضول خرچی نہیں کرتے، وہ اپنے پڑوسیوں کے لئے باعثِ برکت ہیں اور اپنے ملنے والوں کے لئے سراپا سلامتی ہیں"۔

یہ حدیث تشیّع کو اخلاقی و سماجی کردار سے جوڑتی ہے اور واضح کرتی ہے کہ شیعہ وہ نہیں جو صرف زبان سے علیؑ علیؑ کرتا رہے، بلکہ وہ ہے جس کے اخلاق و کردار میں بھی علیؑ علیؑ بسا ہو، عدل میں ثابت قدم ہو، غصے پر قابو رکھتا ہو، خوشحالی میں میانہ رو ہو، اور معاشرے میں امن و برکت کا ذریعہ بنے۔

مختصر یہ کہ تشیّع نہ نعرہ ہے، نہ وراثت، تشیّع امتحان، قربانی اور اطاعت کا نام ہے۔

◆ چھٹی حدیث: جھوٹی محبت ازل کے امتحان کی روشنی میں

"عَنْ صَالِحِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ع وَ هُوَ مَعَ أَصْحَابِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَنَا وَ اللهِ أُحِبُّكَ وَ أَتَوَلَّاكَ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ع كَذَبْتَ قَالَ بَلَى وَ اللهِ إِنِّي أُحِبُّكَ وَ أَتَوَلَّاكَ فَكَرَّرَ ثَلَاثاً فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ع كَذَبْتَ مَا أَنْتَ كَمَا قُلْتَ إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْأَرْوَاحَ قَبْلَ الْأَبْدَانِ بِأَلْفَيْ عَامٍ ثُمَّ عَرَضَ عَلَيْنَا الْمُحِبَّ لَنَا فَوَ اللهِ مَا رَأَيْتُ رُوحَكَ فِيمَنْ عُرِضَ فَأَيْنَ كُنْتَ فَسَكَتَ الرَّجُلُ عِنْدَ ذَلِكَ وَ لَمْ يُرَاجِعْهُ".

(بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۲۲).

"حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص چند ساتھیوں کو لے کر امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور آپ کی ولایت کو مانتا ہوں، امیر المومنینؑ نے فرمایا: تو جھوٹ کہتا ہے، اس نے دوبارہ کہا: خدا کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور آپ کا دوست ہوں، یہ جملہ اس نے تین بار دہرایا اور ہر بار حضرتؑ نے یہی فرمایا کہ تو جھوٹا ہے، پھر فرمایا: خدا نے تخلیق سے دو ہزار برس پہلے ارواح کو پیدا کیا، پھر ہمیں ان پر پیش کیا، پس جو ہمارے محبّ تھے ہم نے انھیں پہچان لیا، خدا کی قسم ان سے تیری روح کو نہیں دیکھا، بتا اس وقت تو کہاں تھا، یہ سن کر وہ خاموش ہو گیا اور دوبارہ امامؑ کی خدمت میں آنے کی جرائت نہ کر سکا"۔

یہ حدیث چونکا دینے والی ہے: محبتِ علیؑ کا دعویٰ اگر ازل کے عہد سے ہم آہنگ نہ ہو تو وہ زبان کا فریب بن جاتا ہے، حقیقی محبت وہ ہے جو روح کی تخلیق کے وقت پہچانی گئی ہو اور اخلاق و کردار اور عمل میں ظاہر ہو۔

◆ ساتویں حدیث: تبرا یا حفاظت جان؟ فقاہت اور شہادت کا فرق

"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ع رَجُلَانِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ أُخِذَا فَقِيلَ لَهُمَا أَبْرَأَ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَبَرِءَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا وَ أَبَى الْآخَرُ فَخُلِّيَ سَبِيلُ الَّذِي بَرِءَ وَ قُتِلَ الْآخَرُ فَقَالَ أَمَّا الَّذِي بَرِءَ فَرَجُلٌ فَقِيهٌ فِي دِينِهِ وَ أَمَّا الَّذِي لَمْ يَبْرَأْ فَرَجُلٌ تَعَجَّلَ إِلَى الْجَنَّةِ". (بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۳۹۵).

"راوی کا بیان ہے میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ کوفہ کے دو آدمی بنی امیہ کے ہاتھوں گرفتار ہوئے، ان سے کہا گیا تم امیر المومنینؑ پر تبرا کرو، ان میں سے ایک نے تو تبرا کیا لیکن دوسرے نے انکار کر دیا، جس نے تبرا کیا تھا اسے چھوڑ دیا گیا اور دوسرے کو قتل کر دیا گیا، حضرتؑ نے فرمایا: جس نے تبراء کیا وہ علم دین میں فقیہ اور سمجھدار تھا اور جس نے تبراء نہ کیا اس نے جنت کی طرف جانے میں جلدی کی"۔

یہ روایت اس نکتہ کو واضح کرتی ہے کہ بعض اوقات تقیہ عقل مندی ہے اور بعض اوقات انکار شہادت کا راستہ، دونوں کے اپنے مقامات ہیں، مگر ولایت سے برائت اختیار نہ کرنا جنت کی فوری راہ بن جاتا ہے۔

تیسرا باب

◆ شیعہ اور محبّ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی احادیث میں

- پہلی حدیث: شیعہ اور محبّ دعویٰ سے حقیقت تک.
- دوسری حدیث: عقدِ علیؑ و فاطمہؑ کا آسمانی اعلان اور محبّینِ اہلِ بیتؑ کے نام اوراقِ نجات.
- تیسری حدیث: روزِ قیامت سیدہؑ کی شفاعتِ کبریٰ.
- شیعہ اور محبّ حدیث کساء میں.

الف) شیعہ اور محبؐ حضرت فاطمہ زہراؑ کی احادیث میں

◆ تمہیدی کلمات

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا، رسولِ اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ملیکۃ العرب حضرت خدیجہ کبریٰ سلام اللہ علیہا کی بیٹی ہیں، آپ کی ولادت بعثت کے پانچویں سال ۲۰ جمادی الثانی کو مکۂ مکرمہ میں ہوئی، آپ نے بچپن ہی میں شعبِ ابی طالبؑ کی سختیاں دیکھیں، ماں کی وفات کا گہرا صدمہ سہا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس طرح ڈھارس بنیں کہ حضورؐ نے آپ کو "امّ ابیہا" کا لقب عطا فرمایا، آپ کا عقد امیر المؤمنین حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے ہوا، اس گھر سے حسنؑ، حسینؑ، زینبؑ اور امِّ کلثومؑ جیسے انوارِ امامت و رسالت جلوہ گر ہوئے، جب کہ جنابِ محسنؑ کو شکمِ مادر ہی میں شہید کر دیا گیا، حضرت فاطمہؑ عبادت، عفت، حیا، صبر اور عدل کی کامل مثال تھیں، غربت میں قناعت، قدرت میں تواضع اور مظلومیت میں احتجاج آپ کی سیرت کے نمایاں پہلو ہیں، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ نے دفاعِ ولایت و امامت اور مسئلۂ فدک کے ذریعے حق کا واضح اعلان فرمایا، جس کا شاہکار خطبۂ فدکیہ ہے، یہ خطبہ قرآن فہمی، شعورِ امامت اور جراتِ حق کا زندہ نمونہ ہے، اگرچہ آپ کی عمر بہت مختصر رہی، مگر آپ کے آثار قیامت تک باقی رہیں گے، خصوصاً جب تک قرآنِ مجید میں سورۂ کوثر، سورۂ دہر،

آیتِ مباہلہ، آیۂ تطہیر، آیتِ مودّت اور آپ کی شان میں نازل ہونے والی دیگر آیات تلاوت کی جاتی رہیں گی تب تک سیرتِ فاطمیؑ زندہ رہے گی۔

آپ کی شہادت ۳ جمادی الآخر یا بعض روایات کے مطابق ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۱ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی، آپ کی وصیت کے مطابق رات کے وقت تدفین عمل میں آئی اور آپ کی قبرِ مطہر آج بھی تاریخِ اسلام میں مظلومیت کی خاموش مگر پُراثر گواہی دے رہا ہے، اس مظلومیت کے باوجود بہت سے کلمہ گو خود کو دخترِ رسولؐ اور دیگر اہلِ بیتِ اطہارؑ سے محبت کا دم تو بھرتے ہیں، مگر عمل اور کردار کے مرحلے میں پورا نہیں اترتے، یہاں یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اہلِ بیتؑ سے محبت ایمان کی روح ہے، مگر ہر محبت اطاعت کی سند نہیں بنتی، کربلا سے مدینہ تک، وحی سے ولایت تک، اہلِ بیتِ اطہارؑ نے بارہا اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ محض نسبت، جذبات یا زبانی دعویٰ نجات کی ضمانت نہیں، بلکہ نجات کی شاہراہ، اطاعت، اتباع اور عملی کردار سے ہو کر گزرتی ہے، اسی بنیاد پر دخترِ رسولؐ، سیدۂ کائنات حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی احادیث میں بھی محبت (محبّ) اور اطاعت و پیروی (شیعہ) کے فرق کو نہایت حکیمانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے، تاکہ ہر دور کا انسان یہ پہچان سکے کہ وہ صرف چاہنے والوں میں ہے یا واقعی پیروی کرنے والوں میں۔

ذیل میں ہم حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا سے منسوب تین ایسی احادیث پیش کرتے ہیں، جو محبّ اور شیعہ کے اس بنیادی فرق کو نہایت وضاحت کے ساتھ آشکار کرتی ہیں:

◆ پہلی حدیث: شیعہ اور محبّ دعویٰ سے حقیقت تک

”وَقَالَ رَجُلٌ لِامْرَأَتِهِ: اِذْهَبِي إِلَى فَاطِمَةَ (عَلَيْهَا السَّلَامُ) بِنْتَ رَسُولِ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ) فَأَسْأَلِيهَا عَنِّي: أَنَا مِنْ شِيعَتِكُمْ، أَوَلَسْتُ مِنْ شِيعَتِكُمْ؟ فَسَأَلَتْهَا، فَقَالَتْ (عَلَيْهَا السَّلَامُ): قُولِي لَهُ: إِنْ كُنْتَ تَعْمَلُ بِمَا أَمَرْنَاكَ، وَ

تَنْتَهِي عَمَّا زَجَرْنَاكَ، فَأَنْتَ مِنْ شِيعَتِنَا ، وَإِلاَّ فَلاَ . فَرَجَعَتْ، فَأَخْبَرَتْهُ، فَقَالَ: يَاوَيْلِي، وَ مَنْ يَنْفَكُّ مِنَ الذُّنُوبِ وَ الْخَطَايَا؟ فَأَنَا إِذَنْ خَالِدٌ فِي النَّارِ، فَإِنَّ مَنْ لَيْسَ مِنْ شِيعَتِهِمْ فَهُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ . فَرَجَعَتِ الْمَرْأَةُ . فَقَالَتْ لِفَاطِمَةَ (عَلَيْهَا السَّلاَمُ) مَا قَالَ لَهَا زَوْجُهَا، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ (عَلَيْهَا السَّلاَمُ) : لَيْسَ هَكَذَا، إِنَّ شِيعَتَنَا مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَ كُلُّ مُحِبِّينَا، وَ مُوَالِي أَوْلِيَائِنَا، وَ مُعَادِي أَعْدَائِنَا، وَالْمُسَلِّمُ بِقَلْبِهِ وَلِسَانِهِ لَنَا، لَيْسُوا مِنْ شِيعَتِنَا إِذَا خَالَفُوا أَوَامِرَنَا وَنَوَاهِيَنَا فِي سَائِرِ الْمُوبِقَاتِ، وَهُمْ مَعَ ذَلِكَ فِي الْجَنَّةِ، وَلكِنْ بَعْدَمَا يُطَهَّرُونَ مِنْ ذُنُوبِهِمْ بِالْبَلاَيَا وَ الرَّزَايَا أَوْ فِي عَرَصَاتِ الْقِيَامَةِ بِأَنْوَاعِ شَدَائِدِهَا، أَوْ فِي الطَّبَقِ الْأَعْلَى مِنْ جَهَنَّمَ بِعَذَابِهَا، إِلَى أَنْ نَسْتَنْقِذَهُمْ بِحُبِّنَا مِنْهَا، وَنَنْقُلَهُمْ إِلَى حَضْرَتِنَا". (بحار الانوار: ج۶۵، ص ۱۵۴).

"ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تم حضرت فاطمہؑ بنت رسول اللہؐ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ آیا میں آپ کے شیعہ شمار ہوتا ہوں یا نہیں؟، عورت جناب فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سوال کیا، شہزادیؑ نے فرمایا: اس سے کہہ دینا: اگر تم ہمارے اوامر پر عمل کرتے ہو اور جن چیزوں سے ہم نے روکا ہے اُن سے باز رہتے ہو تو تم ہمارے شیعوں میں سے ہو، ورنہ نہیں۔ وہ عورت واپس گئی اور شوہر کو جواب سنایا، اس نے گھبرا کر کہا: ہائے افسوس! گناہوں اور لغزشوں سے کون محفوظ ہے؟ پھر تو میں ہمیشہ جہنم میں رہوں گا، کیونکہ جو اہلِ بیتؑ کا شیعہ نہ ہو وہ جہنم ہی میں رہے گا، عورت دوبارہ جنابِ فاطمہؑ کے پاس گئی اور اپنے شوہر کا اضطراب بیان کیا، اس پر سیدۂ کائناتؑ نے فرمایا: ایسا نہیں! ہمارے شیعہ تو جنت کے بہترین لوگ ہیں اور جو ہماری محبت رکھتے ہیں، ہمارے محبّوں کے محبّ اور ہمارے دشمنوں کے دشمن ہیں اور دل و زبان سے ہماری ولایت کو قبول کرتے ہیں اگرچہ وہ حقیقی شیعہ کے درجے پر نہ ہوں، لیکن وہ بھی جنت میں جائیں گے، ہاں! مگر اپنے گناہوں سے

پاک ہونے کے بعد: دنیا کی مصیبتوں کے ذریعہ، یا قیامت کی سختیوں کے ذریعے، یا جہنم کی اوپری طبقہ میں کچھ عذاب کے ذریعے، حتیٰ کہ ہماری محبت اُن کو وہاں سے نجات دلائے گی اور ہم انہیں اپنے حضور میں لے آئیں گے"۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ شیعہ وہ ہے جو اطاعت اور عمل کا پیکر ہو، محبّ وہ ہے جو محبت رکھتا ہے مگر عمل میں کمزور ہو، محبّ اہلِ نجات ہے مگر اصلاح وتطہیر کا محتاج ہے، نجات کی اصل بنیاد اطاعتِ اہلِ بیتؑ ہے، محض دعویٰ نہیں، اطاعت نہ ہو تو نسبت کافی نہیں، محبت سے منزل ملتی ہے مگر نشیب وفراز سے گزر کر، لیکن اطاعت خود ایک منزل ہے۔

◆ دوسری حدیث: عقدِ علیؑ وفاطمہؑ کا آسمانی اعلان اور محبّینِ اہلِ بیتؑ کے نام اوراقِ نجات

"قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: حَدَّثَنِي جَبْرَئِيلُ أَنَّ اللهَ تَعَالَى لَمَّا زَوَّجَ فَاطِمَةَ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَرَ رِضْوَانَ فَأَمَرَ شَجَرَةَ طُوبَى فَحَمَلَتْ رِقَاعاً لِمُحِبِّي آلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ثُمَّ أَمْطَرَهَا مَلَائِكَةً مِنْ نُورٍ بِعَدَدِ تِلْكَ الرِّقَاعِ فَأَخَذَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ الرِّقَاعَ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَاسْتَوَتْ بِأَهْلِهَا أَهْبَطَ اللهُ الْمَلَائِكَةَ بِتِلْكَ الرِّقَاعِ فَإِذَا لَقِيَ مَلَكٌ مِنْ تِلْكَ الْمَلَائِكَةِ رَجُلاً مِنْ مُحِبِّي آلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ دَفَعَ إِلَيْهِ رُقْعَةَ بَرَاءَةٍ مِنَ النَّارِ".

(بحار الانوار: ج ۴۳، ص ۴۴).

"حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ نے فاطمہؑ کا نکاح علیؑ سے کیا تو جبرائیلؑ آئے اور بتایا کہ اللہ نے رضوانِ جنت کو حکم دیا، پس رضوانِ جنت نے درختِ طوبیٰ کو حکم دیا، تو درخت طوبیٰ نے نورانی رقعے پیدا کئے جن پر آلِ محمدؐ کے محبّوں کے نام لکھے تھے، پھر اللہ نے ان رقعوں کی تعداد کے برابر نور کے فرشتے نازل فرمائے، ہر فرشتہ ایک رقعہ اپنے ساتھ لے گیا، قیامت کے روز

جب لوگ جمع ہوں گے تو وہ فرشتے ان رقعوں کو لے کر اتریں گے ، پھر جب بھی کوئی فرشتہ کسی محبِّ اہل بیتؑ سے ملے گا تو وہ اسے ایک رقعہ دے گا اور کہے گا: یہ تیرے لئے جہنم سے نجات کا پروانہ ہے "۔

یہ حدیث اگر چہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہے لیکن علیؑ فاطمہؑ کی عظیم فضیلت کو بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ اہلِ بیتؑ کے محبّوں کے لئے جہنم سے نجات کے پروانے اسی دن لکھ دیے گئے تھے جس دن علیؑ و فاطمہؑ کا عقد ہوا تھا اور یہ پروانے قیامت کے دن فرشتوں کے ہاتھوں عطا کیے جائیں گے ، اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ محبتِ اہل بیتؑ کبھی ضائع نہیں جاتی ، محبّ نجات پاتا ہے مگر شفاعت کے بعد ، یعنی محبّ کو نجات اور شفاعت کی ضرورت ہوتی ہے ، لیکن شیعہ وہ ہوتا ہے جو دوسروں کی شفاعت کرے جیسے سلمان فارسیؓ ، ابوذر غفاریؓ اور فضہؓ کنیز حضرت زہراء سلام اللہ علیہا۔

◆ تیسری حدیث: روزِ قیامت سیدہؑ کی شفاعتِ کبریٰ

" عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ تُقْبِلُ ابْنَتِي فَاطِمَةُ عَلَى نَاقَةٍ مِنْ نُوقِ الْجَنَّةِ مُدَبَّجَةَ الْجَنْبَيْنِ خِطَامُهَا مِنْ لُؤْلُؤٍ رَطْبٍ قَوَائِمُهَا مِنَ الزُّمُرُّدِ الْأَخْضَرِ ذَنَبُهَا مِنَ الْمِسْكِ الْأَذْفَرِ عَيْنَاهَا يَاقُوتَتَانِ حَمْرَاوَانِ عَلَيْهَا قُبَّةٌ مِنْ نُورٍ يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَ بَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا دَاخِلُهَا عَفْوُ اللهِ وَ خَارِجُهَا رَحْمَةُ اللهِ عَلَى رَأْسِهَا تَاجٌ مِنْ نُورٍ لِلتَّاجِ سَبْعُونَ رُكْناً كُلُّ رُكْنٍ مُرَصَّعٌ بِالدُّرِّ وَ الْيَاقُوتِ يُضِيءُ كَمَا يُضِيءُ الْكَوْكَبُ الدُّرِّيُّ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ وَ عَنْ يَمِينِهَا سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ وَ عَنْ شِمَالِهَا سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ وَ جَبْرَئِيلُ آخِذٌ بِخِطَامِ النَّاقَةِ يُنَادِي بِأَعْلَى صَوْتِهِ غُضُّوا أَبْصَارَكُمْ حَتَّى تَجُوزَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلاَ

يَبْقَى يَوْمَئِذٍ نَبِيٌّ وَلاَ رَسُولٌ وَلاَ صِدِّيقٌ وَلاَ شَهِيدٌ إِلاَّ غَضُّوا أَبْصَارَهُمْ حَتَّى تَجُوزَ فَاطِمَةُ فَتَسِيرُ حَتَّى تُحَاذِيَ عَرْشَ رَبِّهَا جَلَّ جَلاَلُهُ فَتَزُجُّ بِنَفْسِهَا عَنْ نَاقَتِهَا وَ تَقُولُ إِلٰهِي وَ سَيِّدِي أُحْكُمْ بَيْنِي وَ بَيْنَ مَنْ ظَلَمَنِي اَللّٰهُمَّ أُحْكُمْ بَيْنِي وَبَيْنَ مَنْ قَتَلَ وُلْدِي فَإِذَا النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللهِ جَلَّ جَلاَلُهُ يَا حَبِيبَتِي وَ ابْنَةَ حَبِيبِي سَلِينِي تُعْطَيْ وَ اشْفَعِي تُشَفَّعِي فَوَ عِزَّتِي وَ جَلاَلِي لاَ جَازَنِي ظُلْمُ ظَالِمٍ فَتَقُولُ إِلٰهِي وَ سَيِّدِي ذُرِّيَّتِي وَ شِيعَتِي وَ شِيعَةَ ذُرِّيَّتِي وَ مُحِبِّيَّ وَ مُحِبِّي ذُرِّيَّتِي فَإِذَا النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللهِ جَلَّ جَلاَلُهُ أَيْنَ ذُرِّيَّةُ فَاطِمَةَ وَ شِيعَتُهَا وَ مُحِبُّوهَا وَ مُحِبُّو ذُرِّيَّتِهَا فَيُقْبِلُونَ وَ قَدْ أَحَاطَ بِهِمْ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ فَتَقْدُمُهُمْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلاَمُ حَتَّى تُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ". (الامالی صدوق: ج۱، ص۱۷).

''حضرت امام محمد باقر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ جابر ابن عبد اللہ انصاریؓ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا: قیامت کے دن میری بیٹی فاطمہؑ جنت کی ایک خاص ناقہ پر سوار ہو کر آئیں گی، پھر اس ناقہ کی شان بیان کرتے ہوئے آنحضرتؐ نے فرمایا: اس کے پہلو دیباج و ریشم کے غلافوں سے آراستہ ہوں گے، اس کی مہار تر و تازہ موتیوں کی ہوگی، اس کے پاؤں سبز زمرد کے، اس کی دم مشکِ خالص کی اور اس کی آنکھیں سرخ یاقوت کی ہوں گی اور اس ناقہ پر ایک نورانی محمل (حودج) ہوگا: جس کا باطن ظاہر سے نظر آئے گا، اور ظاہر باطن سے، اس کا اندر عفوِ الٰہی اور اس کا بیرون رحمتِ الٰہی سے چمکتا ہوگا، فاطمہؑ کے سر پر نور کا تاج ہوگا: اس تاج میں ستر ستون ہوں گے، ہر ستون موتیوں اور یاقوت سے مزیّن اور ان کی چمک آسمان کے ستاروں کی طرح دمک رہی ہوگی، فاطمہؑ کے دائیں ۷۰ ہزار فرشتے اور بائیں بھی ۷۰ ہزار فرشتے ہوں گے، جبرائیلؑ ناقہ کی مہار پکڑے ندا دیں گے: اے اہلِ محشر! اپنی نگاہیں جھکا لو، فاطمہ بنتِ محمدؐ گزر رہی ہیں، کوئی نبیؑ، کوئی رسولؑ، کوئی صدیق و شہید ایسا نہ ہوگا جو نگاہ جھکانے کے حکم کی تعمیل نہ کرے، پھر

شہزادی فاطمہؑ عرشِ الٰہی کے سامنے پہنچ کر ناقہ سے اتر جائیں گی اور عرض کریں گی: پروردگار! میرے اور میرے ظالموں کے درمیان فیصلہ فرما، پروردگار! ان کے درمیان فیصلہ کر جنہوں نے میرے بیٹوں کو قتل کیا! تب اللہ کی بارگاہ سے ندا آئے گی: اے میری محبوبہ! اے میرے محبوب کی دختر! مانگو جو مانگنا چاہو، تمہیں دیا جائے گا، شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، قسم ہے میری عزت و جلال کی! میں کسی ظالم کو اپنی عدالت سے بچ کر نہ جانے دوں گا، پھر فاطمہؑ عرض کریں گی: اے میرے پروردگار! میری نسل، میرے شیعہ، میری نسل کے شیعہ اور میرے محبّین اور میری اولاد کے محبّین، پھر ندا ہوگی: کہاں ہیں فاطمہؑ کی نسل، ان کے شیعہ اور ان کے محبّین؟ تب فرشتگانِ رحمت ان سب کو حلقہ میں لیں گے اور شہزادی فاطمہؑ انہیں آگے آگے لے کر جنت میں داخل کر دیں گی۔

قیامت کے ہولناک منظر میں سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اپنی ذرّیت، شیعوں اور محبّوں کے لئے اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کریں گی اور سب کو جنت میں داخل فرمائیں گی، یعنی شفاعتِ عظمیٰ کا مرکز حضرت فاطمہؑ ہیں اور آپ کے وسیلے سے شیعہ، محبّ اور ذرّیت تینوں اللہ کی رحمت کے سائے میں شامل ہیں مگر ان تینوں میں قیادت اور امتیاز آپ کے شیعوں کے حصے میں ہے۔

ب) شیعہ اور محبّ حدیث کساء میں

◆ تمہیدی کلمات

حدیثِ کساء کوئی سادہ تاریخی روایت نہیں، بلکہ خدا کے ارادے کی مجسم تصویر ہے، یہ وہ لمحہ ہے جب زمان و مکان ساکت ہو گئے تھے، وہ لمحہ جو آسمان و زمین کے درمیان ہمیشہ کے لئے مقدس بن گیا تھا، یعنی وہ لمحہ جب رسالتؐ کی آغوش میں عصمتؑ کی چادر تنی اور وحی کے اشارے پر اہل بیت اطہارؑ کا تعارف کرایا گیا، یہ روایت ہمیں مدینہ کے ایک خاموش مگر

بابرکت گھر میں لے جاتی ہے، ایک ایسا گھر جہاں دیواریں تسبیح کہتی ہیں اور فضا میں وحی کی خوشبو بسی ہوتی ہے، یہ وہ گھر ہے جو فاطمہؑ کا گھر ہے، جو عرشِ الٰہی کا ترجمان ہے، اسی گھر میں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی، سیدۂ کائنات حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا سے چادر طلب کرتے ہیں، ایک نورانی اور پاکیزہ چادر اور پھر اس میں اُن عظیم ہستیوں کو جمع کرتے ہیں جنہیں خدا نے خود تطہیر کا عنوان عطا فرمایا، یعنی حضرت فاطمہ زہراءؑ، امام علیؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ، یہ چادر محض کپڑا نہیں، بلکہ ربّانی انتخاب کی علامت ہے، ایسی علامت جس نے اہلِ بیتؑ کی حقیقت کو لفظوں سے ماورا کر دیا۔

حدیثِ کساء میں پیغمبرؐ کی محبت، فاطمہؑ کی مرکزیت، علیؑ کی ولایت اور حسنینؑ کی امامت ایک دوسرے میں گھل کر ایک ایسا نورانی دائرہ بناتے ہیں جسے قرآن نے خود ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ...﴾ کہہ کر دائمی سندِ عصمت عطا کی۔

یہاں اہلِ بیتؑ محض ایک خاندان کے افراد نہیں، بلکہ ہدایت کا معیار، طہارت کا نمونہ اور نجات کا راستہ ہیں، یہ حدیث ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ قربِ الٰہی نسب سے نہیں، بلکہ طہارتِ باطن اور اطاعتِ کامل سے ملتا ہے اور یہ کہ جب خدا کسی کو چن لیتا ہے تو زمین کو آسمان کی گواہی عطا کر دیتا ہے، یوں حدیثِ کساء دراصل ایمان کو محبت کے قالب میں ڈھالتی ہے، ایسی محبت جو معرفت پیدا کرتی ہے، ایسی معرفت جو انسان کو ولایت کے سائے میں لا کھڑا کرتی ہے، پس حدیثِ کساء صرف ایک حدیث نہیں، بلکہ ایک دعوت ہے:

- اہلِ بیتؑ سے وابستگی کی دعوت
- طہارتِ فکر کی دعوت
- اور اس نورانی چادر کے سائے میں خود کو پہچاننے کی دعوت۔

حدیث کساء کو حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے بیان کیا اور آپ سے مختلف راویوں خصوصاً حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

حدیثِ کساء میں جہاں اہل بیت اطہار علیہم السلام کی عصمت و طہارت اور ولایت و امامت کو بیان کیا گیا ہے وہیں شیعہ اور محبّ کی عظمت و شرافت اور ان کے فرق کو بھی واضح کیا گیا ہے ، ذیل میں اس نورانی حدیث کے کچھ گوشے بیان کرتے ہیں جس میں شیعہ اور محبّ کے فرق کو واضح کیا گیا ہے:

◆ حدیث کساء شیعہ و محبّ دونوں کے لئے فیض رساں

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں:

" فَقَالَ عَلِيٌّ لِاَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَخْبِرْنِيْ مَا لِجُلُوْسِنَا هٰذَا تَحْتَ الْكِسَاءِ مِنَ الْفَضْلِ عِنْدَ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ نَبِيًّا وَاصْطَفَانِيْ بِالرِّسَالَةِ نَجِيًّا مَا ذُكِرَ خَبَرُنَا هٰذَا فِيْ مَحْفِلٍ مِنْ مَحَافِلِ أَهْلِ الْاَرْضِ وَفِيْهِ جَمْعٌ مِنْ شِيْعَتِنَا وَ مُحِبِّيْنَا اِلَّا وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ وَاسْتَغْفَرَتْ لَهُمْ اِلٰى أَنْ يَتَفَرَّقُوْا ".

"حضرت علیؑ نے میرے باباجان سے فرمایا: اے خدا کے رسولؐ! مجھے بتایئے کہ ہم لوگوں کا اس چادر کے اندر آجانا خدا کے ہاں کیا فضیلت رکھتا ہے؟ تب رسول خداؐ نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس نے مجھے سچا نبیؐ بنایا ہے اور لوگوں کی نجات کی خاطر مجھے رسالت کے لئے چنا ہے، اہل زمین کی محفلوں میں سے جس محفل میں ہماری یہ حدیث بیان کی جائے گی اور اس میں ہمارے شیعہ اور محبّ جمع ہوں گے تو ان پر خدا کی رحمت نازل ہوگی، فرشتے ان کو حلقے میں لے لیں گے اور جب تک وہ لوگ محفل سے رخصت نہ ہوں گے وہ ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہیں گے"۔

یہاں دو لفظ استعمال ہوئے ہیں ایک "شیعہ" اور دوسرے "محبّ"، فرمایا: "وَفِيْهِ جَمْعٌ مِنْ شِيْعَتِنَا وَ مُحِبِّيْنَا"، سوال یہ ہے کہ "شیعہ" اور "محبّ" ایک ہیں یا الگ الگ، اس کو سمجھنے کے لئے ایک مثال عرض کرتے ہیں: اگر میں بلاؤں "محمد علی" تو ایک ہے

لیکن اگر میں کہوں "محمد" اور "علی" تو دو ہیں، یعنی "اور" کے فاصلے نے بتایا کہ یہ ایک نہیں ہے دو ہیں، اس جملے کے اندر بھی "واؤ" نے بتایا کہ شیعہ اور ہیں اور محبّ اور، اب شیعہ کسے کہتے ہیں؟ شیعہ وہ ہے جو صرف محبت کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ اہل بیتؑ کے نقش قدم پر بھی چلتا ہے اور ہمیشہ ان کی فرمانبرداری واطاعت میں ڈوبا رہتا ہے لیکن محبّ وہ ہے جو محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر گناہوں اور خطاؤں میں مبتلا رہتا ہے، یعنی محبّ وہ ہے جسے بخشش و مغفرت کی ضرورت ہے، جب کہ شیعہ وہ ہے جو مغفرت شدہ اور بخشا ہوا ہے، آنحضرتؐ نے فرمایا: جس محفل میں ہمارے شیعہ اور محبّ جمع ہوں گے ان پر خدا کی رحمت نازل ہو گی، فرشتے ان کو حلقے میں لے لیں گے اور جب تک وہ لوگ محفل سے رخصت نہ ہوں گے وہ ان کے لئے بخشش کی دعا کریں گے، دونوں کے لئے رحمت بھی ہے اور بخشش بھی، اگر یہ کہوں تو غلط نہیں کہ تبرک دونوں کو برابر بٹ رہا ہے، جس طرح سے ایک اسکول میں سبھی سٹوڈنٹ کو برابر سے چیزیں ملتی ہیں، پانی سب کو ملے گا، کھانا سب کو ملے گا، مگر ایگزام کا رزلٹ جب ملے گا اس کی صلاحیت پہ ملے گا اور رزلٹ اسے دیا جائے گا جس نے امتحان لکھا ہو، اب آگے کا جملہ ملاحظہ فرمائیں، حضرت فاطمہؑ فرماتی ہیں:

"فَقَالَ عَلِیٌّ إِذًا وَاللهِ فُزْنَا وَفَازَ شِیْعَتُنَا وَرَبِّ الْکَعْبَةِ".

"اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا: خدا کی قسم ہم کامیاب ہوگئے اور ربّ کعبہ کی قسم ہمارے شیعہ بھی کامیاب ہوں گے"۔

معلوم ہوا شیعوں کے لئے ایک خاص اہتمام رکھا گیا ہے اور وہ ہے دنیا و آخرت کی کامیابی۔

◆ ربّ کعبہ کی قسم ہمارے شیعہ کامیاب وکامراں ہوگئے

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا حدیث کساء میں ایک گوشے میں ارشاد فرماتی ہیں:

"فَقَالَ أَبِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ ثَانِیًا یَا عَلِیُّ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ نَبِیًّا، وَاصْطَفَانِیْ بِالرِّسَالَةِ نَجِیًّا مَا ذُکِرَ خَبَرُنَا هٰذَا فِیْ مَحْفِلٍ مِنْ مَحَافِلِ أَهْلِ

الْاَرْضِ،وَفِيْهِ جَمْعٌ مِنْ شِيْعَتِنَا وَ مُحِبِّيْنَا ،وَفِيْهِمْ مَهْمُوْمٌ اِلَّا وَفَرَّجَ اللهُ هَمَّهٗ ،وَ لَا مَغْمُوْمٌ اِلَّا وَ كَشَفَ اللهُ غَمَّهٗ،وَلَا طَالِبُ حَاجَةٍ اِلَّا وَقَضَى اللهُ حَاجَتَهٗ ".

" تب میرے بابا حضرت رسول خداؐ نے دوبارہ فرمایا: اے علیؑ ! اس خدا کی قسم جس نے مجھے سچا نبیؐ بنایا اور لوگوں کی نجات کی خاطر مجھے رسالت کے لئے منتخب فرمایا، اہلِ زمین کی محفلوں میں سے جس محفل میں ہماری یہ حدیث بیان کی جائے گی اور اس میں ہمارے شیعہ اور محبّ جمع ہوں گے تو ان میں جو کوئی دکھی ہوگا، خدا اس کا دکھ دور کر دے گا، جو کوئی غمزدہ ہوگا خدا اس کو غم سے چھٹکارا دے گا، جو کوئی حاجت مند ہوگا، خدا اس کی حاجت پوری کرے گا"۔

اس مرحلے میں بھی وہی ساری باتیں ہیں جو پہلے بیان ہوئی لیکن یہاں دوسرا فائدہ بھی بیان ہوا اور وہ یہ کہ اس ذکر کے سننے کے صدقے میں ان کے دکھ درد دور ہوں گے ، غموں سے چھٹکارا ملے گا اور جو حاجت مند ہوگا اس کی حاجت پوری ہوگی ، یعنی عطائیں برابر ہیں،فائدے برابر ہیں، مگر یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے گھر میں ماں باپ دیں گے سب کو برابر، کھلائیں گے سب کو برابر، مگر جب تعریف کی بات آئے گی تو تعریف اسی کی کریں گے جو اطاعت گزار ہوگا ،دل ادھر ہی جھکے گا جو فرمانبردار ہوگا، جیسے کوئی گھر میں آئے تو اسی کو بلا کر تعریف ہوگی کہ یہ ہمارا بہت اچھا بچہ ہے ،بہت لائق اور سمجھ دار بچہ ہے ،یہاں بھی جب رزلٹ کی بات آئی تو مولاؑ نے فرمایا:

"فَقَالَ عَلِيٌّ اِذًا وَاللهِ فُزْنَا وَسُعِدْنَا ،وَ كَذٰلِكَ شِيْعَتُنَا فَازُوْا وَسُعِدُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ،وَرَبِّ الْكَعْبَةِ".

" تب حضرت علیؑ کہنے لگے: بخدا ہم نے کامیابی اور سعادت پائی اور اسی طرح ہمارے شیعہ بھی دنیا و آخرت میں کامیاب و سعادت مند ہوئے ربّ کعبہ کی قسم"۔

مولاؑ نے اس جملے میں شیعہ اور محبّ میں فرق کو واضح کر دیا کہ کامیابی و سعادتمندی ہمارے شیعوں کے لئے ہے ،ظاہر ہے کہ جب بات کامیابی اور سعادتمندی کی ہوتی ہے تو

یہ اسی کو ملتی ہے جو لگاتار محنت کرتا ہے ،جو مسلسل جہد و کوشش میں رہتا ہے ، دنیا میں دیکھیں یقیناً وہی لوگ کامیاب ہیں جو محنت کرتے ہیں، مشقت اٹھاتے ہیں، سست اور بیکار آدمی ہر جگہ شرمسار ہوتا ہے، مولاؑ نے شیعوں کے لئے فرمایا: ربّ کعبہ کی قسم ہم اور ہمارے شیعہ اس دنیا میں بھی کامیاب ہیں آخرت میں بھی، یعنی دنیا میں بھی وہ صاحبِ عزت ہیں اور آخرت میں بھی اور محبّ چونکہ اطاعت و فرمانبرداری کا صرف دعویٰ دار ہے اور خود کو گناہوں اور خطاؤں سے بچانے کی سعی و کوشش نہیں کرتا اور جس طرح اہل بیتؑ کے راستے پر چلنا چاہئے نہیں چلتا لہٰذا وہ یہاں بھی شرمسار ہے اور آخرت میں بھی شرمسار ہے کہ اسے وہ مقام و مرتبہ کیوں نہیں مل پایا جو اہل بیتؑ کے شیعوں کو ملا ہے۔

چوتھاباب

◈ شیعہ اور محبّ حضرت امام حسن علیہ السلام کی احادیث میں:

✍ حدیث: اگر ہمارے اوامر ونواہی کے پابند ہو تو شیعہ ہو ورنہ نہیں

◈ شیعہ اور محبّ حضرت امام حسین علیہ السلام کی احادیث میں:

✍ حدیث: تشیع: قلب کی پاکیزگی اور صداقت کا نام.

◈ شیعہ اور محبّ امام زین العابدین علیہ السلام کی احادیث میں:

✍ حدیث: تشیع کی بنیاد قلبِ سلیم پر.

شیعہ اور محبِّ امام حسنؑ، امام حسینؑ اور امام سجادؑ کی احادیث میں

◆ تمہیدی کلمات

تشیع اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کی نسبت کا محض ایک عنوان نہیں، بلکہ ایک ہمہ گیر فکری، اخلاقی اور عملی نظامِ حیات ہے، یہ وہ راستہ ہے جس میں محبت ابتدا ہے مگر کمال نہیں، نسبت وسیلہ ہے مگر معیار نہیں اور اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ دعویٰ زبان سے نہیں بلکہ کردار سے پرکھا جاتا ہے، تاریخِ اہل بیتؑ گواہ ہے کہ ائمۂ معصومین علیہم السلام نے اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ خود احتسابی کی دعوت دی، خود غرضی اور جذباتی وابستگی کی نہیں، آپ کی تعلیمات میں محبت ایک عظیم نعمت ہے، مگر تشیع اس نعمت کی عملی تفسیر کا نام ہے، یہ ایک ایسا بلند روحانی مقام ہے جس کی بنیاد اطاعت، تقویٰ، پاکیزگیِ باطن اور اخلاقی صداقت پر ہے، حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام، سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام اور اسیر کربلا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی احادیث میں بھی مختلف اسالیب میں یہی پیغام جلوہ گر ہے، ذیل میں ہم ان تینوں ائمہ علیہم السلام کی احادیث نقل کرتے ہیں:

۱۔ شیعہ اور محبؔ حضرت امام حسن علیہ السلام کی حدیث میں

◆ تمہیدی کلمات

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے، مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام اور شہزادی کونین حضرت فاطمہ زہراؑ کے بڑے فرزند تھے، آپ کی ولادت ۱۵ رمضان المبارک ۳ ہجری کو مدینۂ منورہ میں ہوئی، آپ مکتب تشیع کے دوسرے امام اور عصمتِ کبریٰ کے چوتھے امین تھے، آپ علم، حلم، سخاوت اور اخلاقِ نبوی کے کامل مظہر تھے، آپ کو کریمِ اہلِ بیتؑ کہا جاتا ہے، آپ نے بے شمار مرتبہ اپنا مال راہِ خدا میں عطا فرمایا اور متعدّد بار پاپیادہ حج کئے، آپ کی زندگی صبر، حکمت اور امت کی اصلاح کے لئے عظیم قربانی کی مثال ہے، خصوصاً صلح کے ذریعے آپ نے خونریزی کو روکا اور اسلام کی بقا کو یقینی بنایا، آپ کی شہادت ۲۸ صفر ۵۰ ہجری کو مدینہ میں ہوئی جنت البقیع میں مدفون ہوئے، اخلاق، اتحادِ امت اور حق کے لئے حکمت کے ساتھ جدوجہد کرنا آپ کا عظیم پیغام تھا، آپ نے شیعہ اور محبؔ کے فرق اور شیعہ کے امتیازات کو نہایت خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے، ذیل میں ہم آپ کی ایک حدیث پیش کرتے ہیں:

◆ حدیث: اگر ہمارے اوامر ونواہی کے پابند ہو تو شیعہ ہو ورنہ نہیں

"وَ قَالَ رَجُلٌ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ أَنَا مِنْ شِيعَتِكُمْ. فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا عَبْدَ اللهِ إِنْ كُنْتَ لَنَا فِي أَوَامِرِنَا وَ زَوَاجِرِنَا مُطِيعاً فَقَدْ صَدَقْتَ، وَ إِنْ كُنْتَ بِخِلَافِ ذَلِكَ فَلَا تَزِدْ فِي ذُنُوبِكَ بِدَعْوَاكَ مَرْتَبَةً شَرِيفَةً لَسْتَ مِنْ أَهْلِهَا لَا تَقُلْ: أَنَا مِنْ شِيعَتِكُمْ،

وَلَكِنْ قُلْ: أَنَا مِنْ مُوَالِيكُمْ وَمُحِبِّيكُمْ، وَمُعَادِي أَعْدَائِكُمْ، وَأَنْتَ فِي خَيْرٍ، وَإِلَى خَيْرٍ". (تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام: ج۱، ص۳۰۸، / میزان الحکمہ: ج۵، ص۳۴۹).

"ایک شخص نے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میں آپ کے شیعوں میں سے ہوں، امامؑ نے نہایت وقار اور شفقت سے فرمایا: اے بندۂ خدا! اگر تو ہمارے اوامر و نواہی کے مقابلے میں فرمانبردار ہے، تو بے شک تو نے سچ کہا اور اگر تیری زندگی ہماری ہدایات کے خلاف بسر ہو رہی ہے، تو پھر اس بلند مرتبے کا دعویٰ کر کے اپنے گناہوں میں اضافہ نہ کر، وہ مرتبہ جس کا تو اہل ہی نہیں، پھر ارشاد فرمایا: یوں نہ کہہ: میں آپ کے شیعوں میں سے ہوں بلکہ یوں کہہ: میں آپ کے محبّوں اور موالیوں میں سے ہوں اور آپ کے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہوں، تبھی تم خیر پر رہو گے اور انجام بھی تمہارا بہتر ہوگا"۔

اس حدیث میں حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے نہایت شفقت اور وقار کے ساتھ یہ معیار قائم فرمایا کہ جو شخص اہلِ بیتؑ کے اوامر و نواہی کا پابند ہے، وہی سچائی کے ساتھ خود کو شیعہ کہہ سکتا ہے اور جو عملی طور پر اس معیار پر پورا نہ اترے، اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ تشیع جیسے بلند مرتبے کا دعویٰ نہ کرے بلکہ خود کو محبّ اور موالی کہے، تاکہ جھوٹے دعوے کے گناہ سے محفوظ رہے، یہ حدیث تشیع کو عملی ذمہ داری کے طور پر متعارف کراتی ہے، نہ کہ صرف ایک جذباتی وابستگی کے طور پر۔

۲۔ شیعہ اور محبّ حضرت امام حسین علیہ السلام کی حدیث میں

◆ تمہیدی کلمات

حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے، مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام اور شہزادی کونین حضرت فاطمہ زہرا کے چھوٹے فرزند تھے، آپ کی ولادت ۳ شعبان ۴ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی، آپ مکتب تشیع کے تیسرے امام اور عصمتِ کبریٰ کے پانچویں امین تھے، حضرت امام حسین علیہ السلام وہ مقدس ہستی ہیں جن کی ولادت نے مدینہ کی فضاؤں کو خوشبو عطا کی اور جن کی شہادت نے کربلا کی خاک کو قیامت تک کے لئے خاک شفا بنادیا حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام حسینؑ رکھا، اپنی گود میں لیا، بوسے دئے اور امت کو بتایا کہ یہ بچہ صرف میرا نواسہ نہیں بلکہ دین کی بقا کا امین ہے۔ آپ نے یزید کی بیعت سے انکار کرکے تاریخ کا رخ موڑ دیا، چنانچہ ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کو آپؑ نے کربلا میں اپنے اہلِ بیتؑ اور اصحاب کے ساتھ حق کی خاطر اپنی جان قربان کر دی، مگر ظلم کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا، کربلا ایک میدان نہیں، ایک مکتب ہے جہاں سے صبر، وفا، حریت اور خدا پر کامل توکل کا درس ملتا ہے، ولادت سے شہادت تک امام حسین علیہ السلام کی زندگی یہی پیغام دیتی ہے کہ دین، عزت اور حق کی حفاظت ہر قربانی سے زیادہ قیمتی ہے، یہی وجہ ہے کہ امام حسینؑ آج بھی زندہ ہیں، اور کربلا آج بھی بول رہی ہے اور کائنات کے ہر مظلوم کی صدا ہے، آپ کے بارے میں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اَلْحُسَيْنُ مِنِّي وَ أَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ، حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں"۔

یہاں "میں حسینؑ سے ہوں" کا جملہ محض جذباتی نہیں بلکہ فکری اعلان ہے کہ حسینؑ کے موقف کے ساتھ کھڑا ہونا گویا دینِ محمدؐ کے ساتھ کھڑا ہونا ہے، کربلا میں بہت سے لوگ

تھے جو حضرت امام حسینؑ سے محبت کا دم بھرتے تھے، مگر جب وقتِ امتحان آیا تو محبت نے ساتھ چھوڑ دیا اور ظلم کے خلاف تلوار اٹھانے والے بہت کم نکلنے، یہی یہ وہ مقام ہے جہاں محبّ اور شیعہ کا فرق واضح ہوتا ہے، گویا محبّ وہ ہے جو امام حسینؑ سے محض محبت کا اظہار کرے، مگر شیعہ وہ ہے جو حسینؑ کے راستے پر چلے، چاہے اس کی قیمت جان ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت امام حسینؑ نے یزید ملعون کی بیعت سے انکار کرکے یہ معیار قائم کر دیا کہ امامِ حق کی اطاعت، ظالم نظام کی مخالفت اور دین مبین کی حفاظت یہی تشیع کی پہچان ہے اور شیعہ وہ ہے جو کربلا کو صرف ماتم نہیں بلکہ منہجِ حیات سمجھے اور جو ہر دور کے یزید کے مقابل میں حسینی موقف اختیار کرے، حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"إِنَّ لِقَتْلِ الْحُسَيْنِ حَرَارَةً فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَبْرُدُ أَبَدًا".

"شہادت حسینؑ مومنین کے دلوں میں وہ حرارت ہے جو کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی"۔

یہ حرارت صرف آنسو کا نذرانہ نہیں چاہتی، بلکہ وفا، بصیرت اور حسینی موقف کی طالب ہے، یہی حرارت وہ ہے جو محبّ کو شیعہ بناتی ہے، لہٰذا حضرت امام حسینؑ کی شہادت شیعوں کے لئے صرف ایک واقعہ نہیں ہے بلکہ ایک ذمہ داری ہے، وہ ذمہ داری جو ہر دور کے یزید کو اس کی اوقات دکھائے اور ایوان ظلم کو لرزہ براندام کردے، محبّ حسینؑ پر رو سکتا ہے، مگر شیعہ حسینؑ کے لئے کھڑا ہوتا ہے، یہی تشیع کا امتیاز ہے: محبت کے ساتھ اطاعت، آنسو کے ساتھ اقدام، اور عقیدت کے ساتھ قربانی۔

بہرحال ذیل میں ہم شیعہ اور محبّ کے فرق واضح کرنے کے لئے حضرت امام حسینؑ کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

◆ حدیث: تشیع: قلب کی پاکیزگی اور صداقت کا نام

شیعہ اور محبّ کے سلسلے میں حضرت امام حسین علیہ السلام کیا ارشاد فرماتے ہیں اس روایت میں ملاحظہ فرمائیں:

" وَقَالَ رَجُلٌ لِلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَاابْنَ رَسُولِ اللهِ أَنَا مِنْ شِيعَتِكُمْ قَالَ اِتَّقِ اللهَ وَلَا تَدَّعِيَنَّ شَيْئاً يَقُولُ اللهُ لَكَ كَذَبْتَ وَفَجَرْتَ فِي دَعْوَاكَ إِنَّ شِيعَتَنَا مَنْ سَلِمَتْ قُلُوبُهُمْ مِنْ كُلِّ غِشٍّ وَغِلٍّ وَدَغَلٍ وَلٰكِنْ قُلْ أَنَا مِنْ مُوَالِيكُمْ وَمُحِبِّيكُمْ ". (بحار الانوار: ج۶۵، ص۱۵۶).

"ایک شخص نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کی: اے فرزندِ رسولؐ! میں آپ کے شیعوں میں سے ہوں، امام عالی مقامؑ نے جلالِ حق کے ساتھ فرمایا: خدا سے ڈر! ایسا دعویٰ نہ کر جس کے بارے میں خدا تجھے کہے: تو نے جھوٹ بولا اور اپنے دعوے میں نافرمانی کی! بے شک ہمارے شیعہ وہ ہیں جن کے دل ہر طرح کی خیانت، کدورت، کینہ اور دھوکے بازی سے پاک ہوں، پھر فرمایا: ہاں، اس کے بجائے یہ کہو: میں آپ کا دوستدار اور محبّ ہوں"۔

اس حدیث میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے نہایت خوبصورت انداز میں اعلان فرمایا کہ تشیع کا معیار دل کی دنیا سے جڑا ہوا ہے، آپؑ کے نزدیک شیعہ وہ ہے جس کا دل ہر طرح کے غش، غل، کینہ، مکر و فریب اور آلودگی سے پاک ہو، جو شخص دل کی اس تطہیر کے بغیر تشیع کا دعویٰ کرتا ہے وہ خدا کے حضور میں جھوٹا شمار ہوتا ہے۔

۳۔ شیعہ اور محبّ امام زین العابدین علیہ السلام کی احادیث میں

◆ تمہیدی کلمات

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام، کربلا کے بعد اسلام کی خاموش مگر گہری آواز ہیں، آپؑ حضرت امام حسینؑ کے فرزند، اہلِ بیتؑ کے تسلسل کے محافظ اور عبادت، صبر اور شعور کا مجسم نمونہ ہیں، آپ مکتبِ تشیع کے چوتھے امام اور عصمتِ کبریٰ کے چھٹے امین ہیں، آپؑ کی ولادت ۵ شعبان ۳۸ ہجری میں اور شہادت ۲۵ محرم ۹۵ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوئی، آپؑ کی

کنیت ابو محمد جب کہ القاب میں زین العابدین اور سجاد سب سے زیادہ معروف ہیں، کربلا کے میدان میں اگرچہ بیماری کے سبب تلوار آپؑ کے ہاتھ میں نہ آسکی، مگر اسیری کے بعد آپؑ نے خطبوں، دعا اور اخلاق کے ذریعے وہ معرکہ سر کیا جس نے یزیدی پروپیگنڈے کو شکست دی، کوفہ اور دربارِ یزید میں آپؑ کے خطبات نے واضح کر دیا کہ حضرت حسینؑ ایک باغی نہیں بلکہ دین کے محافظ تھے، باغی تو وہ ہے جو تختِ خلافت پر بیٹھ کر دینِ محمدؐ کے ساتھ بغاوت کرے اور فسق و فجور اور ظلم و ستم کو روا سمجھے، واقعۂ کربلا کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام نے ظلم کے دور میں تلوار کے بجائے سجدے کو ہتھیار بنایا، صحیفۂ سجادیہ کے ذریعے انسان کو خدا سے جوڑا اور رسالۂ حقوق کے ذریعے معاشرے کو ذمہ داریوں کا شعور دیا، آپؑ کی عبادت ایسی تھی کہ پیشانی پر سجدوں کے نشان اور زندگی ایسی کہ خاموشی میں بھی انقلاب برپا کر دیا، آپؑ کا پیغام یہ تھا کہ ہر دور میں قیام کی ایک صورت ہوتی ہے، کبھی کربلا میں جان دے کر اور کبھی مدینہ میں آنسو، دعا اور کردار کے ذریعے، آپؑ نے سکھایا کہ حسینی خون کو زندہ رکھنے کے لئے سجدہ بھی جہاد بن سکتا ہے، اور یہی نقطہ شیعہ اور محبّ کے درمیان حدِ فاصل قائم کرتا ہے، محبّ وہ ہے جو امامؑ کے مصائب پر گریہ کرے اور ان کی عظمت کا اعتراف کرے، مگر شیعہ وہ ہے جو امامؑ کے اس خاموش جہاد کو بھی اپنی زندگی کا طریقہ بنا لے، جو صرف کربلا سے متاثر نہ ہو بلکہ راتوں کے سجدوں، صحیفہ کی دعاؤں اور رسالۂ حقوق کے تقاضوں کو بھی اپنائے، امامؑ کی نظر میں تشیّع محبت کا دعویٰ نہیں بلکہ اطاعت، صبر، اخلاق اور عملی وفاداری کا نام ہے، اس طرح آپ کی سیرت ہمیں بتاتی ہے کہ ہر رونے والا محبّ تو ہو سکتا ہے، مگر ہر محبّ شیعہ نہیں ہوتا، شیعہ وہی ہے جو امامؑ کے راستے پر ثابت قدم رہے، اسی فرق کو واضح کرنے کے لئے ذیل میں آپ کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

◆ حدیث: تشیع کی بنیاد قلبِ سلیم پر

" وَ قَالَ رَجُلٌ لِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ أَنَا مِنْ شِيعَتِكُمُ الْخُلَّصِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللهِ فَإِذَا أَنْتَ كَإِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ اَلَّذِي قَالَ اللهُ وَ إِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ فَإِنْ كَانَ قَلْبُكَ كَقَلْبِهِ فَأَنْتَ مِنْ شِيعَتِنَا وَ إِنْ لَمْ يَكُنْ قَلْبُكَ كَقَلْبِهِ وَهُوَ طَاهِرٌ مِنَ الْغِشِّ وَ الْغِلِّ فَأَنْتَ مِنْ مُحِبِّينَا وَ إِلَّا فَإِنَّكَ إِنْ عَرَفْتَ أَنَّكَ بِقَوْلِكَ كَاذِبٌ فِيهِ إِنَّكَ لَمُبْتَلًى بِفَالِجٍ لَا يُفَارِقُكَ إِلَى الْمَوْتِ أَوْ جُذَامٍ لِيَكُونَ كَفَّارَةً لِكَذِبِكَ هَذَا. (بحار الانوار: ج۶۵ص ۱۵۴)

"ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے حضور بڑے دعوے سے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! میں آپ کے خالص شیعوں میں سے ہوں، امام عالی مقامؑ نے نگاہ اُٹھائی اور فرمایا: اے بندۂ خدا! کیا تو بھی ابراہیم خلیلؑ کی طرح ہے؟ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ یعنی: "بیشک ابراہیمؑ اس کے شیعوں میں سے تھے جب وہ اپنے ربّ کے حضور قلب سلیم لے کر پیش ہوئے"، پھر فرمایا: اگر تمہارا دل بھی ابراہیمی دل کی طرح ہر میل، ہر دھوکے، ہر کینے اور ہر آلودگی سے پاک ہے، تو تم ہمارے شیعہ ہو، لیکن اگر تمہارا دل ایسا نہیں، تو تم ہمارے محبّوں میں سے ہو، پھر آخر میں سخت تنبیہ کی اور ارشاد فرمایا: اگر تم جانتے بوجھتے جھوٹا دعویٰ کرو گے تو ڈرو اس آزمائش سے کہ اللہ تمہیں اس جھوٹ کی وجہ سے فالج یا جزام جیسی بیماری میں مبتلا کر دے، ایسی بیماری جو آخری دم تک تمہارا ساتھ نہ چھوڑے تاکہ تمہارے اس جھوٹ کا کفارہ بن جائے"۔

امام زین العابدین علیہ السلام کی اس حدیث کا لبِّ لباب یہ ہے کہ تشیع ایک نہایت بلند روحانی مقام ہے جس کی بنیاد قلبِ سلیم پر ہے، نہ کہ محض دعوے پر، اس روایت میں امامؑ

نے تشیع کے لئے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو معیار بنا کر واضح فرما دیا کہ حقیقی شیعہ وہ ہے جس کا دل غش، غل، کینہ، فریب اور ہر ظاہری و باطنی آلودگی سے پاک ہو جس طرح ابراہیمؑ اپنے رب کے حضور قلبِ سلیم لے کر حاضر ہوئے، لہٰذا اس طہارتِ باطن کے بغیر تشیع کا دعویٰ کرو گے تو خداوند عالم اس جھوٹ کی وجہ سے فالج اور جزام جیسی لاعلاج بیماریوں میں مبتلا کر دے تاکہ یہ تمہارے اس جھوٹ کا کفارہ بن سکے۔

پانچواں باب

◆ شیعہ اور محبّ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی احادیث میں

- پہلی حدیث: شیعہ اور محبّ میں فرق ـــ حقیقی شیعہ کون؟.
- دوسری حدیث: شیعہ کی علامتیں، جابر کو وصیت.
- تیسری حدیث: بقیع میں ایک شیعہ کی قبر پر امام کا دعا فرمانا.
- چوتھی حدیث: مؤمن مستبصر گناہِ کبیرہ سے کب محفوظ ہوگا؟.
- پانچویں حدیث: جب شیعۂ علیؑ کے لئے نبیؐ رو پڑیں گے.

شیعہ اور محبّ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی احادیث میں

◆ تمہیدی کلمات

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے کربلا کے بعد بکھرتے ہوئے معارفِ اہلِ بیتؑ کو علمی بنیاد، فکری نظم اور باقاعدہ مکتب عطا کیا، آپؑ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے فرزند اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے پوتے ہیں، جب کہ والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ہیں، یوں آپؑ نسباً حسنی بھی ہیں اور حسینی بھی، یہی جامعیت آپؑ کے مکتب میں بھی جھلکتی ہے، آپ مکتبِ تشیع کے پانچویں امام اور عصمتِ کبریٰ کے ساتویں امین ہیں، آپؑ کی ولادت یکم رجب ۵۷ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی، باقر آپؑ کا لقب ہے جس کا مطلب ہے: علم کو چیر کر اس کے حقائق ظاہر کرنے والا، یہ لقب محض وصف نہیں بلکہ آپؑ کے عہد کا تعارف ہے، کیونکہ آپؑ نے ایسے زمانے میں امامت سنبھالی جب تلوار کا میدان بند تھا، مگر فکر کا میدان کھل چکا تھا، مکتبِ تشیع میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی امامت کا امتیاز یہ ہے کہ آپؑ نے تشیع کو جذباتی وابستگی سے علمی شناخت میں منتقل کیا، فقہ، تفسیر، عقائد، اخلاق اور تاریخ غرض تمام شعبوں میں آپؑ نے اصولی بنیادیں فراہم کیں، یہی وہ دور ہے جہاں امامِ معصوم صرف مظلوم نہیں بلکہ مرکز و مرجعِ علم بن کر سامنے آتا ہے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے واضح کیا کہ شیعہ وہ نہیں جو صرف اہلِ بیتؑ سے محبت کا دعویٰ کرے، بلکہ وہ ہے جو امام کی معرفت، اطاعت اور عملی پیروی کرے، آپؑ کا فرمان ہے:

"إِنَّمَا شِيعَتُنَا مَنْ أَطَاعَ اللهَ، ہمارا شیعہ وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے"۔

یہی جملہ مکتبِ تشیع کی فکری سرحد متعیّن کرتا ہے، آپ کے دور میں علم کے حلقے قائم ہوئے، شاگرد تیار ہوئے، اور وہ بنیاد رکھی گئی جسے بعد میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے وسعت عطا کی، یوں کہا جاسکتا ہے کہ اگر کربلا نے تشیع کو خون دیا، امام سجادؑ نے اسے آنکھوں کے آنسو اور دعائیں دیں، تو امام محمد باقر علیہ السلام نے اسے عقل، علم اور مکتب عطا کیا، مکتبِ تشیع میں امام محمد باقر علیہ السلام صرف پانچویں امام معصوم نہیں، بلکہ وہ امامِ تاسیسِ علم ہیں جن کے بغیر تشیع ایک احساس تو ہو سکتی تھی، مگر ایک منظم، زندہ اور استدلالی مکتب نہیں، شیعہ اور محبّ کے سلسلے میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی متعدّد احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں، ہم یہاں صرف آپ کی چار احادیث پیش کرتے ہیں:

◆ پہلی حدیث: شیعہ اور محبّ میں فرق — حقیقی شیعہ کون؟

"وَ قَالَ الْبَاقِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِرَجُلٍ فَخَرَ عَلَى آخَرَ وَ قَالَ أَ تُفَاخِرُنِي وَ أَنَا مِنْ شِيعَةِ آلِ مُحَمَّدٍ الطَّيِّبِينَ، فَقَالَ الْبَاقِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا فَخَرْتَ عَلَيْهِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَ غُبِنَ مِنْكَ عَلَى الْكَذِبِ يَا عَبْدَ اللهِ! أَ مَالُكَ مَعَكَ تُنْفِقُهُ عَلَى نَفْسِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ تُنْفِقُهُ عَلَى إِخْوَانِكَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ بَلْ أُنْفِقُهُ عَلَى نَفْسِي، قَالَ فَلَسْتَ مِنْ شِيعَتِنَا فَإِنَّنَا نَحْنُ مَا نُنْفِقُ عَلَى الْمُنْتَحِلِينَ مِنْ إِخْوَانِنَا أَحَبُّ إِلَيْنَا وَ لَكِنْ قُلْ أَنَا مِنْ مُحِبِّيكُمْ وَ مِنَ الرَّاجِينَ النَّجَاةَ بِمَحَبَّتِكُمْ. (بحار الانوار: ج ۶۵، ص ۱۵۴).

"حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی موجودگی میں ایک شخص نے دوسرے پر فخر کیا تو دوسرے نے کہا تو مجھ پر کیسے فخر کر سکتا ہے جب کہ میں شیعہ آل محمؐد میں سے ہوں، یہ سن کر امام عالی مقامؑ نے اس سے فرمایا: ربّ کعبہ کی قسم تجھے اس پر کوئی فخر حاصل نہیں ہے اور تو نے اپنی نسبت میں جھوٹ کہا ہے، اے بندۂ خدا! مجھے یہ تو بتا کہ تو اپنی دولت کو اپنے اوپر خرچ کرنا زیادہ پسند کرتا ہے یا اپنے مومن بھائیوں پر؟ اس

نے عرض کیا: مولاؑ! میں اپنی دولت کو اپنی ذات پر خرچ کرنا زیادہ پسند کرتا ہوں، آپؑ نے فرمایا: پھر تو تم ہمارا شیعہ نہیں ہو، لہذا ہمارے شیعہ ہونے کا دعوی نہ کرو، البتہ یہ کہو کہ تم ہمارے محبّ ہو اور ہماری محبت کے وسیلے سے نجات کی امید رکھتے ہو''۔

اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص دولت کو فقط اپنی ذات پر خرچ کرے وہ شیعہ نہیں ہوسکتا، شیعہ وہی ہے جو اپنے مومن بھائیوں پر خرچ کرے اور ان کی فلاح اور خیر خواہی کا طالب ہو، خود غرضی اور خود خواہی شیعیانِ اہل بیت کا شیوہ نہیں ہے۔

◆ دوسری حدیث: شیعہ کی علامتیں، جابر کو وصیت

''عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ قَالَ لِي يَا جَابِرُ أَيَكْتَفِي مَنِ انْتَحَلَ التَّشَيُّعَ أَنْ يَقُولَ بِحُبِّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَوَ اللهِ مَا شِيعَتُنَا إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللهَ وَ أَطَاعَهُ وَمَا كَانُوا يُعْرَفُونَ، يَا جَابِرُ! إِلَّا بِالتَّوَاضُعِ وَ التَّخَشُّعِ وَ الْأَمَانَةِ وَ كَثْرَةِ ذِكْرِ اللهِ وَ الصَّوْمِ وَ الصَّلَاةِ وَ الْبِرِّ بِالْوَالِدَيْنِ وَ التَّعَاهُدِ لِلْجِيرَانِ مِنَ الْفُقَرَاءِ وَ أَهْلِ الْمَسْكَنَةِ وَ الْغَارِمِينَ وَ الْأَيْتَامِ وَ صِدْقِ الْحَدِيثِ وَ تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَ كَفِّ الْأَلْسُنِ عَنِ النَّاسِ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ وَ كَانُوا أُمَنَاءَ عَشَائِرِهِمْ فِي الْأَشْيَاءِ قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ مَا نَعْرِفُ الْيَوْمَ أَحَداً بِهَذِهِ الصِّفَةِ فَقَالَ يَا جَابِرُ! لَا تَذْهَبَنَّ بِكَ الْمَذَاهِبُ حَسْبُ الرَّجُلِ أَنْ يَقُولَ أُحِبُّ عَلِيّاً وَ أَتَوَلَّاهُ ثُمَّ لَا يَكُونَ مَعَ ذَلِكَ فَعَّالًا فَلَوْ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ رَسُولَ اللهِ فَرَسُولُ اللهِ ص خَيْرٌ مِنْ عَلِيٍّ ع ثُمَّ لَا يَتَّبِعُ سِيرَتَهُ وَ لَا يَعْمَلُ بِسُنَّتِهِ مَا نَفَعَهُ حُبُّهُ إِيَّاهُ شَيْئاً فَاتَّقُوا اللهَ وَ اعْمَلُوا لِمَا عِنْدَ اللهِ لَيْسَ بَيْنَ اللهِ وَ بَيْنَ أَحَدٍ قَرَابَةٌ أَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَكْرَمُهُمْ عَلَيْهِ أَتْقَاهُمْ وَ أَعْمَلُهُمْ بِطَاعَتِهِ يَا جَابِرُ وَ اللهِ مَا يُتَقَرَّبُ إِلَى اللهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى إِلَّا بِالطَّاعَةِ وَ مَا مَعَنَا بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ

وَ لَا عَلَى اللّٰهِ لِأَحَدٍ مِنْ حُجَّةٍ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ مُطِيعاً فَهُوَ لَنَا وَلِيٌّ وَ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ عَاصِياً فَهُوَ لَنَا عَدُوٌّ وَ مَا تُنَالُ وَلَايَتُنَا إِلَّا بِالْعَمَلِ وَ الْوَرَعِ"۔

"حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے جابرؓ سے فرمایا: اے جابرؓ! صرف یہ کہنا کہ ہم اہل بیتؑ سے محبت رکھتے ہیں شیعہ ہونے کے لئے کافی ہے؟ خدا کی قسم ہمارا شیعہ وہی ہے جو تقویٰ اختیار کرے اور اللہ کی اطاعت بجائے، اے جابرؓ! ہمارے شیعہ جن صفات سے پہچانے جاتے وہ یہ ہیں: تواضع، خضوع و خشوع، ادائے امانت، کثرت ذکر، روزہ، نماز، والدین کے ساتھ نیکی وحسن سلوک، غریب ومسکین ہمسایوں کا خیال، مقروض اور ایتام کی خبر گیری، قول میں صداقت، قرآن کی تلاوت، لوگوں کے بارے میں نیکی کے سوا کچھ نہ کہنا اور قبائل میں امانتدار سمجھے جانا، جابرؓ نے عرض کی: یابن رسول اللہؐ! اس زمانہ میں ایسا آدمی تو کوئی نظر نہیں آتا، فرمایا: اے جابرؓ! خواہشاتِ باطلہ تم کو دھوکہ میں نہ ڈالیں، کیا صرف یہ کافی ہے کہ کوئی کہے میں علیؑ کا دوستدار ہوں، لیکن علیؑ کی سیرت پر عمل نہ کرے، اگر کوئی رسول خداؐ سے محبت کا دعویٰ کرے جو حضرت علیؑ سے کہیں بلند ہیں اور پھر ان کی سنت پر نہ چلے تو کیا یہ محبت اسے فائدہ دے سکتی ہے؟، ہرگز نہیں، اللہ سے ڈرو اور صحیح عمل کرو، جو پیشِ خدا مقبول ہو، بندے اور خدا کے درمیان رشتہ داری نہیں ہے، خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ومکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی وپرہیزگار ہے اور اس کی اطاعت عملاً زیادہ کرنے والا ہے، اے جابرؓ! کوئی خدا کا مقرب نہیں بن سکتا مگر اطاعت سے، اس کے بغیر ہمارے ساتھ ہونا جہنم سے چھوٹ کا باعث نہیں اور نہ خدا پر کوئی حجت ہے، جو اللہ کا مطیع ہے وہی ہمارا دوست ہے اور جو اللہ کا نافرمان ہے وہ ہمارا دشمن ہے، ہماری ولایت صرف عمل اور پرہیزگاری سے ملتی ہے"۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے اس حدیث میں صاف کر دیا کہ شیعہ وہ نہیں جو صرف محبت کا دعویٰ کرے، بلکہ حقیقی شیعہ وہ ہے جو تقویٰ اختیار کرے، اللہ کی اطاعت کرے، تواضع، خضوع و خشوع، امانت داری، کثرت ذکر، روزہ، نماز، والدین کے ساتھ نیکی، فقیر

مسکین اور یتیم کی مدد، قرآن کی تلاوت اور لوگوں کے بارے میں نیک گفتگو کرے اور سماج میں امانتدار سمجھے جاتا ہو۔

◆ تیسری حدیث: بقیع میں ایک شیعہ کی قبر پر امامؑ کا دعا فرمانا

"عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْمِقْدَامِ قَالَ: مَرَرْتُ مَعَ أَبِي جَعْفَرٍ ع بِالْبَقِيعِ فَمَرَرْنَا بِقَبْرِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ مِنَ الشِّيعَةِ قَالَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ ع فَقَالَ: اللَّهُمَّ ارْحَمْ غُرْبَتَهُ وَ صِلْ وَحْدَتَهُ وَ آنِسْ وَحْشَتَهُ وَ أَسْكِنْ إِلَيْهِ مِنْ رَحْمَتِكَ مَا يَسْتَغْنِي بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ وَ أَلْحِقْهُ بِمَنْ كَانَ يَتَوَلَّاهُ".

"راوی کا بیان ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ بقیع کی طرف جارہا تھا، ہم ایک قبر کے پاس سے گزرے جو کوفہ کے ایک شیعہ کی تھی، آپ ٹھہر گئے اور ارشاد فرمایا: یا اللہ! اس کی غربت پر رحم کر، اس کی تنہائی کو دور کر، وحشت کو انس میں بدل دے، اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ عنایت فرما، تاکہ وہ غیر کی رحمت سے بے پرواہ ہوجائے اور اس کو ملحق کر اس سے جسے اس سے محبت ہو"۔

اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ شیعہ کی محبت اور عمل کی قدر عالم آخرت میں نمایاں ہے، نیز اہل بیتؑ ہمیشہ اپنے شیعوں کے حق میں دعا فرماتے ہیں۔

◆ چوتھی حدیث: مؤمن مستبصر گناہ کبیرہ سے کب محفوظ ہوگا؟

" أَبِي رَحِمَهُ اللهُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ السَّيَّارِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مِهْرَانَ الْكُوفِيِّ عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ اللَّيْثِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْمُؤْمِنِ الْمُسْتَبْصِرِ إِذَا بَلَغَ فِي الْمَعْرِفَةِ وَ كَمَلَ هَلْ يَزْنِي قَالَ اَللَّهُمَّ لَا قُلْتُ فَيَلُوطُ قَالَ اَللَّهُمَّ لَا قُلْتُ فَيَسْرِقُ قَالَ لَا قُلْتُ

فَيَشْرَبُ الْخَمْرَ قَالَ لَا قُلْتُ فَيَأْتِي بِكَبِيرَةٍ مِنْ هَذِهِ الْكَبَائِرِ أَوْ فَاحِشَةٍ مِنْ هَذِهِ الْفَوَاحِشِ قَالَ لَا قُلْتُ فَيُذْنِبُ ذَنْباً قَالَ نَعَمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ مُذْنِبٌ مُسْلِمٌ قُلْتُ مَا مَعْنَى مُسْلِمٍ قَالَ اَلْمُسْلِمُ بِالذَّنْبِ لَا يَلْزَمُهُ وَ لَا يَصِيرُ [يُصِرُّ] عَلَيْهِ قَالَ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ مَا أَعْجَبَ هَذَا لَا يَزْنِي وَلَا يَلُوطُ وَلَا يَسْرِقُ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَلَا يَأْتِي كَبِيرَةً مِنَ الْكَبَائِرِ وَلَا فَاحِشَةً فَقَالَ لَا عَجَبَ مِنْ أَمْرِ اللهِ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ: يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَلَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْأَلُونَ فَمِمَّ عَجِبْتَ يَا إِبْرَاهِيمُ سَلْ وَلَا تَسْتَنْكِفْ وَلَا تَسْتَحْسِرْ فَإِنَّ هَذَا الْعِلْمَ لَا يَتَعَلَّمُهُ مُسْتَكْبِرٌ وَ لَا مُسْتَحْسِرٌ قُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ إِنِّي أَجِدُ مِنْ شِيعَتِكُمْ مَنْ يَشْرَبُ وَ يَقْطَعُ الطَّرِيقَ وَ يُخِيفُ السَّبِيلَ وَ يَزْنِي وَ يَلُوطُ وَ يَأْكُلُ الرِّبَا وَ يَرْتَكِبُ الْفَوَاحِشَ وَ يَتَهَاوَنُ بِالصَّلَاةِ وَ الصِّيَامِ وَ الزَّكَاةِ وَ يَقْطَعُ الرَّحِمَ وَ يَأْتِي الْكَبَائِرَ فَكَيْفَ هَذَا وَ لِمَ ذَاكَ فَقَالَ يَا إِبْرَاهِيمُ هَلْ يَخْتَلِجُ فِي صَدْرِكَ شَيْءٌ غَيْرُ هَذَا قُلْتُ نَعَمْ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ أُخْرَى أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ وَ مَا هُوَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ قَالَ فَقُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ وَ أَجِدُ مِنْ أَعْدَائِكُمْ وَ مُنَاصِبِيكُمْ مَنْ يُكْثِرُ مِنَ الصَّلَاةِ وَ مِنَ الصِّيَامِ وَ يُخْرِجُ الزَّكَاةَ وَ يُتَابِعُ بَيْنَ الْحَجِّ وَ الْعُمْرَةِ وَ يَحُضُّ عَلَى الْجِهَادِ وَ يَأْثُرُ عَلَى الْبِرِّ وَ عَلَى صِلَةِ الْأَرْحَامِ وَ يَقْضِي حُقُوقَ إِخْوَانِهِ وَ يُوَاسِيهِمْ مِنْ مَالِهِ وَ يَتَجَنَّبُ شُرْبَ الْخَمْرِ وَ الزِّنَا وَ اللِّوَاطَ وَ سَائِرَ الْفَوَاحِشِ فَمِمَّ ذَاكَ وَ لِمَ ذَاكَ فَسِّرْهُ لِي يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ وَ بَرْهِنْهُ وَ بَيِّنْهُ فَقَدْ وَ اللهِ كَثُرَ فِكْرِي وَ أَسْهَرَ لَيْلِي وَ ضَاقَ ذَرْعِي قَالَ فَتَبَسَّمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا إِبْرَاهِيمُ خُذْ إِلَيْكَ بَيَاناً شَافِياً فِيمَا سَأَلْتَ وَ عِلْماً مَكْنُوناً مِنْ خَزَائِنِ عِلْمِ اللهِ وَ سِرِّهِ أَخْبِرْنِي يَا إِبْرَاهِيمُ كَيْفَ تَجِدُ اعْتِقَادَهُمَا قُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ أَجِدُ مُحِبِّيكُمْ وَ شِيعَتَكُمْ عَلَى

مَا هُمْ فِيهِ مِمَّا وَصَفْتُهُ مِنْ أَفْعَالِهِمْ لَوْ أُعْطِيَ أَحَدُهُمْ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ ذَهَباً وَفِضَّةً... ".

"ابو اسحاق اللیثی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی: اے فرزند رسولؐ! مجھے بتائیے کہ ایک مؤمن جو بصیرت والا ہے، جب معرفت میں کامل ہو جائے تو کیا وہ زنا کرے گا؟ امامؑ نے فرمایا: نہیں، خدا کی قسم نہیں، میں نے کہا: کیا وہ لواطت کرے گا؟ فرمایا: نہیں، میں نے کہا: کیا وہ چوری کرے گا؟ فرمایا: نہیں، میں نے کہا: کیا وہ شراب پیئے گا؟ فرمایا: نہیں، میں نے کہا: کیا وہ بڑے گناہوں یا ان فواحش میں سے کسی کا مرتکب ہو گا؟ فرمایا: نہیں، میں نے کہا: تو کیا وہ کوئی گناہ کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں وہ گناہ تو کر سکتا ہے مگر وہ گناہگار مومن و مسلم ہے، میں نے پوچھا: مسلم کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: مسلم وہ ہے جو کسی گناہ کا ارتکاب کرے مگر اس پر ہمیشہ قائم نہ رہے اور نہ ہی اس کو اپنا شیوہ بنائے، میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ نہ زنا کرے، نہ لواطت، نہ چوری، نہ شراب نوشی، نہ بڑے گناہوں اور نہ فواحش کا ارتکاب کرے، امامؑ نے فرمایا: اس میں کوئی تعجب نہیں، اللہ جو چاہے کرتا ہے، وہ اپنے فعل کے بارے میں پوچھا نہیں جاتا جب کہ بندے پوچھے جائیں گے، اے ابا اسحاق! تمہیں کس چیز پر تعجب ہے؟ سوال کرو، جھجکو نہیں اور شرماؤ نہیں، کیونکہ یہ علم نہ متکبر حاصل کر سکتا ہے نہ جھجکنے والا، راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میں آپ کے شیعوں میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو شراب پیتے ہیں، راہ زنی ہیں، لوگوں پر ظلم کرتے ہیں، زنا کرتے ہیں، لواطت کرتے ہیں، سود کھاتے ہیں، فواحش کا ارتکاب کرتے ہیں، نماز، روزہ اور زکوٰۃ میں کوتاہی کرتے ہیں، صلہ رحمی نہیں کرتے اور بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں، تو ایسا کیوں ہے؟ امامؑ نے فرمایا: اے ابا اسحاق! کیا تمہارے دل میں اس کے علاوہ بھی کوئی سوال ہے؟ میں نے کہا: ہاں، اے فرزندِ رسولؐ! اس سے بھی بڑا سوال ہے، امامؑ نے فرمایا: وہ کیا ہے اے ابا اسحاق؟ میں نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ!

میں آپ کے دشمنوں اور آپ سے عناد رکھنے والوں میں دیکھتا ہوں کہ وہ کثرت سے نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، بار بار حج و عمرہ کرتے ہیں، جہاد کے حریص ہیں، نیکی میں سبقت کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، بھائیوں کے حقوق ادا کرتے ہیں، اپنے مال سے ان کی مدد کرتے ہیں، شراب، زنا، لواطت اور باقی فواحش سے اجتناب کرتے ہیں، یہ سب کچھ کیوں ہے؟ اور اس کی وجہ کیا ہے؟ براہِ کرم اس کی وضاحت کیجیے، دلیل دیجیے، بیان فرمائیے، کیونکہ اللہ کی قسم! اس نے میرے فکر کو بہت بڑھا دیا ہے، میری راتوں کو بے خواب کر دیا ہے اور میرے دل کو تنگ کر دیا ہے، یہ سن کر امامؑ مسکرائے اور فرمایا: اے ابا اسحاق! جو کچھ تم نے پوچھا ہے، اس کے بارے میں میں تمہیں ایسا شافی بیان دوں گا اور ایسا چھپا ہوا علم جو اللہ کے علم کے خزانوں اور اس کے رازوں میں سے ہے، اے ابا اسحاق! مجھے بتاؤ تم ان دونوں گروہوں کے اعتقاد کو کیسا پاتے ہو؟ میں نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! میں آپ کے محبّوں اور شیعوں کو ان اعمال کے باوجود جو میں نے بیان کیے، ایسا پاتا ہوں کہ اگر ان میں سے کسی کو مشرق و مغرب کے درمیان کی تمام زمین سونا اور چاندی دے دی جائے تو بھی وہ اپنے اعتقاد اور محبت میں آپ کے دشمنوں کی طرف مائل نہیں ہوں گے...''۔

''... أَنْ يَزُولَ عَنْ وَلَايَتِكُمْ وَ مَحَبَّتِكُمْ إِلَى مُوَالَاةِ غَيْرِكُمْ وَ إِلَى مَحَبَّتِهِمْ مَا زَالَ وَلَوْ ضُرِبَتْ خَيَاشِيمُهُ بِالسُّيُوفِ فِيكُمْ وَلَوْ قُتِلَ فِيكُمْ مَا ارْتَدَعَ وَلَا رَجَعَ عَنْ مَحَبَّتِكُمْ وَ وَلَايَتِكُمْ وَ أَرَى النَّاصِبَ عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ مِمَّا وَصَفْتُهُ مِنْ أَفْعَالِهِمْ لَوْ أُعْطِيَ أَحَدُهُمْ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ ذَهَباً وَ فِضَّةً أَنْ يَزُولَ عَنْ مَحَبَّةِ الطَّوَاغِيتِ وَ مُوَالَاتِهِمْ إِلَى مُوَالَاتِكُمْ مَا فَعَلَ وَلَا زَالَ وَلَوْ ضُرِبَتْ خَيَاشِيمُهُ بِالسُّيُوفِ فِيهِمْ وَلَوْ قُتِلَ فِيهِمْ مَا ارْتَدَعَ وَلَا رَجَعَ وَإِذَا سَمِعَ أَحَدُهُمْ مَنْقَبَةً لَكُمْ وَ فَضْلاً اشْمَأَزَّ مِنْ ذَلِكَ وَ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ وَرُئِيَ كَرَاهِيَةُ

ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ بُغْضاً لَكُمْ وَ مَحَبَّةً لَهُمْ قَالَ فَتَبَسَّمَ الْبَاقِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ
قَالَ يَا إِبْرَاهِيمُ هَاهُنَا هَلَكَتِ الْعَامِلَةُ النَّاصِبَةُ تَصْلَى نَاراً حَامِيَةً تُسْقَى
مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ وَ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ: وَ قَدِمْنَا إِلَى - مَا عَمِلُوا مِنْ
عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُوراً وَيْحَكَ يَا إِبْرَاهِيمُ أَ تَدْرِي مَا السَّبَبُ وَ الْقِصَّةُ فِي
ذٰلِكَ وَ مَا الَّذِي قَدْ خَفِيَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ قُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ فَبَيِّنْهُ لِي وَ
اشْرَحْهُ وَ بَرْهِنْهُ قَالَ يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَمْ يَزَلْ عَالِماً قَدِيماً
خَلَقَ الْأَشْيَاءَ لَا مِنْ شَيْءٍ وَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَلَقَ الْأَشْيَاءَ مِنْ
شَيْءٍ فَقَدْ كَفَرَ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ ذٰلِكَ الشَّيْءُ الَّذِي خَلَقَ مِنْهُ الْأَشْيَاءَ قَدِيماً مَعَهُ
فِي أَزَلِيَّتِهِ وَ هُوِيَّتِهِ كَانَ ذٰلِكَ أَزَلِيّاً بَلْ خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ الْأَشْيَاءَ كُلَّهَا لَا
مِنْ شَيْءٍ فَكَانَ مِمَّا خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَرْضاً طَيِّبَةً ثُمَّ فَجَّرَ مِنْهَا مَاءً عَذْباً زُلَالاً
فَعَرَضَ عَلَيْهَا وَلَايَتَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَقَبِلَتْهَا فَأَجْرَى ذٰلِكَ الْمَاءَ عَلَيْهَا
سَبْعَةَ أَيَّامٍ حَتَّى طَبَّقَهَا وَ عَمَّهَا ثُمَّ نَضَبَ ذٰلِكَ الْمَاءَ عَنْهَا وَ أَخَذَ مِنْ صَفْوَةِ
ذٰلِكَ الطِّينِ طِيناً فَجَعَلَهُ طِينَ الْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ثُمَّ أَخَذَ ثُفْلَ ذٰلِكَ
الطِّينِ فَخَلَقَ مِنْهُ شِيعَتَنَا وَ لَوْ تَرَكَ طِينَتَكُمْ يَا إِبْرَاهِيمُ عَلَى حَالِهِ كَمَا
تَرَكَ طِينَتَنَا لَكُنْتُمْ وَ نَحْنُ شَيْئاً وَاحِداً قُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ فَمَا فَعَلَ
بِطِينَتِنَا قَالَ أُخْبِرُكَ يَا إِبْرَاهِيمُ خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بَعْدَ ذٰلِكَ أَرْضاً سَبِخَةً
خَبِيثَةً مُنْتِنَةً ثُمَّ فَجَّرَ مِنْهَا مَاءً أُجَاجاً آسِناً مَالِحاً فَعَرَضَ عَلَيْهَا وَلَايَتَنَا
أَهْلَ الْبَيْتِ وَلَمْ تَقْبَلْهَا فَأَجْرَى ذٰلِكَ الْمَاءَ عَلَيْهَا سَبْعَةَ أَيَّامٍ حَتَّى طَبَّقَهَا
وَ عَمَّهَا ثُمَّ نَضَبَ ذٰلِكَ الْمَاءَ عَنْهَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ ذٰلِكَ الطِّينِ فَخَلَقَ مِنْهُ الطُّغَاةَ
وَ أَئِمَّتَهُمْ ثُمَّ مَزَجَهُ بِثُفْلِ طِينَتِكُمْ وَ لَوْ تَرَكَ طِينَتَهُمْ عَلَى حَالِهِ وَ لَمْ يَمْزُجْ
بِطِينَتِكُمْ لَمْ يَشْهَدُوا الشَّهَادَتَيْنِ وَ لَا صَلَّوْا وَ لَا صَامُوا وَ لَا زَكَّوْا وَ لَا حَجُّوا

وَلَا أَدَّوْا أَمَانَةً وَلَا أَشْبَهُوكُمْ فِي الصُّوَرِ وَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْبَرَ عَلَى الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَرَى صُورَةَ عَدُوِّهِ مِثْلَ صُورَتِهِ...".

" راوی کے بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے ابا اسحاق! ہمارے شیعہ چاہے ان سے گناہ سرزد ہوں، لیکن وہ کبھی بھی ہماری ولایت و محبت سے ہٹ کر کسی اور کی ولایت و محبت کی طرف نہیں جائیں گے، چاہے ان کی ناکوں پر تلواریں ماری جائیں، چاہے وہ ہمارے راستے میں قتل کر دیے جائیں، پھر بھی وہ ہماری ولایت اور محبت سے دستبردار نہیں ہوں گے اور میں دیکھتا ہوں کہ ناصبی اپنے اعمال میں جس حال پر ہیں، چاہے انہیں مشرق و مغرب کے درمیان کا سب سونا اور چاندی بھی دے دیا جائے، وہ ہرگز طاغوت کی محبت اور ان کی ولایت کو چھوڑ کر ہماری طرف نہیں آئیں گے چاہے ان کی ناکوں پر تلواریں ماری جائیں اور وہ اسی میں قتل ہو جائیں، پھر بھی وہ باز نہ آئیں گے بلکہ اگر ان میں سے کوئی ہماری کسی فضیلت یا منقبت کو سنتا ہے تو اس پر اس کا دل تنگ ہو جاتا ہے، چہرہ کا رنگ بدل جاتا ہے اور اس کے چہرے پر ناگواری ظاہر ہو جاتی ہے، یہ سب کچھ ہمارے بغض اور ان (طاغوت) کی محبت کی وجہ سے ہے، پھر امام باقر علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا: اے ابراہیم! یہی وہ مقام ہے جہاں وہ (یعنی دشمنانِ اہل بیت) ہلاک ہوئے، وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآن نے فرمایا ہے: ﴿عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ تَصْلَى نَارًا حَامِيَةً تُسْقَى مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ﴾ "وہ لوگ محنت کرنے والے ہیں، مشقت اٹھانے والے ہیں، لیکن وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے اور انہیں کھولتے ہوئے چشمے کا پانی پلایا جائے گا"، اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا﴾ "اور ہم ان کے سارے اعمال کی طرف آئیں گے تو انہیں بکھری ہوئی خاک کے ذروں کی طرح کر دیں گے"، راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: اے ابراہیم! کیا تم جانتے ہو اس کی اصل وجہ اور قصہ کیا ہے؟ اور کیا ہے وہ بات جو لوگوں سے چھپی ہوئی

ہے ؟میں نے کہا: اے فرزندِ رسول! مجھے بیان فرمائیے، کھول کر سمجھائیے اور دلیل دیجئے۔ امامؑ نے فرمایا: اے ابراہیم! اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیشہ سے عالم اور قدیم ہے۔ اس نے ساری چیزیں کسی چیز سے نہیں پیدا کیں اور جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ نے چیزوں کو کسی موجود چیز سے پیدا کیا ہے تو اس نے کفر کیا کیونکہ اگر وہ کوئی چیز ازل سے موجود ہوتی جس سے مخلوقات بنی ہوتیں تو وہ چیز اللہ کے ساتھ قدیم قرار پاتی بلکہ اللہ نے سب کچھ عدم سے پیدا کیا، اللہ نے ایک پاکیزہ زمین پیدا کی پھر اس میں سے میٹھا، خوش ذائقہ اور صاف پانی جاری فرمایا، اس پر ہماری (اہل بیتؑ کی) ولایت پیش کی، تو اس نے قبول کر لی پھر اللہ نے اس پانی کو سات دن تک اس زمین پر بہایا یہاں تک کہ اسے پوری طرح ڈھانپ لیا، پھر اللہ نے اس پانی کو روک دیا اس کے بعد اس پاکیزہ مٹی کے جوہر سے کچھ مٹی لی اور اس سے ائمہ علیہم السلام کی طینت بنائی، پھر اس کے بچے ہوئے حصے سے ہمارے شیعوں کی طینت بنائی، اگر اے ابراہیم! تمہاری طینت کو بھی اللہ نے اسی طرح پاکیزہ چھوڑ دیا ہوتا جیسے ہماری طینت کو چھوڑا تو تم اور ہم ایک ہی چیز ہوتے، میں نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! تو پھر ہماری طینت کے ساتھ کیا کیا گیا؟ امامؑ نے فرمایا: اے ابراہیم! اللہ نے اس کے بعد ایک خبیث، بدبودار، کھاری اور خراب زمین پیدا کی، پھر اس میں سے کڑوا اور بدذائقہ پانی جاری کیا، اس پر ہماری ولایت پیش کی گئی تو اس نے قبول نہ کی، پھر اللہ نے اس پانی کو سات دن تک اس پر بہایا یہاں تک کہ اسے ڈھانپ لیا، پھر اس پانی کو روک دیا اس کے بعد اس کی مٹی سے طاغوت اور ان کے امام بنائے، پھر اس کو تمہاری طینت کے بچے ہوئے حصے کے ساتھ ملا دیا، اگر ان کی طینت کو تمہاری طینت کے ساتھ نہ ملایا جاتا تو وہ کبھی شہادتین نہ کہتے، نہ نماز پڑھتے، نہ روزہ رکھتے، نہ زکوٰۃ دیتے، نہ حج کرتے، نہ امانت ادا کرتے اور نہ ہی تمہاری صورتوں کی طرح دکھائی دیتے اور مؤمن کے لئے سب سے بڑی آزمائش یہی ہے کہ وہ اپنے دشمن کی صورت کو اپنی صورت کے مشابہ دیکھے...“۔

"... قُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ فَمَا صَنَعَ بِالطِّينَتَيْنِ قَالَ مَزَجَ بَيْنَهُمَا بِالْمَاءِ الْأَوَّلِ وَ الْمَاءِ الثَّانِي ثُمَّ عَرَكَهَا عَرْكَ الْأَدِيمِ ثُمَّ أَخَذَ مِنْ ذَلِكَ قَبْضَةً ، فَقَالَ هَذِهِ إِلَى الْجَنَّةِ وَ لَا أُبَالِي وَ أَخَذَ قَبْضَةً أُخْرَى وَ قَالَ هَذِهِ إِلَى النَّارِ وَ لَا أُبَالِي ثُمَّ خَلَطَ بَيْنَهُمَا فَوَقَعَ مِنْ سِنْخِ الْمُؤْمِنِ وَ طِينَتِهِ عَلَى سِنْخِ الْكَافِرِ وَ طِينَتِهِ وَ وَقَعَ مِنْ سِنْخِ الْكَافِرِ وَ طِينَتِهِ عَلَى سِنْخِ الْمُؤْمِنِ وَ طِينَتِهِ فَمَا رَأَيْتَهُ مِنْ شِيعَتِنَا مِنْ زِنًا أَوْ لِوَاطٍ أَوْ تَرْكِ صَلَاةٍ أَوْ صِيَامٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ جِهَادٍ أَوْ خِيَانَةٍ أَوْ كَبِيرَةٍ مِنْ هَذِهِ الْكَبَائِرِ فَهُوَ مِنْ طِينَةِ النَّاصِبِ وَ عُنْصُرِهِ الَّذِي قَدْ مُزِجَ فِيهِ لِأَنَّ مِنْ سِنْخِ النَّاصِبِ وَ عُنْصُرِهِ وَ طِينَتِهِ اِكْتِسَابَ الْمَآثِمِ وَ الْفَوَاحِشِ وَ الْكَبَائِرِ وَ مَا رَأَيْتَ مِنَ النَّاصِبِ وَ مُوَاظَبَتِهِ عَلَى الصَّلَاةِ وَ الصِّيَامِ وَ الزَّكَاةِ وَ الْحَجِّ وَ الْجِهَادِ وَ أَبْوَابِ الْبِرِّ فَهُوَ مِنْ طِينَةِ الْمُؤْمِنِ وَ سِنْخِهِ الَّذِي قَدْ مُزِجَ فِيهِ لِأَنَّ مِنْ سِنْخِ الْمُؤْمِنِ وَ عُنْصُرِهِ وَ طِينَتِهِ اِكْتِسَابَ الْحَسَنَاتِ وَ اِسْتِعْمَالَ الْخَيْرِ وَ اِجْتِنَابَ الْمَآثِمِ فَإِذَا عُرِضَتْ هَذِهِ الْأَعْمَالُ كُلُّهَا عَلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ أَنَا عَدْلٌ لَا أَجُورُ وَ مُنْصِفٌ لَا أَظْلِمُ وَ حَكَمٌ لَا أَحِيفُ وَ لَا أَمِيلُ وَ لَا أَشْطُطُ أَلْحِقُوا الْأَعْمَالَ السَّيِّئَةَ الَّتِي اِجْتَرَحَهَا الْمُؤْمِنُ بِسِنْخِ النَّاصِبِ وَ طِينَتِهِ وَ أَلْحِقُوا الْأَعْمَالَ الْحَسَنَةَ الَّتِي اِكْتَسَبَهَا النَّاصِبُ بِسِنْخِ الْمُؤْمِنِ وَ طِينَتِهِ رُدُّوهَا كُلَّهَا إِلَى أَصْلِهَا فَإِنِّي أَنَا اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا عَالِمُ السِّرِّ وَ أَخْفَى وَ أَنَا الْمُطَّلِعُ عَلَى قُلُوبِ عِبَادِي لَا أَحِيفُ وَ لَا أَظْلِمُ وَ لَا أُلْزِمُ أَحَداً إِلَّا مَا عَرَفْتُهُ مِنْهُ قَبْلَ أَنْ أَخْلُقَهُ ثُمَّ قَالَ الْبَاقِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا إِبْرَاهِيمُ اِقْرَأْ هَذِهِ الْآيَةَ قُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ أَيَّةَ آيَةٍ قَالَ قَوْلَهُ تَعَالَى: قَالَ مَعَاذَ اللهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ إِنَّا إِذاً لَظَالِمُونَ هُوَ فِي الظَّاهِرِ مَا تَفْهَمُونَهُ وَ هُوَ وَ اللهِ فِي الْبَاطِنِ هَذَا بِعَيْنِهِ يَا

إِبْرَاهِيمُ إِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَاهِراً وَ بَاطِناً وَ مُحْكَماً وَ مُتَشَابِهاً وَ نَاسِخاً وَ مَنْسُوخاً ثُمَّ قَالَ أَخْبِرْنِي يَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الشَّمْسِ إِذَا طَلَعَتْ وَ بَدَا شُعَاعُهَا فِي الْبُلْدَانِ أَ هُوَ بَائِنٌ مِنَ الْقُرْصِ قُلْتُ فِي حَالِ طُلُوعِهِ بَائِنٌ قَالَ أَ لَيْسَ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ اتَّصَلَ ذَلِكَ الشُّعَاعُ بِالْقُرْصِ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَذَلِكَ يَعُودُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَى سِنْخِهِ وَ جَوْهَرِهِ وَ أَصْلِهِ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَزَعَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ سِنْخَ النَّاصِبِ وَ طِينَتَهُ مَعَ أَثْقَالِهِ وَ أَوْزَارِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ فَيُلْحِقُهَا كُلَّهَا بِالنَّاصِبِ وَ يَنْزِعُ سِنْخَ الْمُؤْمِنِ وَ طِينَتَهُ مَعَ حَسَنَاتِهِ وَ أَبْوَابِ بِرِّهِ وَ اجْتِهَادِهِ مِنَ النَّاصِبِ فَيُلْحِقُهَا كُلَّهَا بِالْمُؤْمِنِ أَ فَتَرَى هَاهُنَا ظُلْماً وَ عُدْوَاناً قُلْتُ لَا يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ قَالَ هَذَا وَ اللهِ الْقَضَاءُ الْفَاصِلُ وَ الْحُكْمُ الْقَاطِعُ وَ الْعَدْلُ الْبَيِّنُ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْأَلُونَ هَذَا ...".

"... راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! پھر ان دونوں طینتوں کے ساتھ کیا کیا گیا؟ امامؑ نے فرمایا: اللہ نے دونوں طینتوں کو پہلے اور دوسرے پانی کے ساتھ ملایا، پھر ایسے ملایا جیسے چمڑے کو گوندھا جاتا ہے پھر اس گوندھی ہوئی مٹی سے ایک مٹھی کو بھرا اور فرمایا: یہ جنت کی طرف ہے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں، پھر دوسری مٹھی کو بھرا اور فرمایا: یہ جہنم کی طرف ہے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں، پھر ان دونوں کو آپس میں ملایا، پس مؤمن کی اصل اور اس کی مٹی میں کافر کی اصل اور اس کی مٹی سے کچھ آ کر مل گیا، اور کافر کی اصل و مٹی میں مؤمن کی اصل و مٹی سے کچھ آ کر مل گیا، اسی لئے اگر تم ہمارے شیعوں میں زنا، لواط، نماز یا روزہ یا حج یا جہاد کو ترک کرنا، یا خیانت، یا بڑے گناہوں میں سے کوئی گناہ دیکھو تو یہ اس ناصبی کی مٹی اور اس کے عنصر کی ملاوٹ کی وجہ سے ہے، کیونکہ ناصبی کی اصل و عنصر اور مٹی میں گناہوں اور فواحش اور کبیرہ گناہوں کو

اختیار کرنا داخل ہے اور اگر تم کسی ناصبی میں نماز، روزہ، زکوۃ، حج، جہاد اور نیکی کے دیگر کاموں کی پابندی دیکھو تو یہ مؤمن کی مٹی اور اس کے عنصر کی ملاوٹ کی وجہ سے ہے، کیونکہ مؤمن کی اصل و عنصر اور مٹی میں نیکیاں حاصل کرنا، خیر کے کام کرنا اور گناہوں سے بچنا شامل ہے، پس جب یہ سب اعمال اللہ عزّوجل کے سامنے پیش ہوں گے تو وہ فرمائے گا: میں عادل ہوں ظلم نہیں کرتا، منصف ہوں ناانصافی نہیں کرتا، حاکم ہوں کجی نہیں کرتا اور نہ ہی بے جا طرفداری، لہٰذا جو برے اعمال مؤمن نے کئے ہیں، انہیں ناصبی کی اصل و مٹی سے جوڑ دو اور جو اچھے اعمال ناصبی نے کئے ہیں، انہیں مؤمن کی اصل و مٹی سے جوڑ دو اور سب کو ان کے اصل کی طرف لوٹا دو، بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں ہی راز اور پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہوں، اپنے بندوں کے دلوں سے باخبر ہوں، میں ظلم نہیں کرتا اور کسی پر وہ بوجھ نہیں ڈالتا جو میں نے اس کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے لئے نہیں پہچانا تھا، پھر امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:: اے ابراہیم! یہ آیت پڑھ: ﴿قَالَ مَعَاذَ اللهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ إِنَّا إِذًا لَظَالِمُونَ﴾ ۔[1] یہ آیت ظاہر میں تو وہی ہے جو تم سمجھتے ہو، لیکن اللہ کی قسم اس کا باطن یہی مطلب ہے، اے ابراہیم! بے شک قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، محکم بھی ہے اور متشابہ بھی، ناسخ بھی ہے اور منسوخ بھی پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے بتاؤ: اے ابراہیم! سورج جب طلوع ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں شہروں میں پھیلتی ہیں تو کیا یہ شعاع قرصِ آفتاب سے جدا ہوتی ہیں؟، میں نے کہا: جی ہاں، طلوع کے وقت جدا ہوتی ہیں، امامؑ نے فرمایا: کیا جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو یہ شعاع دوبارہ قرص سے جا ملتی ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں، امامؑ نے فرمایا: اسی طرح ہر چیز اپنی اصل اور جوہر کی طرف واپس لوٹتی ہے، پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عزوجل مؤمن میں شامل ناصبی کی اصل و مٹی کو اس کے گناہوں اور بوجھوں سمیت کھینچ نکالے گا

[1]۔ سورۂ یوسف: ۷۹۔

اور سب کچھ ناصبی کے ساتھ ملا دے گا اور ناصبی میں شامل مؤمن کی اصل و مٹی کو اس کی نیکیوں اور اعمالِ خیر سمیت کھینچ نکالے گا اور سب کچھ مؤمن کے ساتھ ملا دے گا، پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم اس میں کوئی ظلم یا زیادتی دیکھتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، اے فرزند رسولؐ! امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہی فیصلۂ قاطع، حکمِ قطعی اور کھلا انصاف ہے، وہ (اللہ) جو چاہے کرتا ہے، اس سے کوئی سوال نہیں ہوگا، جب کہ ان سب سے سوال کیا جائے گا...“۔

”... يَا إِبْرَاهِيمُ اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلاٰ تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ هَذَا مِنْ حُكْمِ الْمَلَكُوتِ قُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ وَ مَا حُكْمُ الْمَلَكُوتِ قَالَ حُكْمُ اللهِ وَ حُكْمُ أَنْبِيَائِهِ وَ قِصَّةُ الْخَضِرِ وَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاٰمُ حِينَ اسْتَصْحَبَهُ فَقَالَ: إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْراً وَ كَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْراً افْهَمْ يَا إِبْرَاهِيمُ وَ اعْقِلْ أَنْكَرَ مُوسَى عَلَى الْخَضِرِ وَ اسْتَفْظَعَ أَفْعَالَهُ حَتَّى قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوسَى مَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي إِنَّمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَنْ هَذَا وَيْحَكَ يَا إِبْرَاهِيمُ قُرْآنٌ يُتْلَى وَ أَخْبَارٌ تُؤْثَرُ عَنِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَنْ رَدَّ مِنْهَا حَرْفاً فَقَدْ كَفَرَ وَ أَشْرَكَ وَ رَدَّ عَلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ اللَّيْثِيُّ: فَكَأَنِّي لَمْ أَعْقِلِ الْآيَاتِ وَ أَنَا أَقْرَؤُهَا أَرْبَعِينَ سَنَةً إِلاَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ ...“.

”امام محمد باقر علیہ السلام نے راوی سے فرمایا: اے ابراہیم! یہ حق تیرے پروردگار کی طرف سے ہے، پس تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو، یہ سب ”حکمِ ملکوت“ میں سے ہے، راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کیا: یا ابن رسول اللہؐ! حکمِ ملکوت کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: یہ اللہ کا حکم ہے، اس کے انبیاء کا حکم ہے، اور (اس کی مثال) حضرت خضر و موسیٰ علیہما السلام کا قصہ ہے، جب حضرت موسیٰؑ نے ان کی ہمراہی کی تو حضرت خضرؑ نے فرمایا: بے شک تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے اور تم کس طرح

صبر کرو گے اس چیز پر جس کا تمہیں علم نہیں [۱]؟، اے ابراہیم! سمجھ اور عقل سے کام لے، موسیٰؑ نے خضرؑ کے اعمال پر اعتراض کیا اور انہیں بہت عجیب جانا، یہاں تک کہ خضرؑ نے فرمایا: اے موسیٰؑ! یہ سب میں نے اپنے امر سے نہیں کیا، بلکہ یہ اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ اے ابراہیم! یہ قرآن ہے جو تلاوت کیا جاتا ہے، اور یہ اللہ عزوجل کی طرف سے آنے والی خبریں ہیں، جو کوئی ان میں سے ایک حرف کو بھی رد کرے، اس نے کفر اور شرک کیا اور اللہ عزوجل کو انکار کیا، راوی کہتا ہے: گویا میں نے چالیس سال تک یہ آیات پڑھیں لیکن ان کو آج ہی سمجھا ہے ...“۔

” ... فَقُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ مَا أَعْجَبَ هَذَا تُؤْخَذُ حَسَنَاتُ أَعْدَائِكُمْ فَتُرَدُّ عَلَى شِيعَتِكُمْ وَ تُؤْخَذُ سَيِّئَاتُ مُحِبِّيكُمْ فَتُرَدُّ عَلَى مُبْغِضِيكُمْ قَالَ إِي وَ اللهِ الَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ فَالِقِ الْحَبَّةِ وَ بَارِءِ النَّسَمَةِ وَ فَاطِرِ الْأَرْضِ وَ السَّمَاءِ مَا أَخْبَرْتُكَ إِلاَّ بِالْحَقِّ وَ مَا أَتَيْتُكَ إِلاَّ بِالصِّدْقِ وَ مَا ظَلَمَهُمُ اللهُ وَ مَا اللهُ بِظَلاَّمٍ لِلْعَبِيدِ وَ إِنَّ مَا أَخْبَرْتُكَ لَمَوْجُودٌ فِي الْقُرْآنِ كُلَّهُ قُلْتُ هَذَا بِعَيْنِهِ يُوجَدُ فِي الْقُرْآنِ قَالَ نَعَمْ يُوجَدُ فِي أَكْثَرَ مِنْ ثَلاَثِينَ مَوْضِعاً فِي الْقُرْآنِ أَ تُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ ذَلِكَ عَلَيْكَ قُلْتُ بَلَى يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ فَقَالَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَ لْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَ مَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ وَ لَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَ أَثْقَالاً مَعَ أَثْقَالِهِمْ اَلْآيَةَ أَزِيدُكَ يَا إِبْرَاهِيمُ قُلْتُ بَلَى يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ قَالَ: لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ وَ مِنْ أَوْزَارِ اَلَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلاَ سَاءَ مَا يَزِرُونَ أَ تُحِبُّ أَنْ أَزِيدَكَ قُلْتُ بَلَى يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ قَالَ: فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اَللهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَ كَانَ اَللهُ غَفُوراً رَحِيماً يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّئَاتِ شِيعَتِنَا حَسَنَاتٍ وَ يُبَدِّلُ اللهُ حَسَنَاتِ أَعْدَائِنَا سَيِّئَاتٍ وَ جَلاَلِ اللهِ وَ

---

[۱] ۔ سورۂ الکہف: ۶۷-۶۸۔

وَجْهِ اللهِ إِنَّ هَذَا لَمِنْ عَدْلِهِ وَإِنْصَافِهِ لاَ رَادَّ لِقَضَائِهِ وَلاَ مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ وَهُوَ اَلسَّمِيعُ اَلْعَلِيمُ أَلَمْ أُبَيِّنْ لَكَ أَمْرَ اَلْمِزَاجِ وَ اَلطِّينَتَيْنِ مِنَ اَلْقُرْآنِ قُلْتُ بَلَى يَا اِبْنَ رَسُولِ اللهِ قَالَ اِقْرَأْ يَا إِبْرَاهِيمُ اَلَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ اَلْإِثْمِ وَ اَلْفَوَاحِشَ إِلاَّ اَللَّمَمَ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ اَلْمَغْفِرَةِ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ اَلْأَرْضِ يَعْنِي مِنَ اَلْأَرْضِ الطَّيِّبَةِ وَ اَلْأَرْضِ اَلْمُنْتِنَةِ فَلاَ تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اِتَّقَى يَقُولُ لَا يَفْتَخِرْ أَحَدُكُمْ بِكَثْرَةِ صَلاَتِهِ وَ صِيَامِهِ وَزَكَاتِهِ وَ نُسُكِهِ لِأَنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَعْلَمُ بِمَنِ اِتَّقَى مِنْكُمْ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ قِبَلِ اَللَّمَمِ وَ هُوَ اَلْمِزَاجُ أَزِيدُكَ يَا إِبْرَاهِيمُ قُلْتُ بَلَى يَا اِبْنَ رَسُولِ اللهِ قَالَ: كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ فَرِيقاً هَدَى وَ فَرِيقاً حَقَّ عَلَيْهِمُ اَلضَّلاَلَةُ إِنَّهُمُ اِتَّخَذُوا اَلشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اَللهِ يَعْنِي أَئِمَّةَ اَلْجَوْرِ دُونَ أَئِمَّةِ اَلْحَقِّ وَ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ خُذْهَا إِلَيْكَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ فَوَاللهِ إِنَّهُ لَمِنْ غُرَرِ أَحَادِيثِنَا وَ بَاطِنِ سَرَائِرِنَا وَ مَكْنُونِ خَزَائِنِنَا وَ اِنْصَرِفْ وَ لاَ تُطْلِعْ عَلَى سِرِّنَا أَحَداً إِلاَّ مُؤْمِناً مُسْتَبْصِراً فَإِنَّكَ إِنْ أَذَعْتَ سِرَّنَا بُلِيتَ فِي نَفْسِكَ وَ مَالِكَ وَ أَهْلِكَ وَ وُلْدِكَ». (بحار الانوار: ج۵، ص۲۲۸/ علل الشرایع: ج۲، ص۶۰۶).

”راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! یہ تو بہت ہی عجیب ہے کہ آپ کے دشمنوں کی نیکیاں لے لی جائیں اور آپ کے شیعوں کو دے دی جائیں، اور آپ کے محبّوں کے گناہ لے کر آپ کے دشمنوں پر ڈال دیے جائیں! امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو دانے کو شگافتہ کرتا ہے، جانوں کو پیدا کرتا ہے، زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ہے! میں نے تمہیں جو بتایا ہے وہ حق ہے اور جو خبر دی ہے وہ بالکل سچ ہے، اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا، اور اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے اور جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے وہ قرآن میں موجود ہے۔ میں نے کہا: کیا یہ بات عین قرآن میں ہے؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں،

قرآن میں تیس سے زیادہ مقامات پر یہ ذکر ہوا ہے، کیا تم چاہتے ہو کہ میں پڑھ کر سناؤں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، اے فرزند رسولؐ! امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ﴾ "اور کافر لوگ ایمان لانے والوں سے کہتے ہیں: ہماری راہ کی پیروی کرو، اور ہم تمہارے گناہوں کا بوجھ اٹھالیں گے، حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی اٹھانے والے نہیں ہیں، بے شک وہ جھوٹے ہیں اور یقیناً وہ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ ساتھ اور بوجھ بھی"۔ پھر فرمایا: ﴿لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ﴾۔[1] "تاکہ وہ اپنے گناہوں کا پورا بوجھ قیامت کے دن اٹھائیں، اور ان لوگوں کے گناہوں میں سے بھی کچھ حصہ اٹھائیں جنہیں وہ نادانی کے ساتھ گمراہ کرتے ہیں، سن لو! کتنا برا ہے جو بوجھ وہ اٹھا رہے ہیں"۔ پھر فرمایا: ﴿فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾۔[2] "پس یہی لوگ ہیں جن کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا، اور اللہ ہمیشہ بخشنے والا مہربان ہے"، اور وضاحت کی: اللہ ہمارے شیعوں کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا اور ہمارے دشمنوں کی نیکیوں کو برائیوں میں بدل دے گا، خدا کی جلالت کی قسم! یہ سب اللہ کے عدل اور انصاف میں سے ہے، اس کے فیصلے کو کوئی پلٹ نہیں سکتا اور اس کے حکم پر کوئی معقب نہیں، وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ پھر فرمایا: کیا میں نے قرآن سے تمہارے سامنے مزاج اور دو مٹیوں (طینت طیبہ و خبیثہ) کا مسئلہ بیان نہیں کیا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں، اے فرزند رسولؐ! امامؑ نے

---

[1]۔ سورۂ نحل: ۲۵.

[2]۔ سورۂ فرقان ۷۰.

فرمایا:﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ﴾.[1]''وہ لوگ جو بڑے بڑے گناہوں اور کھلی بے حیائیوں سے بچتے ہیں، سوائے چھوٹے لغزشوں کے بے شک تمہارا پروردگار وسیع مغفرت والا ہے، وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا تھا''۔ پھر فرمایا: یعنی اللہ نے تمہیں پاکیزہ مٹی اور گندی مٹی سے پیدا کیا ہے، لہٰذا اپنے آپ کو پاک صاف قرار نہ دو، کیونکہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون تقویٰ اختیار کرتا ہے، یعنی کوئی اپنی زیادہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور عبادت پر فخر نہ کرے، کیونکہ اللہ تم میں سے بہتر جانتا ہے کہ کون واقعی پرہیزگار ہے۔ یہ ''لَمَم'' دراصل مزاج ہے۔ پھر فرمایا:﴿كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ * فَرِيقًا هَدَى وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ﴾[2] اور وضاحت کی: یعنی انہوں نے ائمۂ جور کو اپنا ولی بنایا ہے ائمۂ حق کے بجائے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں، آخر میں امامؑ نے فرمایا: اے ابا اسحاق! اس کو اپنے پاس رکھو، قسم ہے اللہ کی! یہ ہماری بہترین احادیث میں سے ہے، ہمارے باطنی اسرار اور چھپے ہوئے خزانوں میں سے ہے، اب جاؤ اور ہمارے راز کو کسی پر ظاہر نہ کرو، سوائے ایسے مؤمن کے جو حق کو پہچان چکا ہو، کیونکہ اگر تم نے ہمارے راز کو پھیلا دیا تو تم خود، تمہارا مال، تمہارا اہل و عیال اور تمہاری اولاد آزمائش میں ڈال دیے جاؤ گے''۔

یہ حصہ نہایت رازدارانہ اور دقیق معارف پر مشتمل ہے، خاص طور پر ''طینت'' اور ''تبدیلیِ اعمال'' کا وہ نازک و گہرا مسئلہ جسے امامؑ نے بطورِ سرّ صرف انہی مؤمنین کے لئے بیان فرمایا ہے جو بصیرتِ قلبی اور نورِ معرفت کے مرحلے تک پہنچ چکے ہوں، یہ وہ معارف ہیں جو ہر ذہن کے لئے نہیں بلکہ مستبصر مؤمن کے فہم کے مطابق ہیں، اسی اصول کے تحت ایک

[1] سورۂ النجم: ۳۲۔

[2] سورۂ اعراف: آیت ۲۹ تا ۳۰۔

صاحبِ بصیرت مؤمن، اگرچہ معرفت میں کامل ہوتا ہے، پھر بھی اس سے لغزش یا گناہ سرزد ہوسکتا ہے، مگر یہ گناہ اس پر غالب نہیں آتا، نہ وہ اس میں مستقل مبتلا ہوتا ہے، کیونکہ اس کی طینتِ ایمانی اور باطنی ساخت اسے گناہ میں ڈوبنے نہیں دیتی بلکہ جلد توبہ اور رجوع کی طرف کھینچ لاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ایسا مؤمن کبھی بھی اہلِ بیتؑ کی ولایت و محبت سے جدا نہیں ہوسکتا، خواہ اسے شدید آزمائشوں، مصائب یا حتیٰ کہ سخت عذاب کا سامنا ہی کیوں نہ کرنا پڑے، وہ ہر حال میں ولایت میں ثابت قدم اور محبت میں استوار رہتا ہے۔

پس واضح ہوا کہ شیعہ اور محب کی حقیقت محض ظاہری اعمال سے نہیں بلکہ اللہ کی ولایت، اہلِ بیتؑ کی محبت اور علم و عمل کے باہمی ربط سے پہچانی جاتی ہے، اعمال میں کمزوری کے باوجود شیعہ کی اصل شناخت یہ ہے کہ وہ محبت و ولایت کے دائرے سے باہر نہیں نکلتا، جب کہ ناصب اور دشمن محض اعمال کے ظاہر سے خود کو دھوکہ دیتے ہیں، کیونکہ ان کے دل ولایت سے خالی ہوتے ہیں۔

◆ پانچویں حدیث: جب شیعۂ علیؑ کے لئے نبیؐ رو پڑیں گے

”عَنْ أَبِي الْوَرْدِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيمَةِ جَمَعَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ حُفَاةً عُرَاةً، فَيُوقَفُونَ فِي الْمَحْشَرِ حَتَّى يَعْرَقُوا عَرَقاً شَدِيداً وَ تَشْتَدُّ أَنْفَاسُهُمْ فَيَمْكُثُونَ فِي ذٰلِكَ مِقْدَارَ خَمْسِينَ عَاماً، وَ هُوَ قَوْلُ اللهِ: ﴿وَ خَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلاَّ هَمْساً﴾ قَالَ: ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ مِنْ تِلْقَاءِ الْعَرْشِ: أَيْنَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ؟ فَيَقُولُ النَّاسُ: قَدْ أَسْمَعْتَ فَسَمِّ بِاسْمِهِ، فَيُنَادِي: أَيْنَ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ أَيْنَ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُمِّيُّ؟ فَيَتَقَدَّمُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَمَامَ النَّاسِ كُلِّهِمْ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى حَوْضٍ طُولُهُ مَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَ صَنْعَاءَ فَيَقِفُ عَلَيْهِ،

فَيُنَادَى بِصَاحِبِكُمْ فَيَتَقَدَّمُ عَلِيٌّ أَمَامَ النَّاسِ، فَيَقِفُ مَعَهُ ثُمَّ يُؤْذَنُ لِلنَّاسِ فَيَمُرُّونَ فَبَيْنَ وَارِدٍ الْحَوْضَ يَوْمَئِذٍ وَبَيْنَ مَصْرُوفٍ عَنْهُ، فَإِذَا رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَنْ يُصْرَفُ عَنْهُ مِنْ مُحِبِّينَا بَكَى، فَيَقُولُ: يَارَبِّ شِيعَةُ عَلِيٍّ أَرَاهُمْ قَدْ صُرِفُوا تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ، وَ مُنِعُوا وُرُودَ حَوْضِي؟ قَالَ: فَيَبْعَثُ اللهُ إِلَيْهِ مَلَكاً فَيَقُولُ: مَا يُبْكِيكَ يَا مُحَمَّدُ؟ فَيَقُولُ: لِأُنَاسٍ مِنْ شِيعَةِ عَلِيٍّ، فَيَقُولُ لَهُ الْمَلَكُ: إِنَّ اللهَ يَقُولُ لَكَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ شِيعَةَ عَلِيٍّ قَدْ وَهَبْتُهُمْ لَكَ يَا مُحَمَّدُ، وَ صَفَحْتُ لَهُمْ عَنْ ذُنُوبِهِمْ بِحُبِّهِمْ لَكَ وَلِعِتْرَتِكَ، وَأَلْحَقْتُهُمْ بِكَ وَبِمَنْ كَانُوا يَقُولُونَ بِهِ، وَ جَعَلْنَاهُمْ فِي زُمْرَتِكَ، فَأَوْرِدْهُمْ حَوْضَكَ. قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فَكَمْ مِنْ بَاكٍ يَوْمَئِذٍ وَبَاكِيَةٍ يُنَادُونَ: يَا مُحَمَّدُ إِذَا رَأَوْا ذَلِكَ، وَلَا يَبْقَى أَحَدٌ يَوْمَئِذٍ يَتَوَلَّانَا وَ يُحِبُّنَا وَ يَتَبَرَّأُ مِنْ عَدُوِّنَا وَ يُبْغِضُهُمْ إِلَّا كَانُوا فِي حِزْبِنَا وَ مَعَنَا، وَ يَرِدُوا حَوْضَنَا». (تفسیر قمی: ج۲، ص۶۴).

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عزّوجلّ تمام لوگوں کو ایک ہی میدان میں جمع کرے گا، وہ سب ننگے پاؤں اور بے لباس ہوں گے، پھر انہیں محشر میں کھڑا کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ سخت پسینہ بہانے لگیں گے، ان کی سانسیں تیز ہو جائیں گی اور وہ اسی حالت میں پچاس سال تک رہیں گے، یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور رحمٰن کے سامنے آوازیں دب جائیں گی، پس تم سرگوشی کے سوا کچھ نہ سنو گے''، پھر عرش کی جانب سے ایک پکارنے والا پکارے گا: کہاں ہے اُمّی نبیؐ؟ لوگ کہیں گے: تم نے آواز پہنچادی، اب ان کا نام لے کر پکارو، تو وہ پکارے گا: کہاں ہے نبیِ رحمت؟ کہاں ہیں محمد بن عبداللہ امّیؐ؟ پس رسولِ خداؐ تمام لوگوں کے سامنے آگے بڑھیں گے، یہاں تک کہ ایک حوض پر پہنچیں گے جس کی

لمبائی ایلہ سے صنعاء تک ہوگی اور اس پر کھڑے ہوں گے، پھر تمہارے صاحب کو پکارا جائے گا، تو علیؑ لوگوں کے سامنے آگے بڑھیں گے اور رسولِ خداؐ کے ساتھ کھڑے ہوں گے، اس کے بعد لوگوں کو اجازت دی جائے گی تو لوگ گزریں گے، کوئی اس دن حوض پر وارد ہوگا اور کوئی اس سے روک دیا جائے گا، جب رسولِ خداؐ ہمارے محبّوں میں سے کسی کو حوض سے روکے جاتے دیکھیں گے تو رو پڑیں گے اور فرمائیں گے: اے پروردگار! یہ علیؑ کے شیعہ ہیں، میں دیکھ رہا ہوں کہ انہیں اہلِ جہنم کی طرف پھیر دیا جا رہا ہے اور میرے حوض پر آنے سے روک دیا گیا ہے؟ راوی کہتے ہیں: پھر اللہ ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا، جو کہے گا: اے محمدؐ! آپ کو کس بات نے رلایا؟ آپ فرمائیں گے: علیؑ کے کچھ شیعوں کی وجہ سے، تو فرشتہ کہے گا: اللہ آپ سے فرماتا ہے: اے محمدؐ! میں نے علیؑ کے شیعوں کو بخش دیا ہے اور آپ سے اور آپ کی عترت سے محبت کی وجہ سے ان کے گناہ معاف کر دئے ہیں اور میں نے انہیں آپ کے ساتھ اور ان کے ساتھ ملا دیا ہے جن کے وہ قائل تھے اور انہیں آپ کے گروہ میں قرار دیا ہے، پس انہیں اپنے حوض پر وارد کیجیے، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اس دن کتنے ہی رونے والے مرد اور عورتیں ہوں گے جو یہ منظر دیکھ کر پکاریں گے: یا محمدؐ! اور اس دن کوئی بھی ایسا نہ بچے گا جو ہماری ولایت رکھتا ہو، ہم سے محبت کرتا ہو، ہمارے دشمنوں سے بیزاری رکھتا ہو اور ان سے بغض کرتا ہو، مگر یہ کہ وہ ہمارے گروہ میں ہوگا، ہمارے ساتھ ہوگا اور ہمارے حوض پر وارد ہوگا"۔

یہ روایت قیامت کے ہولناک منظر میں ولایتِ اہلِ بیتؑ کی نجات بخش حقیقت کو پوری قوت کے ساتھ آشکار کرتی ہے، حضرت رسولِ خدا صلی علیہ وآلہ وسلم کا اپنے محبّین پر رونا اور پھر پروردگارِ عالم کی جانب سے شیعۂ علیؑ کی مغفرت اور حوضِ کوثر پر حاضری کا حکم اس حقیقت کو واضح طور پر بیاں کرتی ہے کہ اہلِ بیتؑ کی محبت محشر میں تنہا نہیں چھوڑتی، بلکہ خوف و حشت کو نجات کی مسکراہٹ میں بدل دیتی ہے۔

چھٹا باب

◆ شیعہ اور محبّ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی احادیث میں

- پہلی حدیث: ہمیں ایسے شیعہ مطلوب ہیں.
- دوسری حدیث: میرے محبّ کی تین قسمیں ہیں.
- تیسری حدیث: شیعہ کے اوصاف کے بغیر دعویٰ محض گمان
- چوتھی حدیث: شیعہ ان بکریوں کے برابر ہوتے تو میں خروج کرتا.
- پانچویں حدیث: شیعہ کے جامع اصول.
- چھٹی حدیث: محبت اور ولایت کا اعلیٰ مقام.
- ساتویں حدیث: شیعوں کی نیکیاں دوسروں کی بقا اور فلاح کا ذریعہ.
- آٹھویں حدیث: جنت میں شیعہ کی شفاعت.
- نویں حدیث: شیعہ کے لئے جنت کی نعمتیں.
- دسویں حدیث: دین کی حفاظت کرنا شیعہ علماء کا فکری جہاد.

شیعہ اور محبؑ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی احادیث میں

◆ تمہیدی کلمات

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مکتبِ تشیع کے چھٹے امام اور عصمتِ کبریٰ کے آٹھویں امین ہیں، آپ وہ عظیم شخصیت ہیں جن کے ذریعے تشیع اپنی علمی تکمیل، فکری وسعت اور عالمی شناخت تک پہنچا، آپؑ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے فرزند اور اہلِ بیتؑ کے اُس سلسلۂ عصمت کی روشن ترین کڑی ہیں جس نے کربلا کے پیغام کو علم، استدلال اور قانون کی صورت عطا کی، آپؑ کی ولادت ۱۷ ربیع الاول ۸۳ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی، صادق آپؑ کا لقب ہے، یعنی سچ بولنے والے اور یہ لقب اس لئے مشہور ہوا کہ آپؑ کے علم و کردار نے حق و باطل کے درمیان حدِ فاصل قائم کر دی، اموی زوال اور عباسی عروج کے درمیانی دور میں، جب سیاسی اقتدار متزلزل تھا، امام صادق علیہ السلام نے اس موقع کو تلوار کے بجائے علم کے قیام میں بدل دیا۔ مکتبِ تشیع میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ آپؑ نے تشیع کو باقاعدہ فقہی و فکری مدرسہ عطا کیا، فقہِ جعفری، تفسیرِ قرآن، علمِ کلام، اخلاق، توحید، امامت اور معاشرت، ہر میدان میں آپؑ کی تعلیمات اصول بن گئیں، ہزاروں شاگردوں نے آپؑ کے درس سے فیض پایا اور یہی وہ زمانہ ہے جب تشیع ایک محدود

حلقے سے نکل کر عالمی علمی مکتب بن گیا، امام جعفر صادق علیہ السلام نے شیعہ کی تعریف محض محبت یا نسبت سے نہیں بلکہ کردار سے کی ہے، آپؑ فرماتے ہیں:

«لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُحَاسِبْ نَفْسَهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ»

”وہ ہم میں سے نہیں جو ہر دن اپنا محاسبہ نہ کرے“۔

یہی تعلیم تشیع کو اخلاقی ذمہ داریوں سے جوڑتی ہے، آپؑ کی امامت وولایت نے واضح کیا کہ اہلِ بیتؑ کی پیروی کا مطلب صرف مظلومیت کا بیان نہیں بلکہ علم، عقل اور عمل کی پابندی ہے، اگر امام حسینؑ نے دین کو قربانی سے بچایا، امام سجادؑ نے دعا سے زندہ رکھا، امام محمد باقرؑ نے علم کی بنیاد رکھی، تو امام جعفر صادقؑ نے اسے نظام، قانون اور مکتب کی شکل دی، مکتبِ تشیع میں امام جعفر صادق علیہ السلام صرف چھٹے امام معصوم نہیں، بلکہ معمارِ فقہ وفکرِ اہلِ بیتؑ ہیں جن کے بغیر تشیع کا علمی تشخص مکمل نہیں ہوتا، اسی دوران آپ نے شیعہ اور محبّ کے فرق کو بھی نمایاں انداز میں بیان فرمایا اور مختلف انداز میں تشیع کے امتیازات کو روشن کیا، ذیل میں اس سلسلے کی نو احادیث نقل کرتے ہیں:

◆ پہلی حدیث: ہمیں ایسے شیعہ مطلوب ہیں

حَدَّثَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مَأْمُونٍ الرَّقِّيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ سَيِّدِي الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِذْ دَخَلَ سَهْلُ بْنُ الْحَسَنِ الْخُرَاسَانِيُّ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ لَكُمُ الرَّأْفَةُ وَ الرَّحْمَةُ وَ أَنْتُمْ أَهْلُ بَيْتِ الْإِمَامَةِ مَا الَّذِي يَمْنَعُكَ أَنْ يَكُونَ لَكَ حَقٌّ تَقْعُدُ عَنْهُ وَ أَنْتَ تَجِدُ مِنْ شِيعَتِكَ مِائَةَ أَلْفٍ يَضْرِبُونَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالسَّيْفِ فَقَالَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ اِجْلِسْ يَا خُرَاسَانِيُّ رَعَى اللهُ حَقَّكَ ثُمَّ قَالَ يَا حَنِيفَةُ اُسْجُرِي التَّنُّورَ فَسَجَرَتْهُ حَتَّى صَارَ كَالْجَمْرَةِ وَابْيَضَّ عُلُوُّهُ ثُمَّ قَالَ يَا خُرَاسَانِيُّ قُمْ فَاجْلِسْ فِي التَّنُّورِ فَقَالَ الْخُرَاسَانِيُّ يَا سَيِّدِي يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ لاَ تُعَذِّبْنِي بِالنَّارِ أَقِلْنِي

أَقَالَكَ اللهُ قَالَ قَدْ أَقَلْتُكَ فَبَيْنَمَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ أَقْبَلَ هَارُونُ الْمَكِّيُّ وَ نَعْلُهُ فِي سَبَّابَتِهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ فَقَالَ لَهُ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلْقِ النَّعْلَ مِنْ يَدِكَ وَ اجْلِسْ فِي التَّنُّورِ قَالَ فَأَلْقَى النَّعْلَ مِنْ سَبَّابَتِهِ ثُمَّ جَلَسَ فِي التَّنُّورِ وَ أَقْبَلَ الْإِمَامُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُحَدِّثُ الْخُرَاسَانِيَّ حَدِيثَ خُرَاسَانَ حَتَّى كَأَنَّهُ شَاهِدٌ لَهَا ثُمَّ قَالَ قُمْ يَا خُرَاسَانِيُّ وَ انْظُرْ مَا فِي التَّنُّورِ قَالَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَرَأَيْتُهُ مُتَرَبِّعاً فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَ سَلَّمَ عَلَيْنَا فَقَالَ لَهُ الْإِمَامُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمْ تَجِدُ بِخُرَاسَانَ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ وَ اللهِ وَ لَا وَاحِداً فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا وَ اللهِ وَ لَا وَاحِداً فَقَالَ أَمَا إِنَّا لَا نَخْرُجُ فِي زَمَانٍ لَا نَجِدُ فِيهِ خَمْسَةً مُعَاضِدِينَ لَنَا نَحْنُ أَعْلَمُ بِالْوَقْتِ".

(المناقب ج۴، ص ۲۳۷،/ بحارالانوار: ج ۴۷، ص ۱۲۳).

"ابراہیم نے ابو حمزہ سے مامون الرقی کی روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں اپنے مولا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس تھا کہ سہل بن الحسن خراسانی داخل ہوئے اور سلام کیا، پھر بیٹھ گئے اور عرض کی: یابن رسولؐ! آپ رحم و کرم کے مالک ہیں، آپ اہل بیتؑ سے حق امامت کے حامل، آپ کو اس حق امامت سے کیوں روکا گیا ہے یعنی آپ اپنے حق کے لئے کیوں نہیں کھڑے ہوتے، جب کہ آپ خود کو اپنے شیعوں کے درمیان پائیں گے اور ایک لاکھ شیعہ آپ کے ہم رکاب تلوار سے وار کرنے کو تیار ہیں، یہ سن کر امامؑ نے فرمایا کہ اے خراسانی بیٹھ جاؤ، اللہ تمہارے حق کی حفاظت فرمائے، پھر آپ نے فرمایا: اے حنیفہ تنور روشن کرو، حنیفہ نے تنور روشن کیا یہاں تک کہ وہ دہکتے ہوئے کوئلے کی طرح ہو گیا اور اس کی چوٹی سفید ہو گئی، پھر فرمایا: اے خراسانی! اٹھو اور تنور میں بیٹھ جاؤ، خراسانی نے کہا: اے میرے آقا، یابن رسول اللہؐ! مجھے آگ سے عذاب نہ دیں، معاف کیجئے، اللہ نے آپ کو معاف کر دیا ہے؟ اسی عالم میں ہارون مکی انگشتِ شہادت میں جوتی ڈالے

وارد ہوئے اور کہا: سلام علیکم اے فرزند رسولؐ! امامؑ نے اس سے کہا ہارون! اپنے ہاتھ سے جوتیاں پھینک دو اور تنور میں بیٹھ جاؤ، راوی کا بیان ہے کہ یہ سنتے ہی ہارون نے ہاتھ سے جوتیاں پھینکیں اور تنور میں جا بیٹھے اور امامؑ مرد خراسانی سے خراسان کے بارے میں گفتگو کرنے گئے، یہاں تک کہ وہ اس کے گواہ تھا، حضرتؑ نے فرمایا: اے مرد خراسانی! اٹھو اور دیکھو کہ تنور میں کیا ہے، مرد خراسانی تنور کے پاس گیا اور دیکھا ہارون تنور میں دو زانوں بیٹھے ہیں، امامؑ نے ان سے باہر آنے کو کہا، وہ باہر ہمارے پاس آئے اور ہمیں سلام کیا، امام علیہ السلام نے خراسانی سے فرمایا: تمھیں خراسان میں ایسے کتنے ملیں گے؟ اس نے کہا خدا کی قسم ایک بھی نہیں، امامؑ نے فرمایا: ہمیں پتہ ہے، ہم اس وقت تک خروج نہیں کریں گے جب تک ہمیں ایسے پانچ مددگار نہ مل جائیں"۔

اس حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے خراسانی کے واقعے کے ذریعے نہایت واضح اور فیصلہ کن اصول بیان فرمائے کہ حقیقی شیعہ وہ ہے جو وقتِ امتحان پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ حکمِ امامؑ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہے اور اہلِ بیتؑ کے حق میں عملی قدم اٹھاتا ہے، اس واقعے میں امامؑ کے سامنے دو طرح کے چاہنے والے موجود تھے: ایک شیعہ اور دوسرا محبّ، محبّ کی زبان پر محبت کا دعویٰ تھا، مگر جب عمل کا وقت آیا تو وہ ٹال مٹول سے کام لیتا رہا، عذر پیش کرتا رہا اور خطرے کے لمحے میں رک گیا، جب کہ شیعہ نے نہ سوال کیا، نہ تاویل کی، نہ پس و پیش، بلکہ حکم سنتے ہی تعمیل حکم بجالایا، یہی وجہ ہے کہ جو تنور کے باہر کھڑا رہا وہ محبّ کہلایا، اور جو تنور کے اندر داخل ہوا وہ شیعہ قرار پایا۔

پس معیارِ تشیع واضح ہو گیا: جس نے حکم مانا وہ شیعہ ہے، اور جو پیچھے ہٹ گیا وہ **محبّ**، یوں امامؑ نے یہ حقیقت آشکار کر دی کہ محبت کا دعویٰ کافی نہیں، بلکہ تشیع کا اصل جوہر اطاعت، وفاداری اور امتحان میں ثابت قدمی ہے، شیعہ وہ ہے جو جان، مال اور عزت کو داؤ پر لگا کر بھی امام کے حکم سے پیچھے نہیں ہٹتا۔

◆ دوسری حدیث: میرے محبّ کی تین قسمیں ہیں

" دَخَلَ عَلَى الصَّادِقِ ع رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ مِمَّنِ الرَّجُلُ فَقَالَ مِنْ مُحِبِّيكُمْ وَ مَوَالِيكُمْ فَقَالَ لَهُ جَعْفَرٌ لَا يُحِبُّ اللهُ عَبْداً حَتَّى يَتَوَلَّاهُ وَلَا يَتَوَلَّاهُ حَتَّى يُوجِبَ لَهُ الْجَنَّةَ ثُمَّ قَالَ لَهُ مِنْ أَيِّ مُحِبِّينَا أَنْتَ فَسَكَتَ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ سَدِيرٌ وَ كَمْ مُحِبُّوكُمْ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ فَقَالَ عَلَى ثَلَاثِ طَبَقَاتٍ طَبَقَةٌ أَحَبُّونَا فِي الْعَلَانِيَةِ وَلَمْ يُحِبُّونَا فِي السِّرِّ وَ طَبَقَةٌ يُحِبُّونَنَا فِي السِّرِّ وَلَمْ يُحِبُّونَا فِي الْعَلَانِيَةِ وَ طَبَقَةٌ يُحِبُّونَنَا فِي السِّرِّ وَ الْعَلَانِيَةِ هُمُ النَّمَطُ الْأَعْلَى ". (تحف العقول: ص۳۲۵).

" حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا، آپ نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے عرض کیا: میں آپ کے محبّوں اور موالیوں میں سے ہوں، امامؑ نے فرمایا کہ ہمارے کون سے محبّوں میں سے ہو؟ وہ خاموش ہو گیا، سدیر نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! آپ کے محبّ کتنے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: میرے محبّ کی تین قسمیں ہیں، ایک طبقہ تو وہ ہے جو ہم سے ظاہری طور پر محبت کرتا ہے اور باطن میں ہمارے ساتھ محبت نہیں کرتا، دوسرا وہ طبقہ ہے جو باطن میں تو ہمارے ساتھ محبت کرتا ہے لیکن ظاہر میں ہمارے ساتھ محبت نہیں کرتا، تیسرا وہ طبقہ ہے جو ظاہر و باطن دونوں میں ہمارے ساتھ محبت کرتا ہے یہی طبقہ اعلیٰ قسم کا ہے "۔

امام علیہ السلام نے محبّت کے تین درجے بیان کئے تاکہ ہر شخص اپنے باطن و ظاہر کا محاسبہ کرے، ظاہر کی محبت بغیر باطن کے، یا باطن کی محبت بغیر ظاہر کے مکمل نہیں ہے، حقیقی اور اعلیٰ محبّ وہ ہے جو ہر حالت میں، ہر منظر میں اور ہر دل میں اہل بیتؑ کی محبت کو زندہ رکھتا ہے اور یہ محبّت عبادت، وفاداری اور عملی اطاعت کے ذریعے پہچانی جاتی ہے۔

◆ تیسری حدیث: شیعہ کے اوصاف کے بغیر دعویٰ محض گمان

"عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع فَدَخَلَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ كَيْفَ مَنْ خَلَّفْتَ مِنْ إِخْوَانِكَ قَالَ فَأَحْسَنَ الثَّنَاءَ وَ زَكَّى وَ أَطْرَى فَقَالَ لَهُ كَيْفَ عِيَادَةُ أَغْنِيَائِهِمْ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَقَالَ قَلِيلَةٌ قَالَ وَ كَيْفَ مُشَاهَدَةُ أَغْنِيَائِهِمْ لِفُقَرَائِهِمْ قَالَ قَلِيلَةٌ قَالَ فَكَيْفَ صِلَةُ أَغْنِيَائِهِمْ لِفُقَرَائِهِمْ فِي ذَاتِ أَيْدِيهِمْ فَقَالَ إِنَّكَ لَتَذْكُرُ أَخْلَاقاً قَلَّ مَا هِيَ فِيمَنْ عِنْدَنَا قَالَ فَقَالَ فَكَيْفَ تَزْعُمُ هَؤُلَاءِ أَنَّهُمْ شِيعَةٌ". (وسائل الشیعہ: ج۹، ص۴۲۸).

" محمد بن عجلان سے مروی ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور سلام کیا، آپ نے جواب دیا اور پوچھا: کیا حال ہے وہاں تمہارے مومن بھائیوں کا؟، اس نے بڑی تعریف کی، بیعت پر قائم رہنے کا ذکر کیا اور ان کے اوصاف میں مبالغہ سے کام لیا، حضرتؑ نے دریافت کیا: مال داروں کا فقراء کی احوال پرسی کرنا کیسا ہے؟، اس نے عرض کیا: بہت کم، آپ نے پوچھا: مال داروں کا فقراء سے ملنا جلنا کیسا ہے؟ اس نے کہا: بہت کم، آپ نے پوچھا: مال داروں کا فقراء سے صلہ رحم کیسا ہے؟ اس نے کہا: مولاؑ! آپ ایسے اخلاق کا ذکر فرما رہے ہیں جن کی ہمارے یہاں کمی ہے!، حضرتؑ نے فرمایا: پھر تم ان کو شیعہ کیوں گمان کرتے ہو؟"۔

امام علیہ السلام نے یہاں واضح کیا کہ صرف خود کو شیعہ کہنا کافی نہیں، شیعہ کا معیار اخلاق، عدل، حسن سلوک اور معاشرتی ذمہ داریوں پر قائم ہے، اگر انسان ان خصوصیات کے بغیر شیعہ ہونے کا دعوی کرے تو وہ محض لفظوں کا قائل ہے، حقیقی شیعہ نہیں، یہ حدیث ہمیں نصیحت کرتی ہے کہ لفظوں کو نہیں، ہمیشہ عمل اور ذمہ داریوں کو ترجیح دی جائے۔

◆ چوتھی حدیث: شیعہ ان بکریوں کے برابر ہوتے تو میں خروج کرتا

" عَنْ سَدِيرٍ الصَّيْرَفِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ ع فَقُلْتُ لَهُ وَ اللهِ مَا يَسَعُكَ الْقُعُودُ فَقَالَ وَ لِمَ يَا سَدِيرُ قُلْتُ لِكَثْرَةِ مَوَالِيكَ وَ شِيعَتِكَ وَ أَنْصَارِكَ وَ اللهِ لَوْ كَانَ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ع مَا لَكَ مِنَ الشِّيعَةِ وَ الْأَنْصَارِ وَ الْمَوَالِي مَا طَمِعَ فِيهِ تَيْمٌ وَ لَا عَدِيٌّ فَقَالَ يَا سَدِيرُ وَ كَمْ عَسَى أَنْ يَكُونُوا قُلْتُ مِائَةَ أَلْفٍ قَالَ مِائَةَ أَلْفٍ قُلْتُ نَعَمْ وَ مِائَتَيْ أَلْفٍ قَالَ مِائَتَيْ أَلْفٍ قُلْتُ نَعَمْ وَ نِصْفَ الدُّنْيَا قَالَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قَالَ يَخِفُّ عَلَيْكَ أَنْ تَبْلُغَ مَعَنَا إِلَى يَنْبُعَ قُلْتُ نَعَمْ فَأَمَرَ بِحِمَارٍ وَ بَغْلٍ أَنْ يُسْرَجَا فَبَادَرْتُ فَرَكِبْتُ الْحِمَارَ فَقَالَ يَا سَدِيرُ أَ تَرَى أَنْ تُؤْثِرَنِي بِالْحِمَارِ قُلْتُ الْبَغْلُ أَزْيَنُ وَ أَنْبَلُ قَالَ الْحِمَارُ أَرْفَقُ بِي فَنَزَلْتُ فَرَكِبَ الْحِمَارَ وَ رَكِبْتُ الْبَغْلَ فَمَضَيْنَا فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَقَالَ يَا سَدِيرُ انْزِلْ بِنَا نُصَلِّ ثُمَّ قَالَ هَذِهِ أَرْضٌ سَبِخَةٌ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ فِيهَا فَسِرْنَا حَتَّى صِرْنَا إِلَى أَرْضٍ حَمْرَاءَ وَ نَظَرَ إِلَى غُلَامٍ يَرْعَى جِدَاءً فَقَالَ وَ اللهِ يَا سَدِيرُ لَوْ كَانَ لِي شِيعَةٌ بِعَدَدِ هَذِهِ الْجِدَاءِ مَا وَسِعَنِي الْقُعُودُ وَ نَزَلْنَا وَ صَلَّيْنَا فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنَ الصَّلَاةِ عَطَفْتُ عَلَى الْجِدَاءِ فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ سَبْعَةَ عَشَرَ ".

(بحار الانوار ۷۴ جلد صفا ۲۷ ۱۳ الکافی جلد دو صفحہ ۲۴۲).

"سدیر صیرفی کہتے ہیں: میں صادق آل محمد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: خدا کی قسم اب آپ کے لئے گھر میں بیٹھ رہنا درست نہیں، حضرتؑ نے فرمایا: یہ کیوں؟ میں نے عرض کیا: آپ کے موالیوں، شیعوں اور انصار کی کثرت کی وجہ سے، واللہ! اگر امیر المومنینؑ کے پاس اتنے شیعہ، انصار اور محبّ ہوتے تو قبیلہ تیم اور عدی والے ان سے خلافت نہیں لے سکتے تھے، حضرتؑ نے فرمایا: اے سدیر! تم سب بھلا کتنے ہو؟ میں نے عرض کیا: ایک لاکھ! فرمایا: ایک لاکھ؟ میں نے

کہا: جی ہاں! بلکہ دو لاکھ! فرمایا: دو لاکھ؟ میں نے عرض کی: بلکہ نصف دنیا، یہ سن کر حضرتؑ خاموش ہو گئے اور فرمایا: کیا یہ تیرے لئے ممکن ہے کہ تو ہمارے ساتھ چشمہ ینبع تک چلے، میں نے عرض کیا: ضرور، آپ نے حکم دیا کہ گدھے اور خچر پر زین کسیں، میں نے جلد یہ خدمت انجام دی اور میں گدھے پر سوار ہوا، فرمایا: اے سدیر! گدھے پر مجھے سوار ہونے دیں، میں نے کہا: خچر زیادہ شاندار اور شریف طبیعت ہے، فرمایا: گدھا رفتار میں میری موافقت کرتا ہے، یہ سن کر میں اتر آیا اور خچر پر سوار ہوا اور حضرت گدھے پر سوار ہوئے، ہم دونوں چلے، جب وقت نماز آیا تو فرمایا: اتر آؤ نماز ادا کریں، اس کے بعد فرمایا: یہ زمین شور ہے، یہاں نماز درست نہیں ہے، ہم پھر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ایک سر سبز و سرخ رنگ پر پہنچے، وہاں ایک لڑکے کو بکریاں چراتے ہوئے دیکھا، فرمایا: اے سدیر! اگر میرے شیعہ بقدر ان بکریوں کے ہوتے تو میں خروج کرتا، ہم وہاں اترے اور نماز پڑھی اس کے بعد میں نے ان بکریوں کو شمار کیا تو ان کی تعداد سترہ تھی"۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حقیقی خروج اور قیام حق کے لئے ضروری ہے کہ شیعوں کی وفاداری ایسی ہو جو نصرت کی ضمانت دے خواہ تعداد میں بہت کم کیوں نہ ہوں، یعنی کانٹٹی نہیں کوالٹی اہم ہے۔

◆ پانچویں حدیث: شیعہ کے جامع اصول

"عَنْ مُفَضَّلٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ع إِيَّاكَ وَ السَّفِلَةَ فَإِنَّمَا شِيعَةُ عَلِيٍّ مَنْ عَفَّ بَطْنُهُ وَ فَرْجُهُ وَ اشْتَدَّ جِهَادُهُ وَ عَمِلَ لِخَالِقِهِ وَ رَجَا ثَوَابَهُ وَ خَافَ عِقَابَهُ فَإِذَا رَأَيْتَ أُولَئِكَ فَأُولَئِكَ شِيعَةُ جَعْفَرٍ". (بحار الانوار جلد ۶۵ صفحہ ۱۸۷).

" حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: بچو پست فطرت انسان سے جو اپنے آپ کو شیعہ کہتا ہے، شیعہ علیؑ وہ ہے جس کا شکم و شرمگاہ حرام سے محفوظ ہو اور اس کا جہاد بالنفس سخت ہو، وہ جو عمل کرے خوشنودی خدا کے لئے کرے اور

اس سے ثواب پانے کی امیدیں رکھے اور اس کے عذاب سے ڈرے، جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو تو سمجھ لو کہ یہی شیعہ جعفری ہیں"۔

امام علیہ السلام نے شیعہ کی بنیاد راہِ خدا میں پاکیزگی، جہادِ باطن، عملِ صالح، خوفِ خدا اور امیدِ ثواب پر رکھی، یہ ایک جامع اصول ہے: شیعہ وہ ہے جو جسم و روح دونوں میں حرام و حلال کی تمیز رکھتا، اپنے نفس پر قابو پاتا، اللہ کی رضا کے لئے خلوص سے عمل کرتا اور آخرت کے لیے تیاری کرتا ہے۔

◆ چھٹی حدیث: محبت اور ولایت کا اعلیٰ مقام

" عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ ع جُعِلْتُ فِدَاكَ حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ بَعْضِ شِيعَتِكَ وَ مَوَالِيكَ يَرْوِيهِ عَنْ أَبِيكَ قَالَ وَ مَا هُوَ قُلْتُ زَعَمُوا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَغْبَطُ مَا يَكُونُ امْرُؤٌ بِمَا نَحْنُ عَلَيْهِ إِذَا كَانَتِ النَّفْسُ فِي هَذِهِ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا كَانَ ذَلِكَ أَتَاهُ نَبِيُّ اللهِ وَ أَتَاهُ عَلِيٌّ وَ أَتَاهُ جَبْرَئِيلُ وَ أَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ ع فَيَقُولُ ذَلِكَ الْمَلَكُ لِعَلِيٍّ ع يَا عَلِيُّ إِنَّ فُلَاناً كَانَ مُوَالِياً لَكَ وَ لِأَهْلِ بَيْتِكَ فَيَقُولُ نَعَمْ كَانَ يَتَوَلَّانَا وَ يَتَبَرَّأُ مِنْ عَدُوِّنَا فَيَقُولُ ذَلِكَ نَبِيُّ اللهِ لِجَبْرَئِيلَ فَيَرْفَعُ ذَلِكَ جَبْرَئِيلُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ".

(بحار الانوار: ج۳۹، ص۲۳۹،/تفسیر نور ثقلین: ج۲، دوص۳۱۱).

"محمد بن حنظلہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: مولاؑ! میں آپ پر قربان جاؤں کہ میں نے آپ کے ایک شیعہ سے حدیث سنی ہے جس کی روایت اس نے آپ کے والد بزرگوار سے کی ہے، فرمایا: وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: وہ کہتا تھا کہ لوگوں کا گمان ہے کہ سب سے زیادہ قابل رشک یہ ہے جس پر ہم ہیں، بعض کی جان جب حلق تک آجائے گی تو کیا ہوگا، آپ نے فرمایا: ہاں اس وقت نبیؐ، علیؑ، جبرئیلؑ اور ملک الموت اس کے پاس آئیں گے اور یہ فرشتہ

حضرت علیؑ سے کہے گا یہ شخص تمہارے اور تمہارے اہل بیتؑ کے محبّوں میں سے ہے، وہ فرمائیں گے: ہاں یہ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہے، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی بات جبرئیلؑ سے کہیں گے اور جبرئیلؑ خدا سے کہیں گے"۔

یہاں امام علیہ السلام نے فرشتوں، نبیؐ اور علیؑ کے سامنے محبت اور ولایت کی عظمت بیان کی، حقیقی شیعہ اور محبّ وہ ہے جو اہل بیتؑ کے دوست ہو اور دشمنوں سے بیزار، یہ محبت محض زبانی نہیں، بلکہ دل، قول اور عمل میں ظاہر ہو، اس حدیث سے سبق ملتا ہے کہ ولایت اور محبت کی حقیقت میں عمل کی جڑ ہوتی ہے۔

◆ ساتویں حدیث: حقیقی شیعہ کی نیکیاں دوسروں کی بقا اور فلاح کا ذریعہ

"عَنْ یُونُسَ بْنِ ظَبْیَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِنَّ اللهَ لَيَدْفَعُ بِمَنْ يُصَلِّي مِنْ شِيعَتِنَا عَمَّنْ لَا يُصَلِّي مِنْ شِيعَتِنَا وَ لَوْ أَجْمَعُوا عَلَى تَرْكِ الصَّلَاةِ لَهَلَكُوا وَ إِنَّ اللهَ لَيَدْفَعُ بِمَنْ يُزَكِّي مِنْ شِيعَتِنَا عَمَّنْ لَا يُزَكِّي وَ لَوْ أَجْمَعُوا عَلَى تَرْكِ الزَّكَاةِ لَهَلَكُوا وَ إِنَّ اللهَ لَيَدْفَعُ بِمَنْ يَحُجُّ مِنْ شِيعَتِنَا عَمَّنْ لَا يَحُجُّ وَ لَوْ أَجْمَعُوا عَلَى تَرْكِ الْحَجِّ لَهَلَكُوا وَ هُوَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ- وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَ لٰكِنَّ اللهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ فَوَ اللهِ مَا نَزَلَتْ إِلَّا فِيكُمْ وَ لَا عَنَى بِهَا غَيْرَكُمْ"۔

(بحار الانوار: ج۶۷، ص۳۸۲/ تفسیر برہان: ج۱، ص۵۱۲)۔

"حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمارے شیعوں میں جو نماز پڑھتے ہیں اللہ ان کے صدقہ میں جو نماز نہیں پڑھتے ان کی بلاؤں کو دور کرتا ہے اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں ان کی وجہ سے نہ دینے والوں کی مصیبت دور کرتا ہے اور جو حج کرتے ہیں ان کی وجہ سے حج نہ کرنے والوں سے آفت کو رفع کرتا ہے اور اگر سب ہی نماز نہ

پڑھیں اور زکوٰۃ نہ دیں اور حج نہ کریں تو سب ہلاک ہو جائیں جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ بعض کی وجہ سے بعض کی مصیبت دور نہ کرتا تو زمین کے معاملات بگڑ جاتے مگر اللہ تمام عالموں پر فضل کرنے والا ہے، واللہ! یہ آیت تم ہی لوگوں کے بارے میں ہے تمہارے غیر کے لئے نہیں ہے"۔

امام علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ شیعہ کی عبادت، زکات اور حج نہ صرف اپنے لئے بلکہ دوسروں کے لئے بھی رحمت کا سبب بنتی ہے، یہ حدیث ہمیں ایک اعلیٰ معاشرتی اور روحانی اصول سکھاتی ہے: ایک حقیقی شیعہ کی نیکیاں دوسروں کی بقا اور فلاح کا ذریعہ بنتی ہیں۔

◆ آٹھویں حدیث: جنت میں شیعہ کی شفاعت

"عَنْ عَمْرِو بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ ع إِنِّي سَمِعْتُكَ وَ أَنْتَ تَقُولُ كُلُّ شِيعَتِنَا فِي الْجَنَّةِ عَلَى مَا كَانَ فِيهِمْ قَالَ صَدَقْتُكَ كُلُّهُمْ وَ اللهِ فِي الْجَنَّةِ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ الذُّنُوبَ كَثِيرَةٌ كِبَارٌ فَقَالَ أَمَّا فِي الْقِيَامَةِ فَكُلُّكُمْ فِي الْجَنَّةِ بِشَفَاعَةِ النَّبِيِّ الْمُطَاعِ أَوْ وَصِيِّ النَّبِيِّ وَ لَكِنِّي وَ اللهِ أَتَخَوَّفُ عَلَيْكُمْ فِي الْبَرْزَخِ قُلْتُ وَ مَا الْبَرْزَخُ قَالَ الْقَبْرُ مُنْذُ حِينِ مَوْتِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ".

(تفسیر برہان: ج۴، ص۳۶).

" عمرو بن یزید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نے سنا ہے کہ تمام شیعہ جنت میں جائیں گے، فرمایا: درست سنا، واللہ سب جنت میں جائیں گے، میں نے کہا: چاہے گناہ بہت سے اور بڑے بڑے ہوں؟، فرمایا: قیامت میں وصی و نبی کی شفاعت سے لوگ جنت میں جائیں گے، مجھے تم لوگوں کے متعلق جو خوف ہے وہ برزخ سے ہے، میں نے کہا: برزخ کیا ہے؟ فرمایا: وہ قبر ہے جہاں موت کے بعد سے قیامت تک رہنا ہوگا"۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: قیامت میں وصی اور نبی کی شفاعت سے شیعہ جنت میں جائیں گے، مگر برزخ میں خوف ہوسکتا ہے، یہ ہمیں واضح کرتا ہے کہ شیعہ کی منزل جنت ہے، لیکن اس کے لئے عمل اور اطاعت کا تسلسل ضروری ہے، محض نسبتی تعلق یا دعویٰ کافی نہیں، شفاعت کو حاصل کرنے کے لئے کردار اور محبت کے عملی ثبوت ضروری ہیں۔

◆ نویں حدیث: شیعہ کے لئے جنت کی نعمتیں

"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الْحَوْضِ فَقَالَ لِي حَوْضٌ مَا بَيْنَ بُصْرَى إِلَى صَنْعَاءَ أَ تُحِبُّ أَنْ تَرَاهُ قُلْتُ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِي وَ أَخْرَجَنِي إِلَى ظَهْرِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ ضَرَبَ بِرِجْلِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى نَهَرٍ يَجْرِي لَا تُدْرِكُ حَافَتَيْهِ إِلَّا الْمَوْضِعَ الَّذِي أَنَا فِيهِ قَائِمٌ فَإِنَّهُ شَبِيهٌ بِالْجَزِيرَةِ فَكُنْتُ أَنَا وَ هُوَ وُقُوفاً فَنَظَرْتُ إِلَى نَهَرٍ يَجْرِي مِنْ جَانِبِهِ هَذَا مَاءٌ أَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ وَ مِنْ جَانِبِهِ هَذَا لَبَنٌ أَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ وَ فِي وَسَطِهِ خَمْرٌ أَحْسَنُ مِنَ الْيَاقُوتِ فَمَا رَأَيْتُ شَيْئاً أَحْسَنَ مِنْ تِلْكَ الْخَمْرِ بَيْنَ اللَّبَنِ وَ الْمَاءِ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مِنْ أَيْنَ يَخْرُجُ هَذَا وَ مِنْ أَيْنَ مَجْرَاهُ فَقَالَ هَذِهِ الْعُيُونُ الَّتِي ذَكَرَهَا اللهُ فِي كِتَابِهِ أَنْهَارٌ فِي الْجَنَّةِ عَيْنٌ مِنْ مَاءٍ وَ عَيْنٌ مِنْ لَبَنٍ وَ عَيْنٌ مِنْ خَمْرٍ تَجْرِي فِي هَذَا النَّهَرِ وَ رَأَيْتُ حَافَتَيْهِ عَلَيْهِمَا شَجَرٌ فِيهِنَّ حُورٌ مُعَلَّقَاتٌ بِرُءُوسِهِنَّ شَعْرٌ مَا رَأَيْتُ شَيْئاً أَحْسَنَ مِنْهُنَّ وَ بِأَيْدِيهِنَّ آنِيَةٌ مَا رَأَيْتُ آنِيَةً أَحْسَنَ مِنْهَا لَيْسَتْ مِنْ آنِيَةِ الدُّنْيَا فَدَنَا مِنْ إِحْدَاهُنَّ فَأَوْمَأَ إِلَيْهَا بِيَدِهِ لِتَسْقِيَهُ فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا وَ قَدْ مَالَتْ لِتَغْرِفَ مِنَ النَّهَرِ فَمَالَ الشَّجَرُ مَعَهَا فَاغْتَرَفَتْ ثُمَّ نَاوَلَتْهُ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَهَا وَ أَوْمَأَ إِلَيْهَا فَمَالَتْ لِتَغْرِفَ فَمَالَتِ الشَّجَرَةُ مَعَهَا فَاغْتَرَفَتْ ثُمَّ نَاوَلَتْهُ فَنَاوَلَنِي فَشَرِبْتُ فَمَا رَأَيْتُ شَرَاباً كَانَ أَلْيَنَ مِنْهُ وَ لَا أَلَذَّ مِنْهُ وَ كَانَتْ رَائِحَتُهُ رَائِحَةَ الْمِسْكِ فَنَظَرْتُ فِي الْكَأْسِ فَإِذَا فِيهِ ثَلَاثَةُ أَلْوَانٍ مِنَ

الشَّرَابِ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ وَلَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ الْأَمْرَ هَكَذَا فَقَالَ لِي هَذَا أَقَلُّ مَا أَعَدَّهُ اللهُ لِشِيعَتِنَا إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا تُوُفِّيَ صَارَتْ رُوحُهُ إِلَى هَذَا النَّهْرِ وَ رَعَتْ فِي رِيَاضِهِ وَ شَرِبَتْ مِنْ شَرَابِهِ وَ إِنَّ عَدُوَّنَا إِذَا تُوُفِّيَ صَارَتْ رُوحُهُ إِلَى وَادِي بَرَهُوتَ فَأُخْلِدَتْ فِي عَذَابِهِ وَ أُطْعِمَتْ مِنْ زَقُّومِهِ وَ أُسْقِيَتْ مِنْ حَمِيمِهِ فَاسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ ذَلِكَ الْوَادِي". (مدینۃ المعاجز: ج۵، ص ۴۲۰).

"عبداللہ ابن سنان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حوض کوثر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: حوض کوثر کا طول بصرہ سے صنعاء تک کی مسافت کے برابر ہے، کیا تم اسے دیکھنا چاہتے ہو؟ عبداللہ ابن سنان نے عرض کیا: جی ہاں! میں آپ پر قربان جاوں، یہ سن کر آپ نے فرمایا: میرا ہاتھ پکڑو، میں نے ہاتھ پکڑا، آپ مدینے سے باہر لے کر آئے، آپ نے وہاں کھڑے ہو کر زمین پر ٹھوکر ماری تو میں نے دیکھا کہ ایک نہر اتنی وسیع و عریض ہے کہ جس کا دوسرا کنارہ دکھائی نہیں دیتا، میں نے غور سے دیکھا تو اس نہر میں ایک جانب کا پانی برف سے زیادہ سفید اور اس کا دوسرا کنارہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا اور درمیان میں شراب طہور تھی جو یاقوت سے زیادہ حسین تھی، میں نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ خوش رنگ نہر کبھی نہیں دیکھی تھی، میں نے پوچھا: میں آپ پہ قربان! یہ نہر کہاں سے نکلی ہے، آپ نے فرمایا: یہ جنت کی نہروں سے نکلتی ہے جس کا ذکر قران کریم میں ہے، ایک پانی کا چشمہ ہے، ایک دودھ کا چشمہ ہے اور ایک شراب کا چشمہ ہے جو بہہ کر اسی نہر میں گرتے ہیں، میں نے دیکھا کہ اس نہر کے کنارے بہت سے درخت تھے جن پر حوریں جھولا جھول رہی تھی، ان کے لمبے لمبے گیسو تھے، میں نے ان سے زیادہ حسین و خوبصورت کسی عورت کو نہیں دیکھا، ان کے ہاتھوں میں خوشنما پیالے تھے، پھر ہم آگے بڑھے آپ نے ایک حور کو پانی پلانے کا اشارہ کیا آپ کے فرمان پر جب وہ حور پانی بھرنے کے لئے جھکی تو اس کے ساتھ درخت کی

شاخ بھی جھک گئی اس نے پیالہ بھر کر امام علیہ السلام کو دیا اور ایک پیالہ مجھے دیا میں نے اس جیسا شربت زندگی میں کبھی نہیں پیا تھا ایک ہی پیالے میں تین طرح کے شربت میں نے تعجب کرتے ہوئے کہا آقا! میں آپ پہ قربان جاؤں آج تو میں نے یہ عظیم چیز دیکھی ہے جب کہ میں نہیں سمجھتا کہ ایسے بھی ہوگا، آپ نے فرمایا: عبداللہ بن سنان! یہ تو ہمارے شیعوں کی کم از کم جزا ہے، جب کوئی مومن فوت ہوتا ہے تو اس کی روح اس نہر پر پہنچا دی جاتی ہے، چنانچہ اس کی روح یہاں کے باغات میں عیش کرتی ہے اور وہ اس شراب طہور کو پیتا ہے اور جب ہمارا دشمن مرتا ہے تو اس کی روح وادی برہوت میں پہنچا دی جاتی ہے جہاں اسے ہمیشہ کا عذاب دیا جاتا ہے اور اسے زقوم کی غذا دی جاتی ہے اور پینے کے لیے گرم پانی فراہم کیا جاتا ہے خدا سے پناہ مانگو کہ وہ تمہیں وادی برہوت سے محفوظ رکھے"۔

یہ حدیث حقیقی شیعہ کے لئے آخرت کی خوشخبری ہے، شیعہ کی روح وفات کے بعد جنت کے چشموں میں سکون پاتی ہے، جب کہ دشمن عذاب میں مبتلا ہوتا ہے، امام علیہ السلام نے حقیقتِ ولایت، محبت اور اطاعت کے اجر کو اس دنیا و آخرت کے نظام میں واضح کر دیا، تاکہ شیعہ اپنی زندگی میں عمل اور محبت کو اعلیٰ مقام دے سکے۔

◆ دسویں حدیث: دین کی حفاظت شیعہ علماء کا فکری جہاد

"بِالْإِسْنَادِ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: عُلَمَاءُ شِيعَتِنَا مُرَابِطُونَ بِالثَّغْرِ الَّذِي يَلِي إِبْلِيسُ وَ عَفَارِيتُهُ يَمْنَعُونَهُمْ عَنِ الْخُرُوجِ عَلَى ضُعَفَاءِ شِيعَتِنَا وَ عَنْ أَنْ يَتَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ وَ شِيعَتُهُ النَّوَاصِبُ أَلَا فَمَنِ انْتَصَبَ لِذَلِكَ مِنْ شِيعَتِنَا كَانَ أَفْضَلَ مِمَّنْ جَاهَدَ الرُّومَ وَ التُّرْكَ وَ الْخَزَرَ أَلْفَ أَلْفِ مَرَّةٍ لِأَنَّهُ يَدْفَعُ عَنْ أَدْيَانِ مُحِبِّينَا وَ ذَلِكَ يَدْفَعُ عَنْ أَبْدَانِهِمْ". (تفسیر امام حسن عسکریؑ: ج۱، ص ۳۴۳)

”حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے شیعوں کے علماء اس محاذ پر پہرہ دینے والے ہیں جو ابلیس اور اس کے شیاطین کے مقابل قائم ہے، وہ ابلیس اور اس کے شیاطین کو اس بات سے روکتے ہیں کہ وہ ہمارے شیعوں کے کمزور افراد پر حملہ کریں اور اس سے بھی روکتے ہیں کہ ابلیس اور اس کے ناصبی پیروکار ان پر غلبہ نہ پالیں، سن لو اور آگاہ ہو جاؤ! ہمارے شیعوں میں سے جو شخص اس ذمہ داری کو سنبھالنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے، وہ اس شخص سے کہیں زیادہ افضل ہے جو رومیوں، ترکوں اور خزروں کے خلاف دس لاکھ مرتبہ جہاد کرے، اس لئے کہ وہ ہمارے محبّوں کے دین کی حفاظت کرتا ہے، اس لئے کہ عالم ہمارے محبّوں کے دین کی حفاظت کرتا ہے، جب کہ مجاہد صرف ان کے جسموں کی حفاظت کرتا ہے“۔

امامؑ نے اس حدیث میں علماءِ شیعہ کو ابلیس اور اس کے لشکر کے مقابل سرحدوں کا محافظ قرار دے کر واضح فرما دیا کہ فکری اور اعتقادی محاذ پر لڑا جانے والا جہاد، ظاہری جنگوں سے کہیں زیادہ گہرا، دیرپا اور اثر انگیز ہے، نیز یہ روایت ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ آج کے دور میں علماء کا قلم، ان کی فکر، دفاعِ حق اور علم و بصیرت وہ اسلحہ ہیں جن سے دین بچتا ہے، ایمان محفوظ رہتا ہے اور تشیع اپنی اصل روح کے ساتھ زندہ رہتی ہے“۔

ساتواں باب

◆ شیعہ اور محبّ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی احادیث میں

- پہلی حدیث: شیعہ اور محبّ کا معیار زبان اور عمل میں صداقت
- دوسری حدیث: قرآن کی تلاوت اور درجات جنت میں بلندی

شیعہ اور محبّ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی احادیث میں

◆ تمہیدی کلمات

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مکتبِ تشیع کے ساتویں امام ہیں اور عصمت کبریٰ کے نویں امین ہیں، آپ نے ظلم کے پر آشوب دور میں صبر، ضبطِ نفس اور خاموش استقامت کو دین کی طاقت بنا دیا، آپ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند اور اہلِ بیتؑ کے اُس سلسلۂ امامت کی درخشاں کڑی ہیں جس نے علم کے بعد اخلاقی عظمت کا عملی نمونہ پیش کیا۔ آپؑ کی ولادت ۷ صفر ۱۲۸ ہجری کو مقامِ اَبواء (مدینہ و مکہ کے درمیان) میں ہوئی۔ کاظم آپؑ کا لقب ہے، یعنی غصے کو پی جانے والا، یہ لقب آپؑ کی پوری زندگی کا خلاصہ ہے، عباسی دور کے شدید ظلم، سازشوں اور قید و بند کے باوجود آپؑ نے نہ انتقام کا راستہ اپنایا اور نہ کبھی اصولوں سے ہٹے، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا امتیاز یہ ہے کہ آپؑ نے بتایا کہ ہر جہاد تلوار سے نہیں ہوتا، کبھی بردباری، اخلاق اور تقویٰ بھی سب سے بڑا احتجاج بن جاتے ہیں، برسوں کی اسیری بغداد کے تاریک زندانوں میں آپؑ کی زبان پر شکوہ نہیں، بلکہ ذکرِ خدا تھا۔ اسی لئے تاریخ نے آپؑ کو بابُ الحوائج بھی کہا ہے کہ مصیبت زدہ دل آج بھی آپؑ کے در پر سکون پاتے ہیں، امام موسیٰ کاظمؑ نے شیعہ کی پہچان کو عمل و کردار سے جوڑا ہے، آپؑ کا پیغام یہ تھا کہ شیعہ وہ ہے جو ظلم کے مقابل ڈٹ جائے، مگر اپنے نفس پر قابو نہ کھوئے، جو حق پر ثابت قدم رہے، مگر اخلاق سے دست بردار نہ ہو، یہی ضبطِ نفس تشیع کا باطنی امتیاز ہے، لہٰذا

اپنے دور میں اگر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے تشیع کو علمی نظام عطا کیا، تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اسے روحانی گہرائی اور اخلاقی وقار بخشا، آپ نے زندانوں میں رہ کر مکتبِ تشیع کو تعلیم دی کہ قید خانہ بھی خدا کی قربت کا مقام بن سکتا ہے اور صبر و استقامت ایک زندہ انقلاب۔ آپ نے شیعہ اور محبّ کے فرق کو اپنے زریں کلمات میں بیان فرمایا اور اس بات پر زور دیا کہ اسلامی تعلیمات میں لفظی عقیدہ یا دعویٰ کافی نہیں بلکہ حقیقی تقویٰ، اطاعت و فرمانبرداری اور اللہ و رسول و اہل بیت علیہم السلام کی محبت کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے، آپ نے شیعہ اور محبّ کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے بتایا ہے کہ جو شخص صرف زبانی دعویٰ کرے لیکن اپنے اعمال سے اس دعوے کی تصدیق نہ کرے، وہ اصل شیعہ اور محبّ نہیں کہلایا جا سکتا، یہ وہ تعلیم ہے جو نہ صرف تقویٰ اور اخلاص کی اہمیت پر زور دیتی ہے بلکہ حقیقی تعلق اور محبت کی قدر کو بھی اجاگر کرتی ہے، اس سلسلے میں ہم ذیل میں آپ کی دو احادیث پیش کرتے ہیں:

◆ پہلی حدیث: شیعہ اور محبّ کا معیار زبان اور عمل میں صداقت

" قَالَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: وَ قِيلَ لِمُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ: مَرَرْنَا بِرَجُلٍ فِي اَلسُّوقِ وَ هُوَ يُنَادِي: أَنَا مِنْ شِيعَةِ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ اَلْخُلَّصِ، وَ هُوَ يُنَادِي عَلَى ثِيَابٍ يَبِيعُهَا: عَلَى مَنْ يَزِيدُ. فَقَالَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ: مَا جَهِلَ وَ لاَ ضَاعَ اِمْرُؤٌ عَرَفَ قَدْرَ نَفْسِهِ، أَ تَدْرُونَ مَا مَثَلُ هَذَا [مَا مَثَلُ] هَذَا كَمَنْ قَالَ: «أَنَا مِثْلُ سَلْمَانَ وَ أَبِي ذَرٍّ وَ اَلْمِقْدَادِ وَ عَمَّارٍ» وَ هُوَ مَعَ ذَلِكَ يُبَاخِسُ فِي بَيْعِهِ، وَ يُدَلِّسُ عُيُوبَ اَلْمَبِيعِ عَلَى مُشْتَرِيهِ، وَ يَشْتَرِي اَلشَّيْءَ بِثَمَنٍ فَيُزَايِدُ الْغَرِيبَ يَطْلُبُهُ فَيُوجِبُ لَهُ، ثُمَّ إِذَا غَابَ اَلْمُشْتَرِي قَالَ: لاَ أُرِيدُهُ إِلاَّ بِكَذَا بِدُونِ مَا كَانَ يَطْلُبُهُ [مِنْهُ]، أَ يَكُونُ هَذَا كَسَلْمَانَ وَ أَبِي ذَرٍّ وَ اَلْمِقْدَادِ وَ عَمَّارٍ

حَاشَ لِلّٰهِ أَنْ يَكُونَ هٰذَا كَهُمْ وَلَكِنْ لاَ نَمْنَعُهُ مِنْ أَنْ يَقُولَ: أَنَا مِنْ مُحِبِّي مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَمِنْ مُوَالِي أَوْلِيَائِهِمْ وَمُعَادِي أَعْدَائِهِمْ". (میزان الحکمہ: ج۵، ص۳۶۸).

"حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا: ہم لوگوں کا گزر بازار میں اس شخص کے پاس سے ہوا جو یہ کہہ رہا تھا میں محمدؐ و آل محمدؐ کا مخلص شیعہ ہوں، وہ اپنا کپڑا فروخت کرنے کی غرض سے یہ آواز لگا رہا تھا کہ کوئی زیادہ مہنگا خریدے گا، حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کی مثال کیا ہے؟ یہ شخص کہہ رہا تھا میں سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ اور عمار یاسرؓ کی مثل ہوں اس کے باوجود اپنی چیز کو کم ناپتا ہے، خریدار سے اپنی اس چیز کا عیب چھپاتا ہے جس کو فروخت کر رہا ہے اور معمولی قیمت میں ایک چیز خریدتا ہے اور اجنبی کو گراں قیمت پر فروخت کرتا ہے اور جب وہ چلا جاتا ہے تو اس کی برائی کرتا ہے، کیا یہ شخص سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و عمارؓ جیسا ہو سکتا ہے، ہرگز نہیں، ان جیسا نہیں ہو سکتا البتہ میں اسے یہ کہنے سے باز نہیں رکھتا کہ وہ یہ کہے: میں محمدؐ و آل محمدؐ کے محبّوں اور موالیوں سے ہوں اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں"۔

اس حدیث میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے واضح فرمادیا کہ صرف یہ کہنا کہ میں محبّ اہلِ بیتؑ ہوں کافی نہیں، بلکہ انسان کو اپنے اعمال سے بھی اپنے دعوے کو ثابت کرنا چاہیے، اگر کوئی دوسروں کو دھوکہ دے، نقصان پہنچائے یا حقائق چھپائے اور معاملات میں صاف گو نہ ہو تو وہ حقیقی محبّ نہیں، حقیقی محبّ اور شیعہ وہ ہے جو موالی اہلِ بیتؑ اور دشمنانِ اہلِ بیت کے ساتھ اپنے تعلق کو عمل میں ظاہر کرے، پھر آپ نے حقیقی شیعہ کی پہچان کراتے ہوئے سلمانؓ و ابوذرؓ اور مقدادؓ و عمارؓ کا نام لیا اور اظہار فرمایا کہ علیؑ کے شیعہ ایسے ہوتے ہیں۔

◆ دوسری حدیث: قرآن کی تلاوت اور درجات جنت میں بلندی

"عَنْ حَفْصٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ ع يَقُولُ لِرَجُلٍ أَ تُحِبُّ الْبَقَاءَ فِي الدُّنْيَا فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ وَ لِمَ قَالَ لِقِرَاءَةِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ فَسَكَتَ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ بَعْدَ سَاعَةٍ يَا حَفْصُ مَنْ مَاتَ مِنْ أَوْلِيَائِنَا وَ شِيعَتِنَا وَ لَمْ يُحْسِنِ الْقُرْآنَ عُلِّمَ فِي قَبْرِهِ لِيَرْفَعَ اللهُ بِهِ مِنْ دَرَجَتِهِ فَإِنَّ دَرَجَاتِ الْجَنَّةِ عَلَى قَدْرِ آيَاتِ الْقُرْآنِ يُقَالُ لَهُ اقْرَأْ وَ ارْقَ فَيَقْرَأُ ثُمَّ يَرْقَى قَالَ حَفْصٌ فَمَا رَأَيْتُ أَحَداً أَشَدَّ خَوْفاً عَلَى نَفْسِهِ مِنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع وَ لَا أَرْجَى النَّاسِ مِنْهُ وَ كَانَتْ قِرَاءَتُهُ حُزْناً فَإِذَا قَرَأَ فَكَأَنَّهُ يُخَاطِبُ إِنْسَاناً".

"حفص راوی کہتا ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا: کیا تو دنیا کے لئے بقا چاہتا ہے؟ اس نے کہا ہاں، فرمایا کیوں؟ کہا: تاکہ سورۂ قل ہو اللہ کی تلاوت کر سکوں، یہ سن کر حضرتؑ خاموش ہو گئے، پھر فرمایا: اے حفص! ہمارے محبّوں اور شیعوں میں سے جو کوئی مر جائے اور قرآن اچھی طرح نہ پڑھا ہو تو اس کو قبر میں تعلیم دے دی جاتی ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے درجات بلند کرے، بقدر آیاتِ قرآنی، اس سے کہا جائے گا پڑھو اور بلند مرتبہ پاؤ، وہ پڑھ کر بلند مرتبہ پالے گا، پھر حفص نے کہا: میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے زیادہ کسی کو خوف خدا کرتے نہیں دیکھا اور نہ ان سے بہتر لوگوں کی امید گاہ کسی کو پایا، وہ بڑے دردناک لہجے میں پڑھتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کسی سے مخاطب ہیں"۔

اس حدیث میں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اہلِ بیتؑ کے محبّین اور شیعہ مرنے کے بعد بھی قبر میں قرآن کی تعلیم حاصل کریں گے تاکہ درجات میں بلندی پائیں، حقیقی شیعہ وہ ہے جو دنیا میں قرآن کی معرفت، عمل صالح اور خوفِ خدا سے مزین ہو، خوف اور محبت کا توازن اس کے اعمال میں نمایاں ہونا چاہیے۔

آٹھواں باب

◆ شیعہ اور محبّ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی احادیث میں

- حدیث: شیعہ ہونے کا حقیقی ثبوت عمل اور وفاداری.
- دوسری حدیث: مظلوم محبّ کی فریاد رسی کرنا آخرت کی سب سے عظیم تیاری.

شیعہ اور محبّ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی احادیث میں

◆ تمہیدی کلمات

حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام مکتبِ تشیع کے وہ امام ہیں جنہوں نے علم، حلم اور مناظرے کے ذریعے امامت کو عالمی سطح پر آشکار کیا، آپؑ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے فرزند اور اہلِ بیتؑ کے اُس نورانی سلسلہ عصمت کی روشن کڑی ہیں جس نے قید و صبر کے بعد فکر و مکالمہ کے میدان میں حق کا پرچم بلند کیا، آپؑ کی ولادت ۱۱ ذی القعدہ ۱۴۸ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی، رضا آپؑ کا لقب ہے، یعنی وہ ہستی جس پر خدا راضی ہے اور جس پر مخلوق راضی ہونے پر مجبور ہو جائے، عباسی خلیفہ مامون کی جانب سے ولی عہدی کی پیشکش کی گئی جو دراصل ایک سیاسی چال تھی، مگر امام رضا علیہ السلام نے اسے حق کے اظہار کا منبر بنا دیا، مکتبِ تشیع میں امام رضا علیہ السلام کا امتیاز یہ ہے کہ آپؑ نے امامت کو محدود حلقوں سے نکال کر علمی و بین المذاہب مکالمے کے عالمی اسٹیج پر پیش کیا، یہود، نصاریٰ، مجوس، صابئین اور مختلف اسلامی مکاتب کے علماء کے ساتھ مناظرے، جن میں دلیل، حلم اور اخلاق کی فتح نظر آتی ہے امامت کی علمی و فکری برتری کا روشن ثبوت ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے واضح کیا کہ شیعہ وہ ہے جو عقل، علم اور اخلاق تینوں کو ساتھ لے کر چلے، آپؑ کا پیغام یہ تھا کہ تشیع جذبات کا نام نہیں بلکہ معرفت، استدلال اور کردار کا ہم آہنگ نظام ہے، اسی لئے خراسان کی سرزمین، جہاں آپؑ کو شہادت نصیب ہوئی ہمیشہ کے لیے مرکزِ عشق و معرفت بن گئی اگر امام موسیٰ کاظمؑ نے تشیع کو صبر کی گہرائی دی، تو امام

رضا علیہ السلام نے اسے عالمی شناخت اور فکری وقار عطا کیا، مکتبِ تشیع میں آپؑ صرف آٹھویں امام نہیں، بلکہ وہ امام ہیں جن کے علم نے سیاست کو بے نقاب اور امامت کو دلیل کے ساتھ روشن کیا، آپ کو مامون عباسی نے انگور یا انار میں زہر ملا کر شہید کیا، کیونکہ وہ دیکھ چکا تھا کہ ولی عہدی کا منصب امامؑ کے علم، تقویٰ اور مقبولیت کے سامنے اس کی سیاست کو بے نقاب کر رہا ہے، آپ ایران کے مشہور شہر مشہد مقدس میں دفن ہیں، یہ وہی شہر ہے جو قدیم زمانے میں طوس کہلاتا تھا، آپؑ کے روضے کو حرمِ امام رضا علیہ السلام کہا جاتا ہے، جو آج عالمِ اسلام کے عظیم ترین روحانی مراکز میں شمار ہوتا ہے، مشہد کا مطلب ہی ہے: شہادت کی جگہ — یعنی وہ مقام جہاں ایک امامؑ نے حق کی گواہی اپنے خون سے دی، آج یہ روضہ فقط ایک مزار نہیں بلکہ علم و معرفت کا مرکز، مظلوم امامت کی علامت اور شیعہ عقیدت و محبت کی روحانی پہچان ہے، آپ کی بے شمار احادیث موجود ہیں، ہم یہاں ایک حدیث نقل کرتے ہیں جس میں شیعہ اور محبّ کے فرق کو واضح کیا گیا ہے:

◆ پہلی حدیث: شیعہ ہونے کا حقیقی ثبوت عمل اور وفاداری

" لَمَّا جَعَلَ الْمَأْمُونُ إِلَى عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وِلَايَةَ الْعَهْدِ دَخَلَ عَلَيْهِ آذِنُهُ وَ قَالَ إِنَّ قَوْماً بِالْبَابِ يَسْتَأْذِنُونَ عَلَيْكَ يَقُولُونَ نَحْنُ شِيعَةُ عَلِيٍّ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَا مَشْغُولٌ فَاصْرِفْهُمْ فَصَرَفَهُمْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي جَاءُوا وَ قَالُوا كَذَلِكَ مِثْلَهَا فَصَرَفَهُمْ إِلَى أَنْ جَاءُوا هَكَذَا يَقُولُونَ وَ يَصْرِفُهُمْ شَهْرَيْنِ ثُمَّ أَيِسُوا مِنَ الْوُصُولِ وَ قَالُوا لِلْحَاجِبِ قُلْ لِمَوْلَانَا إِنَّا شِيعَةُ أَبِيكَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَدْ شَمِتَ بِنَا أَعْدَاؤُنَا فِي حِجَابِكَ لَنَا وَ نَحْنُ نَنْصَرِفُ هَذِهِ الْكَرَّةَ وَ نَهْرُبُ مِنْ بَلَدِنَا خَجَلاً وَ أَنَفَةً مِمَّا لَحِقَنَا وَ عَجْزاً عَنِ احْتِمَالِ مَضَضِ مَا يَلْحَقُنَا بِشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ فَقَالَ

عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ اِئْذَنْ لَهُمْ لِيَدْخُلُوا فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يَأْذَنْ لَهُمْ بِالْجُلُوسِ فَبَقُوا قِيَاماً فَقَالُوا يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ مَا هَذَا الْجَفَاءُ الْعَظِيمُ وَ الْاِسْتِخْفَافُ بَعْدَ هَذَا الْحِجَابِ الصَّعْبِ أَيُّ بَاقِيَةٍ تَبْقَى مِنَّا بَعْدَ هَذَا فَقَالَ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ اِقْرَءُوا وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَ يَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ مَا اِقْتَدَيْتُ إِلاَّ بِرَبِّي عَزَّ وَ جَلَّ فِيكُمْ وَ بِرَسُولِ اللهِ وَ بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَ مَنْ بَعْدَهُ مِنْ آبَائِيَ الطَّاهِرِينَ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ عَتَبُوا عَلَيْكُمْ فَاقْتَدَيْتُ بِهِمْ قَالُوا لِمَا ذَا يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ قَالَ لِدَعْوَاكُمْ أَنَّكُمْ شِيعَةُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَيْحَكُمْ إِنَّمَا شِيعَتُهُ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ وَ أَبُوذَرٍّ وَ سَلْمَانُ وَ الْمِقْدَادُ وَ عَمَّارٌ وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الَّذِينَ لَمْ يُخَالِفُوا شَيْئاً مِنْ أَوَامِرِهِ وَلَمْ يَرْكَبُوا شَيْئاً مِنْ فُنُونِ زَوَاجِرِهِ فَأَمَّا أَنْتُمْ إِذَا قُلْتُمْ إِنَّكُمْ شِيعَتُهُ وَ أَنْتُمْ فِي أَكْثَرِ أَعْمَالِكُمْ لَهُ مُخَالِفُونَ مُقَصِّرُونَ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْفَرَائِضِ مُتَهَاوِنُونَ بِعَظِيمِ حُقُوقِ إِخْوَانِكُمْ فِي اللهِ وَ تَتَّقُونَ حَيْثُ لاَ يَجِبُ التَّقِيَّةُ وَ تَتْرُكُونَ التَّقِيَّةَ حَيْثُ لاَ بُدَّ مِنَ التَّقِيَّةِ فَلَوْ قُلْتُمْ إِنَّكُمْ مُوَالُوهُ وَ مُحِبُّوهُ وَ الْمُوَالُونَ لِأَوْلِيَائِهِ وَ الْمُعَادُونَ لِأَعْدَائِهِ لَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ قَوْلِكُمْ وَ لَكِنْ هَذِهِ مَرْتَبَةٌ شَرِيفَةٌ اِدَّعَيْتُمُوهَا إِنْ لَمْ تُصَدِّقُوا قَوْلَكُمْ بِفِعْلِكُمْ هَلَكْتُمْ إِلاَّ أَنْ تَتَدَارَكَكُمْ رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ قَالُوا يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ فَإِنَّا نَسْتَغْفِرُ اللهَ وَ نَتُوبُ إِلَيْهِ مِنْ قَوْلِنَا بَلْ نَقُولُ كَمَا عَلَّمَنَا مَوْلاَنَا نَحْنُ مُحِبُّوكُمْ وَ مُحِبُّو أَوْلِيَائِكُمْ وَ مُعَادُو أَعْدَائِكُمْ قَالَ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَمَرْحَباً بِكُمْ يَا إِخْوَانِي وَ أَهْلِ وُدِّي اِرْتَفِعُوا اِرْتَفِعُوا فَمَا زَالَ يَرْفَعُهُمْ حَتَّى أَلْصَقَهُمْ بِنَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ لِحَاجِبِهِ كَمْ مَرَّةً حَجَبْتَهُمْ قَالَ سِتِّينَ مَرَّةً فَقَالَ لِحَاجِبِهِ فَاخْتَلِفْ

إِلَيْهِمْ سِتِّينَ مَرَّةً مُتَوَالِيَةً فَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ وَ أَقْرِءْهُمْ سَلاَمِي فَقَدْ مَحَوْا مَا كَانَ مِنْ ذُنُوبِهِمْ بِاسْتِغْفَارِهِمْ وَ تَوْبَتِهِمْ وَ اِسْتَحَقُّوا الْكَرَامَةَ لِمَحَبَّتِهِمْ لَنَا وَ مُوَالاَتِهِمْ وَ تَفَقَّدْ أُمُورَهُمْ وَ أُمُورَ عِيَالاَتِهِمْ فَأَوْسِعْهُمْ بِنَفَقَاتٍ وَ مَبَرَّاتٍ وَ صِلاَتٍ وَ رَفْعِ مُعَرَّاتٍ". (بحار الانوار: ج۵، ص۱۵۴).

"جس دور میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام ولی عہد تھے تو ایک گروہ ان سے ملنے کے لئے دروازے پر آیا اور غلام اور کنیز سے کہا: امامؑ کی خدمت میں عرض کریں کہ شیعانِ علیؑ کا ایک گروہ آپ کی زیارت کا خواہش مند ہے، آپ نے فرمایا: کہو کہ میں مصروف ہوں تم واپس چلے جاؤ، دوسرے دن وہ گروہ پھر آیا اور دروازے پر موجود دربان سے کہا کہ مولاؑ سے کہیں کہ شیعیانِ علیؑ کا ایک گروہ آپ سے ملاقات کا خواہش مند ہے، دربان نے مولاؑ سے کہا: آپ نے فرمایا: انہیں واپس بھیج دو، الغرض مذکورہ گروہ پورے دو ماہ تک آپ کے دروازہ پر روزانہ آتا رہا اور آپ انہیں واپس کرتے رہے، دو ماہ بعد گروہ نے ایک دن دربان سے کہا: آپ مولاؑ کی خدمت میں عرض کریں کہ ہم علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے شیعہ ہیں اور آپ نے ہمیں دو ماہ سے زیارت کا شرف نہیں بخشا ہے، اب دشمن ہم پر ہنستے ہیں اگر ہم اسی طرح سے واپس چلے گئے تو لوگ ہمارا مذاق اڑائیں گے اور ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے، تب آپ نے فرمایا: ان کو اجازت دو کہ وہ اندر آئیں، آپ نے زیارت کا شرف بخشا، وہ لوگ داخل ہوئے اور آپ پر سلام کیا، آپ نے انہیں نہ تو سلام کا جواب دیا اور نہ ہی بیٹھنے کے لئے کہا، ان لوگوں نے عرض کیا: مولاؑ! آپ نے ہم پر یہ کیسا ستم کیا ہے کہ پورے دو ماہ تک ہمیں ملاقات کی اجازت نہ دی، اب بتائیں ہماری کیا عزت و توقیر باقی رہ گئی ہے، آپ نے قرآن کی آیت پڑھی: ﴿مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَ يَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾ تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی پیدا کردہ ہے اور اللہ بہت سی باتوں کو معاف کر دیتا ہے اور میں نے اس کام میں خدا اور پیغمبرؐ اور

علیؑ اور اپنے آباؤ و اجداد کی پیروی کی ہے، تم پر یہ ہستیاں ناراض ہیں، اسی لئے میں بھی تم سے ناراض ہوں، انہوں نے عرض کیا: مولاؑ! آپ یہ بتائیں کہ ہم سے کون سی غلطی سرزد ہوئی ہے جس کی وجہ سے آپ ہم سے ناراض ہیں، امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: تم نے یہ دعوی کیا ہے کہ تم شیعانِ علیؑ ہو، تم پر افسوس! کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ علیؑ کے شیعہ ابوذرؓ، سلمانؓ اور عمارؓ اور محمدؓ بن ابی بکر ہیں اور جس نے پوری زندگی میں حضرت علی علیہ السلام کے کسی بھی فرمان پر عمل نہ کیا ہو وہ علی علیہ السلام کا شیعہ کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور تم نے علی علیہ السلام کے شیعہ ہونے کا دعوی کیا جب کہ تم نے اپنی زندگی میں کئی مرتبہ علی علیہ السلام کے احکام کی نافرمانی کی ہے اور بہت سے واجبات میں تم سے کوتاہی سرزد ہوئی ہے اور تم نے اپنے دینی بھائیوں کے حقوق کو صحیح طریقے پر ادا نہیں کیا اور جہاں تقیہ کی ضرورت نہیں وہاں تقیہ کر بیٹھے، اگر تم یہ کہتے کہ ہم آپ کے چاہنے والے ہیں اور آپ کے محبّ ہیں اور محبّوں کے محبّ ہیں اور آپ کے دشمنوں کے دشمن ہیں تو میں تمہاری بات کو رد نہ کرتا مگر تم نے بہت بڑا دعوی کیا ہے اور اپنے عمل سے اس دعوے کو اگر تم نے ثابت نہ کیا تو ہلاک ہو جاؤ گے، ہاں اگر رحمتِ خدا آ کر نجات دے تو اور بات ہے، انہوں نے کہا: آقا! سابقہ الفاظ واپس لیتے ہیں اور ہم استغفار کرتے ہیں اور آپ کے تعلیم کردہ الفاظ دل سے دہراتے ہیں کہ ہم آپ کے محبّ ہیں اور دشمنوں کے دشمن ہیں، یہ الفاظ سن کر امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: فَمَرْحَباً بِكُمْ يَا إِخْوَانِي: اے ہمارے بھائیو! تمہیں خوش آمدید ہو، آجاؤ مزید آگے آجاؤ اور میرے پہلو میں آکر بیٹھو! جب وہ بیٹھ گئے تو آپ نے دربان سے کہا یہ کتنی مرتبہ دروازے پہ آئے تھے، دربان نے کہا: مولاؑ! یہ ۶۰ مرتبہ آئے تھے، آپ نے فرمایا: تم میری طرف سے انہیں ۶۰ مرتبہ سلام کرو، اور پھر آپ نے فرمایا: تم نے توبہ و استغفار کی ہے، لہٰذا اللہ نے تمہارے گناہ معاف کر دئے اور چونکہ تم لوگ ہم سے محبت کرتے ہو اسی لئے

تم احترام کے قابل ہو، پھر آپ نے دربان سے فرمایا کہ ان کی حاجت پوری کرو اور انہیں زادراہ اور بہت سے تحفے دے کر رخصت کرو"۔

اس حدیث میں امام علیہ السلام نے واضح کر دیا کہ حقیقی شیعہ وہ ہے جو اپنے اعمال سے اہلِ بیت کی ولایت کو ثابت کرے، واجبات میں کوتاہی نہ کرے، بھائیوں کے حقوق کی حفاظت کرے اور ضرورت کے مطابق تقیہ اختیار کرے، صرف محبت اور دشمنوں کے دشمن ہونے کا حقیقی اظہار عملی اقدامات سے ہوتا ہے، زبانی جمع خرچی سے نہیں۔

◆ دوسری حدیث: مظلوم محبّ کی مدد کرنا آخرت کی سب سے عظیم تیاری

"قَالَ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ أَفْضَلُ مَا يُقَدِّمُهُ الْعَالِمُ مِنْ مُحِبِّينَا وَ مَوَالِينَا أَمَامَهُ لِيَوْمِ فَقْرِهِ وَ فَاقَتِهِ وَ ذُلِّهِ وَ مَسْكَنَتِهِ أَنْ يُغِيثَ فِي الدُّنْيَا مِسْكِيناً مِنْ مُحِبِّينَا مِنْ يَدِ نَاصِبٍ عَدُوٍّ لِلّٰهِ وَ لِرَسُولِهِ يَقُومُ مِنْ قَبْرِهِ وَ الْمَلَائِكَةُ صُفُوفٌ مِنْ شَفِيرِ قَبْرِهِ إِلَى مَوْضِعِ مَحَلِّهِ مِنْ جِنَانِ اللهِ فَيَحْمِلُونَهُ عَلَى أَجْنِحَتِهِمْ يَقُولُونَ مَرْحَباً طُوبَاكَ طُوبَاكَ يَا دَافِعَ الْكِلَابِ عَنِ الْأَبْرَارِ"۔ (بحار الانوار: ج۷، ص۲۲۴)۔

حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے محبّوں اور موالیوں میں سے جو عالم اپنے فقر، حاجت، ذلّت اور یوم قیامت کے لئے سب سے بہترین چیز آگے بھیج سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ دنیا میں ہمارے محبّوں میں سے کسی مسکین کو کسی ناصبی سے جو کہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے بچائے اور اس کی فریاد رسی کرے، ایسا شخص اپنی قبر سے اس حال میں اٹھے گا کہ فرشتے اس کی قبر کے کنارے سے لے کر اللہ کی جنت میں اس کے مقام تک صف بستہ کھڑے ہوں گے اور وہ اسے اپنے پروں پر اٹھائے ہوئے ہوں گے اور کہتے ہوں گے: خوش آمدید! مبارک ہو، مبارک ہو اے نیک لوگوں سے درندوں کو دور کرنے والے"۔

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ علم کی اصل قدر صرف تدریس یا خطبات میں نہیں، بلکہ مظلوم مؤمن کی فریادرسی میں ہے، قیامت کی تیاری محض فردی عبادت سے مکمل نہیں ہوتی بلکہ اصل معیار ظالم کے مقابلے میں حق کا دفاع کرنا ہے، جو شخص اس دنیا میں اہلِ ایمان کو دشمنانِ اہلِ بیتؑ کے پنجے سے نجات دلاتا ہے وہ آخرت میں ذلت، فقر اور خوف سے محفوظ رہتا ہے، ایسے شخص کو موت کے بعد فرشتوں کی خصوصی تکریم حاصل ہوگی، قبر سے جنت تک عزت واحترام کے ساتھ لے جایا جائے گا۔

نواں باب

◆ شیعہ اور محبّ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی احادیث میں

حدیث: صدقہ اور نیک اعمال میں خلوص اور اثر

شیعہ اور محبّ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی احادیث میں

◆ تمہیدی کلمات

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام، جنہیں امام محمد الجوادؑ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے، مکتبِ تشیع کے نویں امام اور عصمت کبریٰ کے گیارہویں امین ہیں، آپ نے کم سنی میں امامت کے ذریعے علمِ الٰہی اور منصبِ امامت کی حقانیت کو آشکار کیا، آپؑ امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کے فرزند ہیں اور اہلِ بیتؑ کے اس نورانی سلسلۂ عصمت کی کڑی ہیں جس نے ہر دور میں خدا کے منتخب نمائندے ہونے کا ثبوت دیا، آپؑ کی ولادت ۱۰ رجب ۱۹۵ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی، تقی اور جواد آپؑ کے معروف القاب ہیں، تقی یعنی بے مثال پرہیزگار اور جواد یعنی بے حد سخی۔ کم عمری کے باوجود آپؑ کا علم ایسا تھا کہ عباسی دربار کے بڑے بڑے علماء آپؑ کے سامنے لاجواب تھے اور یہی چیز حکمرانوں کے لئے خوف کا سبب بنی۔ مکتبِ تشیع میں امام محمد تقیؑ کا امتیاز یہ ہے کہ آپؑ نے یہ واضح کر دیا کہ امامت عمر، تجربے یا ظاہری تعلیم کی محتاج نہیں بلکہ خدا کی عطا کردہ حجت ہے، مناظروں میں آپؑ کی فقہی و قرآنی بصیرت نے ثابت کیا کہ علمِ اہلِ بیتؑ، فطری اور الٰہی ہے، نہ کہ کسبی ،امام محمد تقی علیہ السلام کی شہادت ۲۲۰ ہجری میں بغداد میں ہوئی، جہاں عباسی خلیفہ معتصم کے دور میں آپؑ کو زہر دیا گیا، آپؑ کا روضۂ مبارک کاظمین میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ والسلام کے پہلو میں واقع ہے، یہی اس بات کی علامت ہے کہ تشیع میں علم، تقویٰ اور مظلومیت ایک ہی سلسلے کے نام ہیں۔ امام جوادؑ نے

شیعہ کی شناخت کو تقویٰ، علم اور اخلاق سے جوڑا، آپؑ کا پیغام یہ تھا کہ شیعہ وہ ہے جو کم وسائل اور سخت حالات کے باوجود حق پر قائم رہے، اور علم کو غرور نہیں بلکہ خدمت کا ذریعہ بنائے، ذیل میں شیعہ اور محبّ کے سلسلے میں آپ کی صرف ایک حدیث پیش کرتے ہیں:

❖ حدیث: صدقہ اور نیک اعمال میں خلوص اور اثر

" دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا (عَلَيْهِمُ ٱلسَّلاَمُ) وَ هُوَ مَسْرُورٌ، فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكَ مَسْرُوراً؟ قَالَ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ، سَمِعْتُ أَبَاكَ يَقُولُ: أَحَقُّ يَوْمٍ بِأَنْ يُسَرَّ الْعَبْدُ فِيهِ: يَوْمٌ يَرْزُقُهُ اللهُ صَدَقَاتٍ وَ مَبَرَّاتٍ وَ سَدَّ خَلاَّتٍ مِنْ إِخْوَانٍ لَهُ مُؤْمِنِينَ، وَ أَنَّهُ قَصَدَنِي الْيَوْمَ عَشَرَةٌ مِنْ إِخْوَانِي الْمُؤْمِنِينَ الْفُقَرَاءِ، لَهُمْ عِيَالاَتٌ، قَصَدُونِي مِنْ بَلَدِ كَذَا وَ كَذَا، فَأَعْطَيْتُ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ، فَلِهَذَا سُرُورِي. فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ (عَلَيْهِمَا ٱلسَّلاَمُ) : لَعَمْرِي إِنَّكَ حَقِيقٌ بِأَنْ تُسَرَّ إِنْ لَمْ تَكُنْ أَحْبَطْتَهُ، أَوْ لَمْ تُحْبِطْهُ فِيمَا بَعْدُ. فَقَالَ الرَّجُلُ: وَ كَيْفَ أَحْبَطْتُهُ وَ أَنَا مِنْ شِيعَتِكُمُ الْخُلَّصِ؟ قَالَ: هَا قَدْ أَبْطَلْتَ بِرَّكَ بِإِخْوَانِكَ وَ أَصْدِقَائِكَ. قَالَ: وَ كَيْفَ ذَلِكَ، يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ؟ قَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ (عَلَيْهِمَا ٱلسَّلاَمُ) : اِقْرَأْ قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْأَذَى. قَالَ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ، مَا مَنَنْتُ عَلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ تَصَدَّقْتُ عَلَيْهِمْ، وَلَا آذَيْتُهُمْ. قَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ (عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ) : إِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ إِنَّمَا قَالَ: لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْأَذَى وَ لَمْ يَقُلْ: لَا تُبْطِلُوا بِالْمَنِّ عَلَى مَنْ تَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهِ، وَ بِالْأَذَى لِمَنْ تَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهِ، وَ هُوَ كُلُّ أَذًى. أَ فَتَرَى أَذَاكَ لِلْقَوْمِ

الَّذِينَ تَصَدَّقْتَ عَلَيْهِمْ أَعْظَمُ. أَمْ أَذَاكَ لِحَفَظَتِكَ، وَمَلَائِكَةِ اللهِ الْمُقَرَّبِينَ حَوَالَيْكَ. أَمْ أَذَاكَ لَنَا؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: بَلْ هَذَا، يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ. فَقَالَ: فَقَدْ آذَيْتَنِي، وَ آذَيْتَهُمْ، وَ أَبْطَلْتَ صَدَقَتَكَ. قَالَ: لِمَاذَا؟ قَالَ: لِقَوْلِكَ: وَ كَيْفَ أَحْبَطْتُهُ وَ أَنَا مِنْ شِيعَتِكُمُ الْخُلَّصِ؟ وَيْحَكَ، أَ تَدْرِي مَنْ شِيعَتُنَا الْخُلَّصُ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: شِيعَتُنَا الْخُلَّصُ حِزْقِيلُ الْمُؤْمِنُ، مُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ، وَ صَاحِبُ يس الَّذِي قَالَ اللهُ تَعَالَى فِيهِ: وَ جَاءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعىٰ وَ سَلْمَانُ، وَ أَبُو ذَرٍّ، وَ الْمِقْدَادُ، وَ عَمَّارٌ. أَ سَوَّيْتَ نَفْسَكَ بِهَؤُلَاءِ، أَمَا آذَيْتَ بِهَذَا الْمَلَائِكَةَ، وَ آذَيْتَنَا؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ، فَكَيْفَ أَقُولُ؟ قَالَ: قُلْ: أَنَا مِنْ مُوَالِيكُمْ، وَ مُحِبِّيكُمْ، وَ مُعَادِي أَعْدَائِكُمْ، وَ مُوَالِي أَوْلِيَائِكُمْ. فَقَالَ: كَذَلِكَ أَقُولُ، وَ كَذَلِكَ أَنَا - يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ - وَ قَدْ تُبْتُ مِنَ الْقَوْلِ الَّذِي أَنْكَرْتَهُ، وَ أَنْكَرَتْهُ الْمَلَائِكَةُ، فَمَا أَنْكَرْتُمْ ذَلِكَ إِلَّا لِإِنْكَارِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ. فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ): الْآنَ قَدْ عَادَتْ إِلَيْكَ مَثُوبَاتُ صَدَقَاتِكَ، وَ زَالَ عَنْكَ الْإِحْبَاطُ".

(بحار الانوار، ج۶۵، ص ۱۵۴،/البرہان فی تفسیر القرآن، ج۴، ص ۶۰۲).

"حضرت امام محمد بن علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام کے پاس ایک شخص آیا اور وہ بڑا خوش و خرم تھا، امامؑ نے اس سے فرمایا: مجھے تمہیں خوش دیکھ کر تعجب ہوا، وجہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: یاابن رسول اللہؐ! میں نے آپ کے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ سب سے زیادہ خوشی منانے کا دن بندے کے لئے وہ ہے، جس دن اللہ تعالیٰ اسے صدقات، نیکیاں کرنے اور اپنے مؤمن بھائیوں کی حاجتیں پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آج میرے پاس میرے دس مؤمن بھائی آئے، جو فقراء تھے اور ان کے اہل و عیال تھے، وہ فلاں فلاں شہر سے میرے پاس آئے اور میں نے ان میں سے ہر ایک کو کچھ نہ کچھ دیا، اسی لئے میں خوش ہوں، امام محمد تقی علیہ السلام

نے ارشاد فرمایا: بیشک تم خوش ہونے کے لائق ہو، بشرطیکہ تم نے اس عمل کو باطل نہ کر دیا ہو، یا آئندہ اس کو باطل نہ کر دو، اس نے عرض کیا: مولاؑ! میں نے اسے کیسے باطل کیا جب کہ میں آپ کے خالص شیعوں میں سے ہوں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ابھی تو تم نے اپنے بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ کئے ہوئے نیک عمل کو باطل کر دیا، اس نے کہا: کیسے یا ابن رسول اللہؐ؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: قرآن کی آیت پڑھو: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ﴾[1] (اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتانے اور اذیت دینے سے ضائع نہ کرو، اس شخص نے کہا: یا ابن رسول اللہؐ! میں نے ان لوگوں پر احسان نہیں جتایا اور نہ ہی ان کو اذیت دی، امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ صرف انہیں احسان جتا کر اور اذیت دے کر جن پر صدقہ کرتے ہو، بلکہ فرمایا: احسان اور اذیت سے صدقات کو باطل نہ کرو، اور ہر قسم کی اذیت اس میں داخل ہے، تمہارا خیال ہے کہ جن پر صدقہ کیا، ان کو اذیت دینا بڑا ہے یا اللہ کے فرشتوں کو اذیت دینا جو تمہارے اعمال لکھتے ہیں، یا ہمیں اذیت دینا؟ اس نے کہا: بلکہ یہ (آپ اور ملائکہ کو اذیت دینا) زیادہ ہے یا ابن رسول اللہؐ!، امام علیہ السلام نے فرمایا: تو تم نے مجھے اور ملائکہ کو اذیت دی اور اپنی صدقہ کو باطل کر دیا، اس نے پوچھا: کیسے مولا!؟ امامؑ نے فرمایا: تمہارے اس قول کی وجہ سے کہ: میں آپ کے خالص شیعوں میں سے ہوں، افسوس! کیا تم جانتے ہو ہمارے خالص شیعہ کون ہیں؟ اس نے کہا: نہیں مولاؑ!، امامؑ نے فرمایا: ہمارے خالص شیعہ وہ ہیں جیسے حزقیل مؤمن آلِ فرعون، یسین والے شخص کے بارے میں اللہ نے فرمایا: ﴿وَجَاءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ﴾[2] اور سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ اور عمارؓ، کیا تم نے اپنے آپ کو ان کے برابر سمجھ لیا؟ کیا تم نے اس قول سے ملائکہ کو اذیت نہیں دی اور ہمیں اذیت نہیں دی؟ وہ

---

[1] سورۂ بقرہ: آیت ۲۶۴.

[2] سورۂ یاسین: آیت ۲۰.

شخص کانپ گیا اور عرض کی: میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں، اب مجھے کیا کہنا چاہیے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: یوں کہو: میں آپ کا موالی اور محبّ ہوں آپ کے دشمنوں کو دشمن سمجھتا ہوں اور آپ کے محبّوں کا محبّ ہوں، اس نے کہا: جی ہاں یا ابن رسول اللہؐ! میں ایسا ہی کہتا ہوں اور ایسا ہی ہوں اور میں اس قول سے توبہ کرتا ہوں جسے آپ نے اور ملائکہ نے ناپسند کیا، کیونکہ آپ نے اس کو اسی لئے ناپسند کیا ہے کہ اللہ نے اس کو ناپسند کیا ہے، امام محمد بن علی بن موسیٰؑ نے فرمایا: اب تمہارے صدقات کا ثواب تمہیں لوٹ آیا ہے اور اب بطلان ختم ہو گیا"۔

اس حدیث میں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ صدقات اور نیک اعمال صرف اس وقت مستحقِ ثواب ہیں جب وہ باطل نہ کئے جائیں، یعنی کسی پر احسان جتانا یا اذیت دینا عمل کو باطل نہ کرے، پھر حقیقی شیعہ کی پہچان کراتے ہوئے فرمایا: حقیقی شیعہ تو سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ اور عمارؓ جیسے ہوتے ہیں لیکن جو خود کو ان جیسا کہلائے مگر اپنے اعمال میں صداقت، تواضع اور پرہیز گاری جیسے اعلیٰ اوصاف نہ ہوں تو وہ محبّ تو ہو سکتا ہے حقیقی شیعہ نہیں ہو سکتا اور خود کو حقیقی شیعہ کہنے سے اس کے نیک اعمال اور صدقات بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔

دسواں باب

◆ شیعہ اور محبّ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی نظر میں

- پہلی حدیث: ہماری ولایت کا معیار عمل اور پرہیز گاری ہے.
- دوسری حدیث: شیعوں کے لئے ہماری ولایت مرکز تحفظ.
- تیسری حدیث: قیامت کے دن شیعہ علماء کی شان و عظمت.

شیعہ واور محبؒ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی نظر میں

◆ تمہیدی کلمات

حضرت امام علی نقی علیہ السلام، جنہیں امام علی الہادیؑ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، مکتبِ تشیع کے دسویں امام اور عصمت کبریٰ کے بارہویں امین ہیں، آپؑ شیعوں کے وہ عظیم امام ہیں جنہوں نے سخت ترین نگرانی اور جبر کے ماحول میں بھی ہدایت، وقار اور فکری استقامت کے چراغ روشن رکھے، آپؑ حضرت امام محمد تقی الجوادؑ کے فرزند اور اہلِ بیتؑ کے اس نورانی سلسلے کی عظیم کڑی ہیں جس نے ہر دور میں امامت کی حقانیت کو ثابت کیا، آپؑ کی ولادت ۱۵ ذی الحجہ ۲۱۲ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی، نقی اور ہادی آپؑ کے معروف القاب ہیں نقی یعنی ہر آلودگی سے پاک اور ہادی یعنی ہدایت دینے والا، عباسی خلفاء کے زمانے میں آپؑ کو مدینہ سے زبردستی سامرہ منتقل کیا گیا، جہاں آپؑ کی پوری زندگی سخت نگرانی، نظر بندی اور سیاسی دباؤ میں گزری، مکتبِ تشیع میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا امتیاز یہ ہے کہ آپؑ نے ایسے دور میں امامت کو زندہ رکھا جب امام تک براہِ راست رسائی تقریباً ناممکن تھی، آپؑ نے وکلا کے منظم نظام کے ذریعے شیعہ معاشرے کو آپس میں جوڑے رکھا اور انہیں آئندہ دورِ غیبت کے لیے ذہنی و تنظیمی طور پر تیار کیا، امام ہادیؑ نے واضح کیا کہ شیعہ کی پہچان شور یا بغاوت نہیں بلکہ عقیدہ، کردار اور باطنی استقامت ہے، آپؑ کی تعلیمات میں معرفتِ خدا، اطاعتِ امام اور تقویٰ بنیادی ستون ہیں، آپؑ کی دعائیں اور ہدایات خصوصاً زیارت جامعہ کبیرہ مکتبِ تشیع کا جامع فکری منشور سمجھی جاتی ہیں، امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت ۲۵ رجب ۲۵۴ ہجری کو

سامرہ میں زہر کے ذریعے ہوئی، آپؑ کا روضۂ مبارک سامرہ میں واقع ہے، جہاں بعد میں آپؑ کے فرزند امام حسن عسکریؑ بھی مدفون ہوئے، مکتبِ تشیع میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام اس حقیقت کی زندہ دلیل ہیں کہ ہدایت کا سفر قید و نگرانی میں بھی رکتا نہیں اور امام اگر پردے میں بھی ہو تو امت کی رہنمائی جاری رہتی ہے۔

حضرت امام علی نقی الہادی علیہ السلام سے شیعہ اور محبّ کے فرق کو واضح کرتے ہوئے ایک فیصلہ کن اصول قائم کرتے ہیں، ذیل میں آپ سے منسوب دو حدیث نقل کرتے ہیں:

◆ پہلی حدیث: ہماری ولایت کا معیار عمل اور پرہیزگاری

"قَالَ الإِمَامُ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَادِي (ع): مَنْ أَطَاعَ اللهَ فَهُوَ لَنَا وَلِيٌّ، وَمَنْ عَصَى اللهَ فَهُوَ لَنَا عَدُوٌّ، وَمَا تُنَالُ وِلَايَتُنَا إِلَّا بِالْعَمَلِ وَالْوَرَعِ".

(تحف العقول عن آل الرسول، ابن شعبہ حرّانی، ص ۴۸۳)

"امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے وہ ہمارا ولی (محبّ) ہے اور جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے وہ ہمارا دشمن ہے اور ہماری ولایت عمل اور پرہیزگاری کے بغیر حاصل نہیں ہوتی"۔

◆ دوسری حدیث: شیعوں کے لئے ہماری ولایت مرکز تحفظ

"قَالَ الإِمَامُ عَلِيٌّ النَقِيّ (عَلَيهِ السَّلَامُ): إِنَّ لِشِيعَتِنَا بِوِلَايَتِنَا لَعِصْمَةٌ، لَوْ سَلَكُوا بِهَا فِي لُجَّةِ الْبِحَارِ الْغَامِرَةِ". (بحار الانوار: ج ۵۰، ص ۲۱۵، ح ۱، س ۱۸).

"امام علی النقی علیہ السلام فرماتے ہیں: ہمارے شیعوں کے لئے ہماری ولایت پناہ گاہ ہے کہ جس کے ذریعہ وہ اتھاہ سمندروں کی موجوں میں بھی چل سکتے ہیں"۔

◆ تیسری حدیث: قیامت کے دن شیعہ علماء کی شان وعظمت

"قَالَ الإمَامُ عَلِيّ النَقِيّ (عَلَيه السَّلَامُ): يَأْتِي عَلماءُ شيعَتِنا القَوّامُونَ بِضُعَفاءِ مُحِبّينا وَ أهْلِ وِلايَتِنا يَوْمَ القِيامَةِ. وَالأنْوارُ تَسْطَعُ مِنْ تيجانِهِمْ". (بحار الانوار: ج۲، ص۶، ضمن ح۱۳).

"امام علی النقی (علیہ السلام): ہمارے شیعہ علماء جو ہمارے کمزور محبّوں اور ہماری ولایت کا اقرار کرنے والوں کی سرپرستی کرتے ہیں بروز قیامت اس انداز میں وارد ہوں گے کہ ان کے سر کے تاج سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہوں گی"۔

- حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے پہلی حدیث میں واضح فرمایا کہ ولایت کا معیار اطاعتِ الٰہی، عمل اور پرہیزگاری ہے اور یہ مقام بغیر کردار کے حاصل نہیں ہوتا۔
- دوسری حدیث میں بتایا گیا کہ جو لوگ اس معیار پر پورا اترتے ہیں، یعنی واقعی شیعہ ہیں، ان کے لئے ولایتِ اہل بیتؑ ایک مضبوط پناہ گاہ اور حفاظت کا سنگر بن جاتی ہے، جو انہیں سخت ترین حالات میں بھی محفوظ رکھتی ہے۔
- تیسری حدیث میں اس نظامِ ولایت کا سماجی پہلو بیان ہوا کہ شیعہ علماء، جو اہلِ بیتؑ کے کمزور محبّوں اور اہلِ ولایت کی سرپرستی کرتے ہیں، قیامت کے دن اس عزت و شان کے ساتھ اٹھائے جائیں گے کہ ان کے سروں پر نور کے تاج ہوں گے۔

گیارہواں باب

◆ شیعہ اور محبّ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی احادیث میں

- پہلی حدیث: علماءِ شیعہ کا قیامت میں مقام، تاجِ نور، شفاعت
- دوسری حدیث: حقیقی محبت اہلِ بیتؑ کی آزمائش اور مقام کی بلندی

شیعہ اور محبّ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی احادیث میں

◆ تمہیدی کلمات

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام مکتبِ تشیع کے گیارہویں امام اور عصمت کبریٰ کے تیرہویں امین ہیں، آپ شیعوں کے وہ عظیم امام معصوم ہیں جنہوں نے امامت کے سفر کو غیبت کے دہانے تک پہنچایا اور شیعہ امت کو ایک نئے دور کے لئے فکری، اعتقادی اور عملی طور پر تیار کیا، آپؑ حضرت امام علی نقی الہادیؑ کے فرزند اور اہلِ بیتؑ کے اُس نورانی سلسلے کی آخری علانیہ کڑی ہیں جس کے بعد امامت پردۂ غیبت میں داخل ہوئی۔

آپؑ کی ولادت ۸ ربیع الثانی ۲۳۲ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی، عسکری آپؑ کا لقب سامرہ کے اس عسکری محلے کی نسبت سے ہے جہاں آپؑ اور آپؑ کے والد نظر بندی میں رکھے گئے، آپؑ کی پوری زندگی حکومتی نگرانی، قید اور دباؤ میں گزری، مگر آپؑ نے اسی عالمِ غربت و بے کسی میں بھی امت کی رہنمائی کا فریضہ نہیں چھوڑا۔

مکتبِ تشیع میں حضرت امام حسن عسکریؑ کا امتیاز یہ ہے کہ آپؑ نے شیعوں کو براہِ راست امام سے محرومی کے دور کے لئے منظم کیا اور اپنے وکلائے خاص کے نظام کو مزید مضبوط کیا، عقیدۂ امامت کو محفوظ رکھا اور اپنے فرزند حضرت امام مہدیؑ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کی امامت کو قابل اعتماد اصحاب کے ذریعے ثابت و محفوظ کر دیا، حضرت امام حسن عسکریؑ نے واضح کیا کہ

شیعہ وہ ہے جو امام کو دیکھنے کا محتاج نہیں بلکہ امام کی ہدایت پر یقین رکھتا ہو، آپؑ کی تعلیمات میں اطاعتِ امام، تقویٰ، صبر اور اجتماعی ذمہ داری مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔

آپؑ کی شہادت ۸ ربیع الاول ۲۶۰ ہجری کو سامرہ میں زہر کے ذریعے ہوئی اور اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے، آپؑ کا شاندار روضہ سامرہ میں واقع ہے، یہیں پر وہ مقام بھی ہے جہاں سے غیبت کا دور شروع ہوا اور جہاں سے امید ظہور کی کرنیں آج بھی روشن ہیں۔

شیعہ اور محبّ کے سلسلے میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی دو احادیث پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

◆ پہلی حدیث: علماءِ شیعہ کا قیامت میں مقام، تاجِ نور، شفاعت

”وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ: يَأْتِي عُلَمَاءُ شِيعَتِنَا الْقَوَّامُونَ لِضُعَفَاءِ مُحِبِّينَا وَ أَهْلِ وَلَايَتِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ الْأَنْوَارُ تَسْطَعُ مِنْ تِيجَانِهِمْ، عَلَى رَأْسِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ تَاجُ بَهَاءٍ، قَدِ انْبَثَّتْ تِلْكَ الْأَنْوَارُ فِي عَرَصَاتِ الْقِيَامَةِ وَدُورِهَا مَسِيرَةَ ثَلَاثِمِائَةِ أَلْفِ سَنَةٍ. فَشُعَاعُ تِيجَانِهِمْ يَنْبَثُّ فِيهَا كُلِّهَا، فَلَا يَبْقَى هُنَاكَ يَتِيمٌ قَدْ كَفَلُوهُ، وَ مِنْ ظُلْمَةِ الْجَهْلِ أَنْقَذُوهُ وَ مِنْ حَيْرَةِ التِّيهِ أَخْرَجُوهُ، إِلَّا تَعَلَّقَ بِشُعْبَةٍ مِنْ أَنْوَارِهِمْ، فَرَفَعَتْهُمْ إِلَى الْعُلُوِّ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمْ فَوْقَ الْجِنَانِ. ثُمَّ تُنْزِلُهُمْ عَلَى مَنَازِلِهِمُ الْمُعَدَّةِ فِي جِوَارِ أُسْتَادِيهِمْ وَ مُعَلِّمِيهِمْ، وَبِحَضْرَةِ أَئِمَّتِهِمُ الَّذِينَ كَانُوا يَدْعُونَ إِلَيْهِمْ. وَ لَا يَبْقَى نَاصِبٌ مِنَ النَّوَاصِبِ يُصِيبُهُ مِنْ شُعَاعِ تِلْكَ التِّيجَانِ إِلَّا عَمِيَتْ عَيْنَاهُ وَ صَمَّتْ أُذُنَاهُ وَ أَخْرَسَ لِسَانُهُ، وَ يُحَوَّلُ عَلَيْهِ أَشَدَّ مِنْ لَهَبِ النِّيرَانِ، فَيَحْمِلُهُمْ حَتَّى يَدْفَعَهُمْ إِلَى الزَّبَانِيَةِ، فَيَدْعُوهُمْ «إِلَى سَوَاءِ الْجَحِيمِ». وَأَمَّا قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ: «وَ الْمَسَاكِينِ» فَهُوَ

مَنۡ سَكَّنَ الضُّرُّ وَ الۡفَقۡرُ حَرَكَتَهُ. أَلَا فَمَنۡ وَاسَاهُمۡ بِحَوَاشِي مَالِهِ، وَسَّعَ اللهُ عَلَيۡهِ جِنَانَهُ، وَ أَنَالَهُ غُفۡرَانَهُ وَرِضۡوَانَهُ". (تفسیر امام حسن عسکریؑ: ج۱، ص۳۴۵).

"حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام نے فرمایا: قیامت کے دن ہمارے شیعوں کے وہ علماء آئیں گے جو ہمارے محبّین اور اہلِ ولایت کے کمزوروں کے قائم مقام، سرپرست اور سہارا بنے رہے ہوں گے، اس حال میں کہ ان کے تاجوں سے انوار پھوٹ رہے ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کے سر پر بہاء و جلال کا تاج ہوگا، اور وہ انوار قیامت کے میدانوں اور اس کے اطراف میں تین لاکھ برس کی مسافت تک پھیل جائیں گے، پس ان تاجوں کی شعاعیں ان تمام میدانوں میں منتشر ہوں گی، چنانچہ وہ ہر یتیم جس کی انہوں نے کفالت کی ہوگی، جسے جہالت کی تاریکی سے بچایا ہوگا، اور گمراہی و حیرت کے بھٹکتے ہوئے راستے سے نکالا ہوگا، ایسا کوئی بھی باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ وہ ان انوار کی کسی شاخ سے وابستہ ہو جائے گا، پس وہ شاخ اسے بلندی کی طرف اٹھائے گی یہاں تک کہ اسے جنتوں کے اوپر جا پہنچائے گی، پھر وہ ان سب کو ان کے مقررہ مقامات پر اتار دیں گی، اپنے اساتذہ اور معلّمین کے جوار میں اور اپنے ائمہؑ کی حضوری میں جن کی طرف وہ لوگوں کو دعوت دیتے تھے اور نواصب میں سے کوئی ناصبی ایسا نہ ہوگا جس پر ان تاجوں کی شعاع پڑے مگر یہ کہ اس کی آنکھیں اندھی، کان بہرے اور زبان گونگی ہو جائے گی اور اس پر آگ کے شعلوں سے بھی سخت تر عذاب مسلط کیا جائے گا، پس وہ اسے اٹھا کر زبانیہ کے حوالے کر دیں گے اور وہ اسے گھسیٹ کر ﴿إِلَىٰ سَوَاءِ الۡجَحِيمِ﴾ (جہنم کے عین وسط) میں ڈال دیں گے اور اللہ کے اس فرمان: ﴿وَ الۡمَسَاكِينِ﴾ سے مراد وہ شخص ہے جس کی حرکت کو فقر اور مصیبت نے ساکن کر دیا ہو، خبردار! جو شخص اپنے مال کے اضافی حصے سے ان کی دلجوئی اور مدد کرے گا، اللہ اس کے لئے اس کی جنتوں کو وسیع کر دے گا، اور اسے اپنی مغفرت اور رضوان عطا فرمائے گا"۔

علماءِ شیعہ اگر محض خطیب یا ناقل نہیں، بلکہ کمزور محبّین کے محافظ، یتیمانِ ولایت کے کفیل، اور جہالت کے اندھیروں سے نکالنے والے ہوں تو قیامت میں ان کے سروں پر تاج نہیں، آفتاب ہوں گے، یہ نور صرف ان کی ذات تک محدود نہیں رہے گا، بلکہ ان سب کو بھی نجات کی بلندیوں تک لے جائے گا جنہیں انہوں نے سہارا دیا اور اس کے برعکس، اہلِ عناد و نواصب اسی نور سے رسوا ہوں گے، کیونکہ جو نورِ ولایت سے دشمنی کرے، وہ نور ہی سے نابینا کیا جاتا ہے، پس یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ علم، اگر ولایت کی خدمت میں ہو تو جنت ساز ہے اور مال، اگر مساکینِ اہلِ ولایت پر خرچ ہو تو رضوانِ الٰہی کا دروازہ بن جاتا ہے، یہی شیعہ عالم کی پہچان ہے اور یہی محبتِ اہلِ بیتؑ کی عملی سند بھی۔

◆ دوسری حدیث: حقیقی محبت اہلِ بیتؑ کی آزمائش اور مقام کی بلندی

" قَالَ أَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ زِيَادٍ وَ عَلِيُّ بْنُ سَيَّارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: حَضَرْنَا لَيْلَةً عَلَى غُرْفَةِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَدْ كَانَ مَلِكُ الزَّمَانِ لَهُ مُعَظِّماً وَ حَاشِيَتُهُ لَهُ مُبَجِّلِينَ إِذْ مَرَّ عَلَيْنَا وَالِي الْبَلَدِ وَالِي الْجِسْرِينِ وَ مَعَهُ رَجُلٌ مَكْتُوفٌ وَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُشْرِفٌ مِنْ رَوْزَنَتِهِ فَلَمَّا رَآهُ الْوَالِي تَرَجَّلَ عَنْ دَابَّتِهِ إِجْلَالاً لَهُ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عُدْ إِلَى مَوْضِعِكَ فَعَادَ وَ هُوَ مُعَظِّمٌ لَهُ وَ قَالَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ أَخَذْتُ هَذَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ عَلَى بَابِ حَانُوتِ صَيْرَفِيٍّ فَاتَّهَمْتُهُ بِأَنَّهُ يُرِيدُ نَقْبَهُ وَ السَّرِقَةَ مِنْهُ فَقَبَضْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا هَمَمْتُ أَنْ أَضْرِبَهُ خَمْسَمِائَةِ سَوْطٍ وَ هَذِهِ سَبِيلِي فِيمَنِ اتَّهَمْتُهُ مِمَّنْ آخُذُهُ لِئَلَّا يَسْأَلَنِي فِيهِ مَنْ لَا أُطِيقُ مُدَافَعَتَهُ لِيَكُونَ قَدْ شَقِيَ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَنِي مَنْ لَا أُطِيقُ مُدَافَعَتَهُ ".

" ابو یعقوب یوسف بن زیاد اور علی بن سیار رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم ایک رات حضرت امام حسن بن علی بن محمد علیہ السلام (یعنی امام حسن عسکریؑ) کے حجرے کے

پاس حاضر تھے، اس زمانے کا بادشاہ اُن کی تعظیم کرنے والا تھا اور اس کے درباری بھی اُن کا احترام کرتے تھے، اسی دوران شہر کا گورنر اور گشتی انچارج ہمارے پاس سے گزرے اور ان کے ساتھ ایک آدمی بندھا ہوا تھا (یعنی مجرم کی طرح پکڑا ہوا تھا) اس وقت امام حسن بن علیؑ اپنی کھڑکی سے نظر آرہے تھے، جب گورنر نے امامؑ کو دیکھا تو تعظیم کے طور پر اپنی سواری سے اتر گیا، امام علیہ السلام نے فرمایا: اپنی جگہ پر واپس جاؤ، پس وہ واپس گیا لیکن پھر بھی تعظیم و تکریم بجالاتا رہا، پھر اس نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! میں نے اس شخص کو آج رات ایک صراف (سونے چاندی کے سوداگر) کی دکان کے دروازے پر پکڑا، مجھے شبہ ہوا کہ یہ وہاں نقب زنی اور چوری کا ارادہ رکھتا ہے، اس لئے میں نے اسے گرفتار کرلیا، جب میں نے چاہا کہ اسے پانچ سو کوڑے لگاؤں اور یہ میرا طریقہ ہے ان لوگوں کے بارے میں جن پر مجھے بدگمانی ہوتی ہے اور جنہیں میں پکڑتا ہوں تاکہ کوئی ایسا شخص مجھ سے اس بارے میں سوال نہ کرے جس کا میں مقابلہ نہ کرسکوں، یوں یہ اپنے بعض گناہوں کی وجہ سے دنیا میں ہی سزا پاسکے، اس سے پہلے کہ وہ ہستی میرے پاس پہنچے جس کا میں مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہوں...''۔

''فَقَالَ لِي اِتَّقِ اللهَ وَلاَ تَتَعَرَّضْ لِسَخَطِ اللهِ فَإِنِّي مِنْ شِيعَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَشِيعَةِ هَذَا الْإِمَامِ أَبِي الْقَائِمِ بِأَمْرِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَكَفَفْتُ عَنْهُ وَقُلْتُ أَنَا مَارٌّ بِكَ عَلَيْهِ فَإِنْ عَرَفَكَ بِالتَّشَيُّعِ أَطْلَقْتُ عَنْكَ وَإِلاَّ قَطَعْتُ يَدَكَ وَرِجْلَكَ بَعْدَ أَنْ أَجْلِدَكَ أَلْفَ سَوْطٍ وَقَدْ جِئْتُكَ بِهِ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ فَهَلْ هُوَ مِنْ شِيعَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ كَمَا ادَّعَى فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مَعَاذَ اللهِ مَا هَذَا مِنْ شِيعَةِ عَلِيٍّ وَإِنَّمَا ابْتَلاَهُ اللهُ فِي يَدِكَ لِاعْتِقَادِهِ فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ مِنْ شِيعَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ...''.

"پس اس (قیدی) نے مجھ سے کہا: اللہ سے ڈرو اور اللہ کے غضب کو اپنے اوپر مت لاؤ، کیونکہ میں امیر المؤمنینؑ کا شیعہ ہوں اور اس امامؑ (یعنی امام قائمؑ) کا شیعہ ہوں جو اللہ کے حکم سے قیام کرنے والے ہیں، تو میں نے اس پر ہاتھ روک لیا اور کہا: میں تجھے اس (امامؑ) کے پاس لے کر جاتا ہوں، اگر انہوں نے تجھے تشیع کے ساتھ پہچان لیا تو تجھے آزاد کر دوں گا، ورنہ تیرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالوں گا اس کے بعد کہ تجھے ایک ہزار کوڑے لگاؤں گا، پھر میں اسے آپؑ کے پاس لے آیا ہوں، تو بتائیے، کیا یہ جیسا کہ دعویٰ کرتا ہے، علیؑ کا شیعہ ہے؟ امام حسن بن علی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی پناہ! یہ علیؑ کے شیعوں میں سے نہیں ہے، بلکہ اللہ نے اسے تمہارے ہاتھ میں اس لئے مبتلا کیا ہے کہ یہ اپنے نفس میں یہ گمان کرتا ہے کہ یہ علیؑ کا شیعہ ہے، (یہاں امام حسن عسکریؑ نے "شیعہ" اور "مدعیِ تشیع" کا فرق واضح کیا، یعنی ہر وہ شخص جو خود کو شیعہ کہے یا سمجھے، ضروری نہیں کہ وہ واقعی شیعہ ہو)..."۔

"... فَقَالَ اَلْوَالِي كَفَيْتَنِي مَئُونَتَهُ اَلْآنَ أَضْرِبُهُ خَمْسَمِائَةٍ لاَ حَرَجَ عَلَيَّ فِيهَا فَلَمَّا نَحَّاهُ بَعِيداً فَقَالَ اِبْطَحُوهُ فَبَطَحُوهُ وَ أَقَامَ عَلَيْهِ جَلاَّدَيْنِ وَاحِداً عَنْ يَمِينِهِ وَ آخَرَ عَنْ شِمَالِهِ فَقَالَ أَوْجِعَاهُ فَأَهْوَيَا إِلَيْهِ بِعِصِيِّهِمَا لاَ يُصِيبَانِ اِسْتَهُ شَيْئاً إِنَّمَا يُصِيبَانِ اَلْأَرْضَ فَضَجِرَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ وَيْلَكُمْ تَضْرِبُونَ اَلْأَرْضَ اِضْرِبُوا اِسْتَهُ فَذَهَبُوا يَضْرِبُونَ اِسْتَهُ فَعَدَلَتْ أَيْدِيهِمَا فَجَعَلاَ يَضْرِبُ بَعْضُهُمَا بَعْضاً وَ يَصِيحُ وَ يَتَأَوَّهُ فَقَالَ لَهُمَا وَيْحَكُمَا أَ مَجَانِينُ أَنْتُمَا يَضْرِبُ بَعْضُكُمَا بَعْضاً اِضْرِبَا اَلرَّجُلَ فَقَالاَ مَا نَضْرِبُ إِلاَّ اَلرَّجُلَ وَ مَا نَقْصِدُ سِوَاهُ وَ لَكِنْ يَعْدِلُ أَيْدِينَا حَتَّى يَضْرِبَ بَعْضُنَا بَعْضاً قَالَ فَقَالَ يَا فُلاَنُ وَ يَا فُلاَنُ حَتَّى دَعَا أَرْبَعَةً وَ صَارُوا مَعَ اَلْأَوَّلَيْنِ سِتَّةً وَ قَالَ أَحِيطُوا بِهِ فَأَحَاطُوا بِهِ فَكَانَ يَعْدِلُ بِأَيْدِيهِمْ وَ يَرْفَعُ عِصِيَّهُمْ إِلَى فَوْقُ فَكَانَتْ لاَ تَقَعُ إِلاَّ بِالْوَالِي فَسَقَطَ عَنْ دَابَّتِهِ وَ قَالَ قَتَلْتُمُونِي قَتَلَكُمُ اللهُ مَا هَذَا فَقَالُوا مَا ضَرَبْنَا إِلاَّ

إِيَّاهُ ثُمَّ قَالَ لِغَيْرِهِمْ تَعَالَوْا فَاضْرِبُوا هَذَا فَجَاءُوا فَضَرَبُوهُ بَعْدُ فَقَالَ وَيْلَكُمْ إِيَّايَ تَضْرِبُونَ قَالُوا لَا وَاللهِ مَا نَضْرِبُ إِلَّا الرَّجُلَ قَالَ الْوَالِي فَمِنْ أَيْنَ لِي هَذِهِ الشَّجَّاتُ بِرَأْسِي وَ وَجْهِي وَ بَدَنِي إِنْ لَمْ تَكُونُوا تَضْرِبُونِي فَقَالُوا شَلَّتْ أَيْمَانُنَا إِنْ كُنَّا قَدْ قَصَدْنَاكَ بِضَرْبٍ قَالَ الرَّجُلُ يَا عَبْدَ اللهِ يَعْنِي الْوَالِيَ أَ مَا تَعْتَبِرُ بِهَذِهِ الْأَلْطَافِ الَّتِي بِهَا يُصْرَفُ عَنِّي هَذَا الضَّرْبُ وَيْلَكَ...".

تو والی (گورنر) نے کہا: تمہاری نصیحت نے مجھے کافی کر دیا، اب میں اسے پانچ سو کوڑے ماروں گا اور اس میں مجھ پر کوئی حرج نہیں، پھر جب انہوں نے (قیدی) کو تھوڑا سا ہٹا دیا تو حکم دیا: اُسے لٹا دو، لہٰذا اس کو لٹا دیا گیا اور اس کے اوپر دو جلّاد کھڑے کر دئے گئے، ایک اس کے دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب، پھر (گورنر) نے کہا: اُسے تکلیف دو! تو وہ اپنی لاٹھیاں اُٹھا کر اس کی طرف جھکے، مگر وہ کچھ نہ لگا سکے، اُن کی لاٹھیاں زمین پر پڑتی رہیں، اس پر وہ اس حالت سے غصّہ ہوا اور بولا: افسوس تم پر، تم زمین کو مار رہے ہو، اس کو مارو! تو وہ گئے اور اس کو مارنے لگے، پھر اُن کے ہاتھ سیدھے ہو گئے اور وہ باری باری مارنے لگے، قیدی چیخا اور آہ و زار کرنے لگا، اس پر انہوں نے دونوں جلّادوں سے کہا: افسوس تم دونوں! کیا تم پاگل ہو کہ ایک دوسرے کو مار رہے ہو؟ اس آدمی کو مارو، جلّادوں نے کہا: ہم تو کسی اور کو نہیں مارتے بلکہ اسی آدمی کو مارتے ہیں، ہمارا قصد یہی ہے، مگر ہمارے ہاتھ اس طرح ہو جاتے ہیں کہ بعض اوقات ایک کا مارنا دوسرے کو لگ جاتا ہے، پھر اُس نے چند افراد کو بلایا ، فلاں، فلاں، حتیٰ کہ چار آدمی اور بلا کر وہ پہلے دو کے ساتھ چھ ہو گئے، پھر کہا: اس کے گرد گھیراؤ کرو، اُنہوں نے اس کے گرد گھیر لیا، قیدی اپنے ہاتھوں سے ان کی لاٹھیاں سنبھالتا اور اوپر اٹھا دیتا تھا، چنانچہ وار جو ہوتے تھے وہ اُس پر نہیں بلکہ گورنر پر پڑتے رہے، پھر گورنر اپنی سواری سے گر پڑا اور کہا: تم نے مجھے مار دیا! اللہ تمھیں مارے — یہ کیا ہے؟ تو اُنہوں نے کہا: ہم نے تو صرف اسی کو مارا تھا، پھر اس نے دوسرے لوگوں سے کہا: آؤ، تم اسے مارو — تو وہ آئے اور بعد میں انہوں نے اس

(گورنر) کو مارا بھی، گورنر نے کہا: کیا تم لوگ مجھے مار رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا: نہیں، قسم ہے اللہ کی! ہم تو صرف اسی آدمی کو مارتے ہیں، گورنر نے کہا: تو پھر یہ زخم اور نشان میرے سر، منہ اور بدن پر کہاں سے آئے اگر تم نے مجھے نہیں مارا؟ انہوں نے عرض کیا: اگر ہم نے تمہیں مارنا ہی چاہا ہوتا تو ہماری دائیں بازو مفلوج ہو جاتی ـــ یعنی (جو کہتے ہیں) کہ ہمارے لیے ممکن ہی نہ تھا کہ ہم جان بوجھ کر تمہیں مارتے، اس پر وہ (قیدی) بولا: اے عبداللہ (مراد گورنر)! کیا تم ان کراماتی مہربانیوں اور الطاف پر غور نہیں کرتے جن کی بدولت یہ مار مجھ سے ٹل گئی؟ پس تم پر ہلاکت ہو...".

"... رُدَّنِي إِلَى ٱلْإِمَامِ وَ اِمْتَثِلْ فِيَّ أَمْرَهُ قَالَ فَرَدَّهُ ٱلْوَالِي بَعْدُ إِلَى بَيْنِ يَدَيِ ٱلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَالَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَجِبْنَا لِهَذَا أَنْكَرْتَ أَنْ يَكُونَ مِنْ شِيعَتِكُمْ وَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ شِيعَتِكُمْ فَهُوَ مِنْ شِيعَةِ إِبْلِيسَ وَ هُوَ فِي ٱلنَّارِ وَ قَدْ رَأَيْتُ لَهُ مِنَ ٱلْمُعْجِزَاتِ مَا لَا يَكُونُ إِلَّا لِلْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ ٱلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُلْ أَوْ لِلْأَوْصِيَاءِ فَقَالَ أَوْ لِلْأَوْصِيَاءِ فَقَالَ ٱلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْوَالِي يَا عَبْدَ اللهِ إِنَّهُ كَذَبَ فِي دَعْوَاهُ أَنَّهُ مِنْ شِيعَتِنَا كَذْبَةً لَوْ عَرَفَهَا ثُمَّ تَعَمَّدَهَا لَابْتُلِيَ بِجَمِيعِ عَذَابِكَ وَ لَبَقِيَ فِي ٱلْمُطْبِقِ ثَلَاثِينَ سَنَةً وَ لَكِنَّ اللهَ رَحِمَهُ لِإِطْلَاقِ كَلِمَةٍ عَلَى مَا عَنَى لَا عَلَى تَعَمُّدِ كَذِبٍ وَ أَنْتَ يَا عَبْدَ اللهِ اِعْلَمْ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ قَدْ خَلَّصَهُ بِأَنَّهُ مِنْ مُوَالِينَا وَ مُحِبِّينَا وَ لَيْسَ مِنْ شِيعَتِنَا ...".

"قیدی نے کہا: مجھے امامؑ کی طرف لوٹا دے اور میرے بارے میں ان کا حکم بجالا، پس والی نے اسے واپس امام حسن بن علی علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دیا اور کہا: اے فرزندِ رسولؐ! ہمیں یہ بات تعجب انگیز لگی کہ آپ نے انکار کیا کہ یہ آپ کے شیعوں میں نہیں سے ہے، حالانکہ جو آپ کے شیعوں میں سے نہ ہو وہ ابلیس کا شیعہ ہے اور وہ جہنم میں ہوگا اور میں نے اس سے ایسی معجزاتی چیزیں دیکھی ہیں جو

انبیاءؑ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہوتیں، امام حسن بن علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ بھی کہو ـــ یا اوصیاء کے لئے بھی (یعنی معجزات انبیاء کے ساتھ ساتھ اوصیاء کے لئے بھی ہوتے ہیں)، والی نے کہا: جی ہاں، یا اوصیاء کے لئے بھی، پھر امام حسن بن علیؑ نے والی سے فرمایا: اے بندۂ خدا! اس نے ہماری شیعت کا جو دعویٰ کیا، اس میں جھوٹ کہا، ایسا جھوٹ کہ اگر وہ اسے جانتے بوجھتے کہتا تو ضرور تیری تمام سزاؤں میں مبتلا ہوتا اور تیس سال تک گھپ اندھیروں (قید و عذاب) میں رہتا، لیکن اللہ نے اس پر رحم کیا، اس لئے کہ یہ لفظ اس نے ایسے معنی پر بولا جو اس کے ذہن میں تھا، نہ یہ کہ عمداً جھوٹ بولنا چاہا، اور اے بندۂ خدا! جان لے کہ اللہ عزوجل نے اسے اس لئے نجات دی کہ یہ ہمارے موالی اور محبّین میں سے ہے، لیکن ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے...."۔

"... فَقَالَ الْوَالِي مَا كَانَ هٰذَا كُلُّهُ عِنْدَنَا إِلاَّ سَوَاءً فَمَا الْفَرْقُ قَالَ الْإِمَامُ الْفَرْقُ أَنَّ شِيعَتَنَا هُمُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ آثَارَنَا وَ يُطِيعُونَا فِي جَمِيعِ أَوَامِرِنَا وَ نَوَاهِينَا فَأُولٰئِكَ شِيعَتُنَا فَأَمَّا مَنْ خَالَفَنَا فِي كَثِيرٍ مِمَّا فَرَضَهُ اللهُ عَلَيْهِ فَلَيْسُوا مِنْ شِيعَتِنَا قَالَ الْإِمَامُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْوَالِي وَ أَنْتَ قَدْ كَذَبْتَ كَذِبَةً لَوْ تَعَمَّدْتَهَا وَ كَذَبْتَهَا لَابْتَلاكَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِأَلْفِ سَوْطٍ وَ سِجْنِ ثَلَاثِينَ سَنَةً فِي الْمُطْبِقِ قَالَ وَ مَا هِيَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ قَالَ بِزَعْمِكَ أَنَّكَ رَأَيْتَ لَهُ مُعْجِزَاتٍ إِنَّ الْمُعْجِزَاتِ لَيْسَتْ لَهُ إِنَّمَا هِيَ لَنَا أَظْهَرَهَا اللهُ فِيهِ إِبَانَةً لِحُجَّتِنَا وَ إِيضَاحاً لِجَلَالَتِنَا وَ شَرَفِنَا وَ لَوْ قُلْتَ شَاهَدْتُ فِيهِ مُعْجِزَاتٍ لَمْ أُنْكِرْهُ عَلَيْكَ أَ لَيْسَ إِحْيَاءُ عِيسَى الْمَيِّتَ مُعْجِزَةً أَ فَهِيَ لِلْمَيِّتِ أَمْ لِعِيسَى أَ وَ لَيْسَ خَلَقَهُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَصَارَ طَيْراً بِإِذْنِ اللهِ أَ هِيَ لِلطَّائِرِ أَوْ لِعِيسَى أَ وَ لَيْسَ الَّذِينَ جُعِلُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ مُعْجِزَةً فَهِيَ مُعْجِزَةٌ لِلْقِرَدَةِ أَوْ لِنَبِيِّ ذٰلِكَ الزَّمَانِ فَقَالَ الْوَالِي أَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّي وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ ...".

والی نے کہا: ہمارے نزدیک تو یہ سب (محبّ اور شیعہ) برابر ہی تھے، تو پھر ان میں کیا فرق ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے شیعہ وہ ہیں جو ہمارے نقشِ قدم کی پیروی کرتے ہیں اور ہر حکم و نہی میں ہماری اطاعت کرتے ہیں، یہی ہمارے حقیقی شیعہ ہیں، لیکن جو لوگ ان میں سے بہت سی چیزوں میں ہماری مخالفت کرتے ہیں جنہیں اللہ نے ان پر واجب کیا ہے، وہ ہمارے شیعہ نہیں ہیں، پھر امامؑ نے والی سے فرمایا: اور تو نے بھی ایک جھوٹ کہا ہے، اگر تو نے اسے جان بوجھ کر کہا ہوتا تو اللہ تجھے ہزار کوڑوں اور تیس سال قید (گھپ اندھیرے والے زندان) میں مبتلا کرتا، والی نے کہا: وہ جھوٹ کیا ہے اے فرزندِ رسولؐ؟ امامؑ نے فرمایا: تیرا یہ گمان کہ تو نے اس (قیدی) سے معجزات دیکھے ہیں، یہ معجزات اس کے نہیں تھے بلکہ ہمارے ہیں، جنہیں اللہ نے اس میں ظاہر کیا تاکہ ہماری حجت واضح ہو، ہماری عظمت اور شرافت نمایاں ہو، اگر تو یہ کہتا کہ میں نے اس میں معجزات مشاہدہ کئے تو میں تجھے اس پر رد نہ کرتا، کیا عیسیٰؑ کا مردے کو زندہ کرنا معجزہ نہ تھا؟ تو کیا یہ معجزہ مردے کا تھا یا عیسیٰؑ کا؟ کیا عیسیٰؑ نے مٹی سے پرندے کی شکل بنا کر اللہ کے اذن سے پرندہ نہ بنایا؟ تو کیا یہ معجزہ پرندے کا تھا یا عیسیٰؑ کا؟ کیا وہ لوگ جو بندر بنا دئے گئے تھے، ان کا بندر بننا معجزہ نہ تھا؟ تو کیا یہ معجزہ بندروں کا تھا یا اس زمانے کے نبیؑ کا؟ یہ سن کر والی نے کہا: میں اپنے رب سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں...“۔

”... ثُمَّ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لِلرَّجُلِ الَّذِي قَالَ إِنَّهُ مِنْ شِيعَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَا عَبْدَ اللَّهِ لَسْتَ مِنْ شِيعَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِنَّمَا أَنْتَ مِنْ مُحِبِّيهِ إِنَّمَا شِيعَةُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِيهِمْ وَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ هُمُ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَ وَصَفُوهُ بِصِفَاتِهِ وَ نَزَّهُوهُ عَنْ خِلاَفِ صِفَاتِهِ وَ صَدَّقُوا مُحَمَّداً فِي أَقْوَالِهِ وَ صَوَّبُوهُ فِي أَفْعَالِهِ وَ رَأَوْا عَلِيّاً بَعْدَهُ سَيِّداً إِمَاماً وَ

قَرَماً هُمَاماً لاَ يَعْدِلُهُ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ أَحَدٌ وَلاَ كُلُّهُمْ لَوْ جُمِعُوا فِي كِفَّةٍ يُوزَنُونَ بِوَزْنِهِ بَلْ يَرْجَحُ عَلَيْهِمْ كَمَا يَرْجَحُ اَلسَّمَاءُ عَلَى اَلْأَرْضِ وَ اَلْأَرْضُ عَلَى اَلذَّرَّةِ وَ شِيعَةُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ هُمُ اَلَّذِينَ لاَ يُبَالُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ أَ وَقَعَ اَلْمَوْتُ عَلَيْهِمْ أَوْ وَقَعُوا عَلَى اَلْمَوْتِ وَ شِيعَةُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ هُمُ اَلَّذِينَ يُؤْثِرُونَ إِخْوَانَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَ هُمُ اَلَّذِينَ لاَ يَرَاهُمُ اللهُ حَيْثُ نَهَاهُمْ وَ لاَ يَفْقِدُهُمْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ وَ شِيعَةُ عَلِيٍّ هُمُ اَلَّذِينَ يَقْتَدُونَ بِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فِي إِكْرَامِ إِخْوَانِهِمُ اَلْمُؤْمِنِينَ مَا عَنْ قَوْلِي أَقُولُ لَكَ هَذَا بَلْ أَقُولُهُ عَنْ قَوْلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ قَضَوُا اَلْفَرَائِضَ كُلَّهَا بَعْدَ اَلتَّوْحِيدِ وَاعْتِقَادِ اَلنُّبُوَّةِ وَ الْإِمَامَةِ وَ أَعْظَمُهَا قَضَاءُ حُقُوقِ اَلْإِخْوَانِ فِي اللهِ وَ اِسْتِعْمَالُ اَلتَّقِيَّةِ مِنْ أَعْدَاءِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ". (بحار الانوار: ج۶۵، ص۱۶۰).

"پھر امام حسن بن علی علیہ السلام نے اس شخص سے ارشاد فرمایا جس نے کہا تھا کہ میں حضرت علی علیہ السلام کا شیعہ ہوں: اے بندۂ خدا! تو حضرت علی علیہ السلام کا شیعہ نہیں ہے، بلکہ ان کے محبّین میں سے ہے، یقیناً آپ کے شیعہ وہ ہیں جن کے بارے میں اللہ عزّوجل نے فرمایا ہے: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ یعنی: جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، یہی لوگ جنتی ہیں، ہمیشہ اس میں رہنے والے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے، اسے اس کی صفات کے ساتھ پہچانا اور اسے ان اوصاف سے منزّہ جانا جو اس کی شان کے خلاف ہیں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کی تصدیق کی اور ان کے افعال کو درست مانا، انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کو ان کے بعد سردار، امام اور شجاع پہلوان تسلیم کیا، جن کا امّت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ہمسر نہیں، بلکہ اگر پوری امت کو ایک پلڑے میں رکھا جائے اور حضرت

علی علیہ السلام کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے توآپ ان سب پر ایسے غالب ہوں گے جیسے آسمان زمین پر غالب ہے اور زمین ذرّہ پر غالب ہے، علی علیہ السلام کے شیعہ وہ ہیں جو اللہ کی راہ میں موت کی پرواہ نہیں کرتے، چاہے موت ان پر آپڑے یا وہ خود موت پر جاپڑیں، علی علیہ السلام کے شیعہ وہ ہیں جو اپنے بھائیوں کو اپنی جان پر ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ وہ خود سخت محتاج ہی کیوں نہ ہوں، حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ وہ ہیں جنہیں اللہ وہاں نہیں پاتا جہاں اس نے منع فرمایا ہے اور نہ انہیں وہاں سے غیر حاضر پاتا ہے جہاں اس نے حاضر رہنے کا حکم دیا ہے، حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ وہ ہیں جو اپنے مومن بھائیوں کی عزت واکرام میں حضرت علی علیہ السلام کی اقتدا کرتے ہیں، یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے کہتا ہوں، یہی ان کا قول ہے: ﴿وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ یعنی انہوں نے تمام واجبات ادا کئے، سب سے پہلے توحید کا اقرار کیا، پھر نبوت اور امامت کا عقیدہ رکھا، ان سب واجبات میں سب سے عظیم فریضہ ہے: اللہ کے لئے بھائیوں کے حقوق ادا کرنا، اور دشمنانِ خدا کے مقابلے میں تقیہ کا استعمال کرنا، (یہاں امامؑ نے نہایت تفصیل سے بتایا کہ "شیعہ" صرف محبت کرنے والوں کا نام نہیں ہے، بلکہ حقیقی شیعہ وہ ہیں جو: ایمان اور اعمالِ صالح میں پختہ ہوں، اطاعت میں ثابت قدم ہوں، ایثار و قربانی کرنے والے ہوں، گناہ سے بچتے اور واجبات کو ادا کرتے ہوں، اور امامت کے ساتھ برادرانِ دینی کے حقوق کی ادائیگی اور تقیہ کو لازم سمجھتے ہوں"۔

◆ اہم نکات

- **شیعہ اور محبّ میں فرق:** ہر وہ شخص جو صرف محبت رکھے وہ "شیعہ" نہیں کہلاتا۔
- **محبّ:** وہ ہے جو دل میں عقیدت رکھتا ہے، مگر عملی طور پر ہر جگہ اطاعت گزار نہیں ہوتا۔
- **شیعہ:** وہ ہے جو ایمان اور اعمال صالح میں اہل بیتؑ کی راہ پر چلتا ہے۔

- **ایمان اور عمل صالح کی شرط:** قرآن کی آیت ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ کو شیعہ کی پہچان بتایا گیا، مطلب یہ کہ صرف ایمان کافی نہیں، عمل صالح بھی ضروری ہے۔
- **اہل بیتؑ کی اطاعت:** حقیقی شیعہ وہ ہیں جو اہل بیتؑ کی اطاعت میں ہر جگہ ثابت قدم ہوں، واجبات کو انجام دیں اور محرمات سے دور رہیں۔
- **امامت کا اعتراف:** امامؑ نے واضح کیا کہ شیعہ وہ ہیں جو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امام، سردار اور سب سے افضل مانیں۔
- **حضرت علیؑ کا مقام:** اتنا بلند ہے کہ پوری امت کا وزن ان کے برابر نہیں ہو سکتا۔
- **ایثار و قربانی:** شیعہ کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے دینی بھائیوں کو اپنی جان اور مال پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے خود سخت ضرورت میں ہوں۔
- **راہِ خدا میں بے خوفی:** حقیقی شیعہ موت سے نہیں ڈرتا، چاہے موت ان پر آئے یا وہ خود موت پر چلیں، دونوں حال میں ثابت قدم رہتے ہیں۔
- **گناہ سے پرہیز:** شیعہ وہ ہیں جو اللہ انہیں وہاں نہ پائے جہاں جانے سے روکا ہے، اور وہاں سے غیر حاضر نہ پائے جہاں جانے کا حکم دیا ہے۔
- **اخوت و بھائی چارہ:** مومن بھائیوں کی عزت کرنا اور ان کی خدمت میں علی علیہ السلام کی اقتدا کرنا شیعہ ہونے کی علامت ہے۔
- **اہم ترین فریضہ:** بھائیوں کے حقوق تمام واجبات میں سب سے بڑا واجب دینی بھائیوں کے حقوق ادا کرنا ہے، یعنی اخوت، ایثار، مدد۔
- **تقیہ** (حفاظتِ دین و جان): دشمنانِ خدا سے بچنے اور دین کی حفاظت کے لیے تقیہ کرنا بھی اہل ایمان کا فریضہ بتایا گیا۔

بارھواں باب

◆ شیعہ اور محبّ حضرت امام عصر علیہ السلام کی احادیث میں

- پہلی حدیث: شیعہ کی حقیقت اور شفاعتِ اہلِ بیتؑ.
- دوسری حدیث: شیعوں کی ذمہ داری.
- تیسری حدیث: حقیقی شیعہ کے علاوہ سب ہلاک ہوجاتے.
- چوتھی حدیث: زمانۂ غیبت میں شیعوں کی ذمہ داری.
- پانچویں حدیث: شیعوں کی مشکلات.
- چھٹی حدیث: اللہ کا تقویٰ اور تمہارا رخ ہماری جانب رہے.
- ساتویں حدیث: تین قسم کے شیعوں نے ہمیں اذیت پہنچائی.
- آٹھویں حدیث: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ.

شیعہ اور محبّ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی احادیث میں

◆ تمہیدی کلمات

حضرت امام مہدی علیہ السلام مکتبِ تشیع کے مرکزِ امید، وعدۂ الٰہی اور عدلِ کامل کا مجسم نام ہیں، آپؑ حضرت امام حسن عسکریؑ کے فرزند اور اہلِ بیتؑ کے اُس سلسلۂ نور کی آخری کڑی ہیں جن کے ذریعے خدا نے زمین کو کبھی اپنی حجت سے خالی نہیں چھوڑا، آپؑ عالمِ تشیع کے بارہویں امام اور عصمتِ کبریٰ کے چودھویں امین ہیں، آپؑ کی ولادت ۱۵ شعبان ۲۵۵ ہجری کو سامرہ میں ہوئی، آپؑ کے القاب میں المہدی، القائم، الحجۃ اور صاحب الزمان شامل ہیں، والدِ گرامی کی شہادت (۲۶۰ ہجری) کے بعد آپؑ غیبتِ صغریٰ میں تشریف لے گئے، جہاں سے چار مخصوص نواب کے ذریعے امت کی رہنمائی فرماتے رہے، پھر غیبتِ کبریٰ کا آغاز ہوا، یہ وہ دور ہے جس میں امامؑ نگاہوں سے اوجھل ضرور ہیں، مگر ہدایت میں حاضر، نگرانی میں موجود اور امت کے اعمال سے باخبر ہیں، مکتبِ تشیع میں حضرت امام مہدیؑ کا امتیاز یہ ہے کہ آپؑ محض مستقبل کی ایک نورانی شخصیت نہیں بلکہ زندہ امام معصوم ہیں، جو عدلِ الٰہی کے قیام تک خدا کے اذن سے پردۂ غیب میں رہیں گے، آپؑ کا ظہور ظلم کے خاتمے، حق کی سربلندی اور زمین کے عدل سے بھر جانے کا وعدہ ہے، جیسا کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ جب زمین ظلم سے بھر دی جائے گی تو ہمارا مہدیؑ اسے عدل سے بھر دے گا، لیکن یہی وہ نکتہ ہے جہاں شیعہ اور محبّ کے درمیان خطِ امتیاز کھنچتا ہے، محبّ امامؑ سے محبت رکھتا ہے،

ان کے ظہور کی تمنا کرتا ہے، دعائیں پڑھتا ہے اور انتظار کو ایک قلبی آرزو تک محدود رکھتا ہے جب کہ شیعہ انتظار کو ذمہ داری سمجھتا ہے، وہ جانتا ہے کہ امامؑ کا ظہور کسی اچانک معجزے کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک ایسے معاشرے کا تقاضا ہے جو عدل کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، اسی لئے حضرت امام مہدیؑ نے شیعہ کو انتظارِ فعال کا درس دیا: یعنی تقویٰ، عدالت پسندی، اصلاحِ نفس، ظلم سے بیزاری، حق کا ساتھ اور سماجی ذمہ داری، شیعہ وہ ہے جو غیبت میں بھی امامؑ کی اطاعت کو فقہ کے ذریعے عمل میں، اخلاق کے ذریعے کردار میں اور سماجی انصاف کے ذریعے معاشرے میں زندہ رکھے، پس یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ محبّ ظہور کا انتظار کرتا ہے، مگر شیعہ ظہور کا مقدمہ فراہم کرتا ہے، محبّ آنکھوں سے امامؑ کو دیکھنے کا خواہاں ہے اور شیعہ اپنے کردار سے ظہور امامؑ کی راہ ہموار کرتا ہے، کیونکہ مکتبِ تشیع میں امام مہدیؑ وہ چراغ ہیں جو غیبت میں بھی روشن ہے اور حقیقی شیعہ وہ ہے جو اس چراغ کی روشنی میں اپنے نفس، اپنے معاشرے اور اپنے زمانے کو عدل کے لئے تیار کرے، کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جو ظہور کی صبح تک جاتا ہے، اسی حقیقت کو حضرت امامِ عصرؑ نے اپنی احادیث میں واضح فرمایا ہے، جن کے ذریعے یہ فیصلہ کن معیار سامنے آتا ہے کہ کون محبّ ہے اور کون حقیقی شیعہ، ذیل میں ان احادیث کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

◆ پہلی حدیث: شیعہ کی حقیقت اور شفاعتِ اہلِ بیتؑ

" نُقِلَ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَحَراً فِي السِّرْدَابِ عَنْ صَاحِبِ الْأَمْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنَّ شِيعَتَنَا خُلِقَتْ مِنْ شُعَاعِ أَنْوَارِنَا وَ بَقِيَّةِ طِينَتِنَا وَ قَدْ فَعَلُوا ذُنُوباً كَثِيرَةً اِتِّكَالاً عَلَى حُبِّنَا وَ وَلَايَتِنَا فَإِنْ كَانَتْ ذُنُوبُهُمْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُمْ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ فَقَدْ رَضِينَا وَ مَا كَانَ

مِنۡهَا فِيمَا بَيۡنَهُمۡ فَأَصۡلِحۡ بَيۡنَهُمۡ وَ قَاصَّ بِهَا عَنۡ خُمُسِنَا وَ أَدۡخِلۡهُمُ الۡجَنَّةَ وَ زَحۡزِحۡهُمۡ عَنِ النَّارِ وَلاَ تَجۡمَعۡ بَيۡنَهُمۡ وَبَيۡنَ أَعۡدَائِنَا فِي سَخَطِكَ".

(بحار الانوار: ج۵۳، ص ۳۰۲).

"سید ابنِ طاوسؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے سردابِ مقدس میں سحر کے وقت حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی زبان سے یہ دعا سنی: اے اللہ! بے شک ہمارے شیعہ ہمارے انوار کی شعاع اور ہماری مٹی کے بقیہ سے پیدا کئے گئے ہیں اور انہوں نے ہمارے عشق و محبت اور ہماری ولایت پر اعتماد کرتے ہوئے بہت گناہ کر لئے ہیں، پس اگر ان کے گناہ تیرے اور ان کے درمیان ہیں تو معاف فرما دے، کیونکہ ہم راضی ہیں اور اگر ان کے گناہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں تو ان کے درمیان اصلاح فرما دے اور ان کو ہمارے خمس کے حساب سے پورا کر دے اور انہیں جنت میں داخل فرما اور جہنم سے دور رکھ اور انہیں ہمارے دشمنوں کے ساتھ اپنے غضب میں جمع نہ فرما"۔

یہ واقعہ سنہ ۶۳۸ ہجری، بروز بدھ، ۱۳ ذی القعدہ کو پیش آیا۔

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ اہلِ بیتؑ کی شفاعت ضرور ہے، مگر وہ شفاعت اصلاح، حقوق العباد کی ادائیگی اور ذمہ داری کے ساتھ مشروط ہے، جو شخص محبت کے سہارے گناہ کر لیتا ہے وہ محبّ تو ہو سکتا ہے مگر وہ شیعہ نہیں جسے امامؑ اپنی عملی نصرت کے قابل سمجھیں۔

◆ دوسری حدیث: شیعوں کی ذمہ داری

"قال الامام المهدی و عجّل الله تعالی فرجه الشّریف: الَّذِي يَجِبُ عَلَيۡكُمۡ وَلَكُمۡ أَنۡ تَقُولُوا: إِنَّا قُدۡوَةٌ وَ أَئِمَّةٌ وَ خُلَفَاءُ اللهِ فِي أَرۡضِهِ، وَ أُمَنَاؤُهُ عَلَى خَلۡقِهِ، وَ حُجَجُهُ فِي بِلَادِهِ، نَعۡرِفُ الۡحَلَالَ وَالۡحَرَامَ، وَ نَعۡرِفُ تَأۡوِيلَ الۡكِتَابِ وَفَصۡلَ الۡخِطَابِ". (تفسیر عیّاشی: ج۱، ص۱۶، بحار الانوار: ج۸۹، ص۹۶، ح ۵۸).

"حضرت امام مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تم پر واجب ہے اور تمہارے حق میں بہتر ہے کہ اس حقیقت کے قائل ہو جاؤ کہ ہم اہل بیتؑ قائد و رہبر اور تمام امور کی اساس و محور ہیں اور روئے زمین پر خلفاء اللہ، خدا کی مخلوقات پر اس کے امین اور شہروں اور قریوں میں اس کی حجت ہیں، ہم حلال و حرام کو جانتے اور سمجھتے ہیں اور قرآن مجید کی تفسیر و تاویل کی معرفت رکھتے ہیں"۔

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اہلِ بیتؑ صرف محبوب ہستیاں نہیں بلکہ اللہ کے مقرر کردہ قائد، حجت اور حلال و حرام کے حقیقی مرجع ہیں، لہٰذا جو شخص ان کی امامت کو صرف جذباتی وابستگی تک محدود کر دے، وہ حقیقتِ تشیع سے بے خبر ہے۔

◆ تیسری حدیث: حقیقی شیعہ کے علاوہ سب ہلاک ہو جاتے

"قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا ابْنَ الْمَهْزِيَارِ! لَوْلَا اسْتِغْفَارُ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ، لَهَلَكَ مَنْ عَلَيْهَا، إِلَّا خَوَاصَّ الشِّيعَةِ الَّتِي تَشْبَهُ أَقْوَالُهُمْ أَفْعَالَهُمْ".

(مستدرک: ج۵، ص۲۴۷، ح۵۷۹۵).

"امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن مہزیار! اگر تم میں سے بعض کا بعض کے لیے استغفار نہ ہوتا تو زمین پر موجود سب ہلاک ہو جاتے، سوائے خاص شیعوں کے جن کے اقوال ان کے اعمال کے مشابہ ہوتے ہیں".

یہ حدیث فیصلہ کن معیار بیان کرتی ہے: حقیقی شیعہ وہ ہے جس کا عمل اس کے قول کی تصدیق کرے، زبان کا دعویٰ، نعروں کی کثرت اور جذباتی اظہار نجات کی ضمانت نہیں، نجات صرف اس کے لئے ہے جس کی زندگی امامؑ کے اخلاق کا عکس ہو۔

◆ چوتھی حدیث: زمانۂ غیبت میں شیعوں کی ذمہ داری

”قَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ : أَمَّا الۡحَوَادِثُ الۡوَاقِعَةُ فَارۡجِعُوا فيها إلى رُوَاةِ حَدِيثِنا (أحاديثنا)، فَإِنَّهُمۡ حُجَّتِي عَلَيۡكُمۡ وَ أَنَا حُجَّةُ اللهِ عَلَيۡهِمۡ “.

(بحارالانوار: ج ۲، ص ۹۰، ح ۱۳، و ۵۳، ص ۱۸۱، س ۳، وج ۷۵، ص ۳۸۰، ح ۱).

”امامؑ نے فرمایا: پیش آنے والے حوادث و واقعات میں ہماری حدیثوں کے راویوں یعنی فقہاء کی طرف رجوع کرو، وہ زمانۂ غیبت میں تمہارے اوپر ہماری حجت ہیں اور میں ان کے اوپر خدا کی حجت ہوں“۔

یہ حدیث عصرِ غیبت میں شیعوں کی عملی ذمہ داری متعیّن کرتی ہے کہ وہ فقیہ، علماءِ ربانی اور نظامِ ولایت سے وابستہ رہے، کیونکہ غیبت میں اطاعت کا راستہ یہی ہے، جو شخص اس نظام سے کٹ جائے وہ عملاً امامؑ سے کٹ جاتا ہے۔

◆ پانچویں حدیث: شیعوں کی مشکلات

”أَنَا خَاتَمُ الۡأَوۡصِيَاءِ وَبِي يَدۡفَعُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الۡبَلَاءَ عَنۡ أَهۡلِي وَ شِيعَتِي “.

(کمال الدین، ص ۴۴۱).

”میں خاتم الاوصیاء ہوں، اللہ عزوجل میرے وسیلہ سے میرے خاندان اور میرے شیعوں کے مصائب اور مشکلات کو ٹال دے گا“۔

یہ حدیث اس حقیقت کو آشکار کرتی ہے کہ شیعوں پر آنے والی بلائیں امامؑ کی عنایت سے ٹل جاتی ہیں، مگر یہ عنایت غفلت کی اجازت نہیں دیتی بلکہ شکر اور تقویٰ کا تقاضا کرتی ہے۔

◆ چھٹی حدیث: اللہ کا تقویٰ اور تمہارا رخ ہماری جانب رہے

"فَاتَّقُوا اللهَ وَسَلِّمُوا لَنَا وَرُدُّوا الْأَمْرَ إِلَيْنَا فَعَلَيْنَا الْإِصْدَارُ كَمَا كَانَ مِنَّا الْإِيرَادُ وَلَا تُحَاوِلُوا كَشْفَ مَا غُطِّيَ عَنْكُمْ وَلَا تَمِيلُوا عَنِ الْيَمِينِ وَتَعْدِلُوا إِلَى الْيَسَارِ وَاجْعَلُوا قَصْدَكُمْ إِلَيْنَا بِالْمَوَدَّةِ عَلَى السُّنَّةِ الْوَاضِحَةِ فَقَدْ نَصَحْتُ لَكُمْ". (بحارالانوار، ج۵۳، ص۱۷۹).

"بس تم سب اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہمارے سامنے تسلیم خم رہو، اپنے تمام معاملات کو ہمارے سپرد کر دو، احکام جاری کرنا ہمارا کام ہے، اس بات کو کھولنے کی کوشش نہ کرو جسے تم سے چھپا لیا گیا ہے، تم نہ تو دائیں طرف جھکو اور نہ ہی بائیں طرف مڑو، تمہارا رخ ہماری جانب رہے، مودّت کے ساتھ روشن اور واضح سنت پر، بے شک میں نے تمہیں نصیحت کر دی ہے۔

اس حدیث میں امامؑ صاف اعلان فرماتے ہیں کہ غیبت کے اسرار میں الجھنا، دائیں بائیں انحراف کرنا، یا اپنی عقل کو وحی وولایت پر ترجیح دینا ہلاکت کا راستہ ہے، شیعہ وہ ہے جو سراپا تسلیم ہو، بحث و تاویل میں الجھنا اس کا کام نہیں ہے۔

◆ ساتویں حدیث: تین قسم کے شیعوں نے ہمیں اذیت پہنچائی

"يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ قَدْ آذَانَا جُهَلَاءُ الشِّيعَةِ وَحُمَقَاؤُهُمْ وَمَنْ دِينُهُ جَنَاحُ الْبَعُوضَةِ أَرْجَحُ مِنْهُ". (احتجاج، ج۲، ص۴۷۴).

"اے محمد بن علی! تین قسم کے شیعوں نے ہمیں اذیت پہنچائی ہے:

۱) جاہل و نادان شیعوں نے.

۲) احمق و بے وقوف شیعوں نے.

۳) ان شیعوں نے جن کے نزدیک دین کی قدر و قیمت مچھر کے پر سے بھی کمتر ہے".

یہ حدیث شریف ایک سخت تنبیہ ہے کہ جاہل، بیوقوف اور دین کو حقیر سمجھنے والے شیعہ، اہلِ بیتؑ کے لئے باعثِ اذیت ہیں، یہ حدیث بتاتی ہے کہ صرف نسبت کافی نہیں، بلکہ شعور، وقار اور دینی بیداری وسنجیدگی شرط ہے۔

◆ آٹھویں حدیث: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ

"لَوْ اَنَّ اَشْيَاعَنَا وَفَّقَهُمُ اللهُ لِطَاعَتِهِ عَلَى اجْتِمَاعٍ مِنَ الْقُلُوبِ فِي الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ عَلَيْهِمْ لَمَا تَأَخَّرَ عَنْهُمُ الْيُمْنُ بِلِقَائِنَا وَلَتَعَجَّلَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ بِمُشَاهَدَتِنَا عَلَى حَقِّ الْمَعْرِفَةِ وَصِدْقِهَا مِنْهُمْ بِنَا فَمَا يَحْبِسُنَا عَنْهُمْ اِلَّا مَا يَتَّصِلُ بِنَا مِمَّا نُكْرِهُهُ وَلَا نُؤْثِرُهُ مِنْهُمْ". (بحارالانوار ج ۵۳، ص ۱۷۷).

"اگر ہمارے شیعہ خدا انہیں اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے دل سے اپنے عہد وپیمان پر مجتمع ہوجاتے تو پھر ہماری ملاقات کی برکات ان سے موخر نہ ہوتیں اور ان کے واسطے ہمارے حضوری دیدار اور مشاہدہ کی سعادت بہت جلدی انہیں نصیب ہوتی اور وہ دیدار بھی اس طرح جس طرح معرفت کا حق ہے اور وہ ہمارے حق کا عرفان رکھتے ہیں ان کی ہمارے ساتھ صدق ووفا ہے، ہمیں ان سے ملاقات کیلئے کوئی بات نہیں روکتی مگر ان کی جانب سے انجام پائے جانے والے ایسے اعمال رکاوٹ ہیں جن اعمال کو ہم ان سے ناپسند کرتے ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ اس قسم کے اعمال بجالائیں ان کے اسی قسم کے اعمال ہیں جو حقیقت ہمارے اوران کے درمیان ملاقات اور حضوری مشاہدہ سے رکاوٹ لیں"۔

یہ حدیث سب سے واضح اعلان ہے کہ اگر شیعہ واقعی وفائے عہد پر متحد ہوجائیں تو امامؑ کے ظہور میں تاخیر نہ ہو، پس ظہور میں تاخیر امام عالی مقام عجل اللہ فرجہ کی جانب سے نہیں بلکہ ہماری کوتاہیوں، ناپسندیدہ اعمال اور عملی تفرقہ وپراکندگی کا نتیجہ ہے۔

تیرہواں باب

◆ شیعوں کو "رافضی" کہے جانے کی حقیقت اہل بیتؑ کی احادیث میں

- پہلی حدیث: رافضی کے لقب کی حقیقت اور عمار دُہنی کا واقعہ.
- دوسری حدیث "رافِضہ" کا تاریخی اور قرآنی پس منظر
- تیسری حدیث: ہاں! بخدا! تم نے جھوٹ سے رفض کیا
- چوتھی حدیث: امام موسیٰ کاظمؑ کا جنازہ اور رافضیوں کی پہچان

شیعوں کو "رافضی" کہے جانے کی حقیقت اہل بیتؑ کی احادیث میں

◆ تمہیدی کلمات

تاریخ اسلام میں بعض القابات ایسے ہیں جنہیں ابتدا میں تحقیر، طعن اور الزام کے طور پر استعمال کیا گیا، مگر جب ان القابات کو اہلِ حق نے اپنے کردار، ایمان اور عمل سے بھر دیا تو وہی نام عزت، شرافت اور امتیاز کی علامت بن گئے، لفظ "رافضی" بھی انہی میں سے ایک ہے، جسے بعض مخالف ذہنیت رکھنے والوں نے شیعان اہلِ بیتؑ کے لئے طعن کے طور پر استعمال کیا، حالانکہ ائمہ معصومینؑ کی تعلیمات میں یہ لفظ باطل سے انکار اور حق کی پیروی کی علامت ہے، اہلِ بیت علیہم السلام کے پیروکاروں کو ہر دور میں نام بدل بدل کر نشانہ بنایا گیا لہٰذا کبھی غالی، کبھی مبتدع، کبھی خارجی، کبھی سبائی اور کبھی رافضی کہا گیا، مگر تاریخ گواہ ہے کہ نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلی، شیعہ وہی رہا جو حق کے ساتھ کھڑا رہا، باطل کو رد کرتا رہا اور ولایتِ اہلِ بیتؑ پر ثابت قدم رہا، ائمہ معصومین علیہم السلام نے نہ صرف اس الزام کا جواب دیا، بلکہ لفظ "رافضی" کے مفہوم کو اس کے اصل مقام پر واپس پہنچایا، انہوں نے واضح فرمایا کہ: رافضی وہ نہیں جو محض ایک مسلک سے تعلق رکھتا ہو، بلکہ رافضی وہ ہے جو ہر اس چیز کو چھوڑ دے جسے اللہ ناپسند کرتا ہے اور ہر اُس حکم کو اختیار کرے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ائمہؑ کے فرامین میں "رافضی" ایک اخلاقی و ایمانی معیار بن کر سامنے آتا ہے، نہ کہ محض ایک نام، زیرِ نظر احادیث میں ائمۂ اہلِ بیتؑ نے اس لقب کی اصل

تاریخ، اس کا قرآنی پس منظر، اور اس کے حقیقی معنی کو بیان فرمایا ہے، ان احادیث سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ”رافضی“ کا لفظ سب سے پہلے حضرت موسیٰؑ کے ماننے والے ان جادوگروں کے لئے استعمال ہوا جنہوں نے فرعون کے باطل دین کو رد کیا اور حق کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا لہٰذا اگر باطل کو چھوڑنا جرم ہے تو شیعہ اس جرم پر فخر کرتا ہے اور اگر حق کی پیروی رفض کہلاتی ہے تو اہلِ بیتؑ کے ماننے والے اس رفض کو عبادت سمجھتے ہیں، اسی تناظر میں ہم ائمۂ معصومین علیہم السلام کی وہ روشن احادیث پیش کر رہے ہیں، جن میں لفظِ ”رافضی“ کی حقیقت کو طعن سے شرف اور الزام سے امتیاز میں بدل دیا گیا ہے:

◆ پہلی حدیث: رافضی کے لقب کی حقیقت اور عمار دُہنی کا واقعہ

”وَ قِيلَ لِلصَّادِقِ (عَلَيْهِ السَّلاَمُ) : إِنَّ عَمَّاراً الدُّهْنِيَّ شَهِدَ الْيَوْمَ عِنْدَ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَاضِي الْكُوفَةِ بِشَهَادَةٍ، فَقَالَ لَهُ الْقَاضِي: قُمْ - يَا عَمَّارُ - فَقَدْ عَرَفْنَاكَ، لَا نُقْبَلُ شَهَادَتُكَ لِأَنَّكَ رَافِضِيٌّ . فَقَامَ عَمَّارٌ ، وَ قَدِ ارْتَعَدَتْ فَرَائِصُهُ، وَ اسْتَفْرَغَهُ الْبُكَاءُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى : أَنْتَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَ الْحَدِيثِ، إِنْ كَانَ يَسُوؤُكَ أَنْ يُقَالَ لَكَ رَافِضِيٌّ فَتَبَرَّأْ مِنَ الرَّفْضِ .فَأَنْتَ مِنْ إِخْوَانِنَا ،فَقَالَ لَهُ عَمَّارٌ :يَا هَذَا ،مَا ذَهَبْتَ -وَاللهِ- حَيْثُ ذَهَبْتَ، وَ لَكِنِّي بَكَيْتُ عَلَيْكَ وَ عَلَيَّ: أَمَّا بُكَائِي عَلَى نَفْسِي، فَإِنَّكَ نَسَبْتَنِي إِلَى رُتْبَةٍ شَرِيفَةٍ لَسْتُ مِنْ أَهْلِهَا، زَعَمْتَ أَنِّي رَافِضِيٌّ ، وَيْحَكَ لَقَدْ حَدَّثَنِي الصَّادِقُ (عَلَيْهِ السَّلاَمُ) : أَنَّ أَوَّلَ مَنْ سُمِّيَ الرَّافِضَةَ السَّحَرَةُ الَّذِينَ لَمَّا شَاهَدُوا آيَةَ مُوسَى (عَلَيْهِ السَّلاَمُ) فِي عَصَاهُ آمَنُوا بِهِ، وَرَضُوا بِهِ، وَاتَّبَعُوهُ، وَرَفَضُوا أَمْرَ فِرْعَوْنَ ، وَ اسْتَسْلَمُوا لِكُلِّ مَا نَزَلَ بِهِمْ، فَسَمَّاهُمْ فِرْعَوْنُ الرَّافِضَةَ لِمَا

رَفَضُوا دِينَهُ. فَالرَّافِضِيُّ : مَنْ رَفَضَ كُلَّ مَا كَرِهَهُ اللهُ تَعَالَى، وَ فَعَلَ كُلَّ مَا أَمَرَ بِهِ اللهُ تَعَالَى، فَأَيْنَ فِي الزَّمَانِ مِثْلُ هَذَا ؟..."۔

"کسی نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: عمار دہنی نے آج کوفہ کے قاضی ابن ابی لیلیٰ کے سامنے گواہی دی، قاضی نے کہا: اٹھو اے عمار! ہم تمہیں پہچانتے ہیں، تمہاری گواہی قبول نہیں کرتے کیونکہ تم رافضی ہو، عمار کھڑے ہوگئے، ان کے بدن پر لرزہ طاری ہوگیا اور رونے لگے، ابن ابی لیلیٰ نے کہا: تم علمی و حدیثی شخصیت ہو، اگر تمہیں رافضی کہنا برا لگا ہے تو رفض سے براءت کا اظہار کر دو، ہم تمہیں اپنے بھائیوں میں شمار کرلیں گے، عمار نے جواب دیا: اے شخص! تونے میری بات کو سمجھا ہی نہیں، خدا کی قسم، میں اپنے لئے اور تیرے لئے رویا ہوں، میں اپنے لئے اس وجہ سے رویا ہوں کہ تونے مجھے ایسے بلند مرتبہ پر قرار دیا ہے کہ جس کا میں اہل نہیں ہوں، تونے کہا کہ میں رافضی ہوں! افسوس! امام صادق علیہ السلام نے مجھے خبر دی تھی کہ: پہلی مرتبہ "رافضہ" کا لقب ان جادوگروں کو دیا گیا تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو دیکھ کر ایمان لائے، ان پر راضی ہوئے اور ان کی پیروی کی اور فرعون کے دین کو چھوڑ دیا، جب انہوں نے فرعون کے دین کو رَدّ کیا تو فرعون نے ان کو "رافضہ" کہا: پس حقیقی رافضی وہ ہے جو ہر اُس چیز کو چھوڑ دے جسے اللہ ناپسند کرتا ہے اور ہر اُس چیز کو بجالائے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے، لیکن کہاں ہیں آج کے زمانے میں ایسے رافضی؟..."

"... فَإِنَّمَا بَكَيْتُ عَلَى نَفْسِي خَشْيَةَ أَنْ يَطَّلِعَ اللهُ تَعَالَى عَلَى قَلْبِي وَ قَدْ تَقَبَّلْتُ هَذَا الاِسْمَ الشَّرِيفَ، فَيُعَاقِبَنِي رَبِّي عَزَّ وَ جَلَّ، وَ يَقُولَ: يَا عَمَّارُ أَ كُنْتَ رَافِضاً لِلْأَبَاطِيلِ، عَامِلاً لِلطَّاعَاتِ كَمَا قَالَ لَكَ؟ فَيَكُونَ ذَلِكَ تَقْصِيراً بِي فِي الدَّرَجَاتِ إِنْ سَامَحَنِي، مُوجِباً لِشَدِيدِ الْعِقَابِ عَلَيَّ إِنْ نَاقَشَنِي، إِلاَّ أَنْ يَتَدَارَكَنِي مَوَالِيَّ بِشَفَاعَتِهِمْ، وَ أَمَّا بُكَائِي عَلَيْكَ، فَلِعِظَمِ كَذِبِكَ فِي تَسْمِيَتِي

بِغَيْرِ اِسْمِي، وَ شَفَقَتِيَ الشَّدِيدَةِ عَلَيْكَ مِنْ عَذَابِ اللهِ تَعَالَى أَنْ صَرَفْتَ أَشْرَفَ الْأَسْمَاءِ إِلَيَّ أَنْ جَعَلْتَهُ مِنْ أَرْذَلِهَا، كَيْفَ يَصْبِرُ بَدَنُكَ عَلَى عَذَابِ اللهِ وَ عَذَابِ كَلِمَتِكَ هَذِهِ فَقَالَ الصَّادِقُ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) : لَوْ أَنَّ عَلَى عَمَّارٍ مِنَ الذُّنُوبِ مَا هُوَ أَعْظَمُ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرَضِينَ لَمُحِيَتْ عَنْهُ بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ، وَإِنَّهَا لَتَزِيدُ فِي حَسَنَاتِهِ عِنْدَ رَبِّهِ عَزَّ وَ جَلَّ حَتَّى يُجْعَلَ كُلُّ خَرْدَلَةٍ مِنْهَا أَعْظَمَ مِنَ الدُّنْيَا أَلْفَ مَرَّةٍ". (بحار الانوار ج۶۵، ص ۱۵۴).

"... لہٰذا میں اپنے اوپر اس لئے رو رہا ہوں کہ کہیں اللہ میرے دل پر نظر نہ کرے جب کہ میں نے اس عظیم لقب کو قبول کیا ہے اور مجھ سے سوال کرے: اے عمار! کیا تم واقعی باطل کو چھوڑنے والے اور اطاعت کو بجا لانے والے رافضی تھے جیسے تمہارے بارے میں کہا گیا؟ یہ چیز میرے درجات کی کمی کا سبب بنے گی اگر وہ مجھے معاف بھی کرے، اور سخت عذاب کا موجب ہوگی اگر میرا محاسبہ کرے، مگر یہ کہ میرے موالی (اہل بیت علیہم السلام) مجھے اپنی شفاعت سے بچالیں اور میں تیرے لئے اس لئے رو رہا ہوں کہ تو نے ایک عظیم نام کو گھٹا کر ذلت کا لقب بنا دیا ہے، مجھے خوف ہے کہ اللہ کے سخت عذاب میں مبتلا ہوگا، تو نے اس اشرف نام کو اَرذَل قرار دیا ہے، تیری جان اس عذاب الٰہی کو کیسے برداشت کرے گی جو تیرے ان الفاظ کی وجہ سے نازل ہوگا؟ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر عمار کے گناہ آسمانوں اور زمینوں سے زیادہ بھی ہوتے تو یہ کلمات ان سب کو مٹا دیتے، بلکہ یہ کلمات اس کے نیکیوں میں اتنا اضافہ کرتے کہ ہر ایک ذرّہ دنیا سے ہزار گنا زیادہ قیمتی بنا دیا جاتا"۔

اس حدیث میں امام صادق علیہ السلام نے واضح کیا کہ "رافضی" کا لقب توہین یا ذلت کا سبب نہیں بلکہ ایک بلند مرتبہ شرف ہے، یہ وہ نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے حق کی پیروی کرنے والوں کے لیے مقرر کیا، جیسے فرعون کے لشکر کے افراد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کو اختیار کیا اور باطل کو چھوڑا، تو انہیں "رافِضہ" کہا گیا، عمار دہنی کے اشک اور خوف

ہمیں یہ سبق دیتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک رتبے کی اصل قیمت اعمال اور نیت کی پاکیزگی ہے، ظاہری القابات ہمیں مضطرب نہ کردیں، بلکہ اپنے دل وعمل کی جانچ کریں، امامؑ نے فرمایا کہ اگرچہ دشمن شیعوں کے لئے لفظ "رافضی" استعمال کرے، لیکن حقیقت میں یہ لقب ان کے لئے رحمت اور درجات میں اضافہ کا سبب اور گناہوں کو مٹادینے کا باعث ہے۔

◆ دوسری حدیث "رافِضہ" کا تاریخی اور قرآنی پس منظر

" عَنِ ابْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ رَجُلَيْنِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اِسْمٌ سُمِّينَا بِهِ اِسْتَحَلَّتْ بِهِ الْوُلاَةُ دِمَاءَنَا وَ أَمْوَالَنَا وَ عَذَابَنَا قَالَ وَ مَا هُوَ قَالَ اَلرَّافِضَةُ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِنَّ سَبْعِينَ رَجُلاً مِنْ عَسْكَرِ فِرْعَوْنَ رَفَضُوا فِرْعَوْنَ فَأَتَوْا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَلَمْ يَكُنْ فِي قَوْمِ مُوسَى أَحَدٌ أَشَدَّ اِجْتِهَاداً وَ أَشَدَّ حُبّاً لِهَارُونَ مِنْهُمْ فَسَمَّاهُمْ قَوْمُ مُوسَى اَلرَّافِضَةَ فَأَوْحَى اللهُ إِلَى مُوسَى أَنْ أَثْبِتْ لَهُمْ هَذَا اَلاِسْمَ فِي اَلتَّوْرَاةِ فَإِنِّي نَحَلْتُهُمْ وَ ذَلِكَ اِسْمٌ قَدْ نَحَلَكُمُوهُ اللهُ. (بحار الانوار ج ۶۵، ص ۹۷).

"ابو بصیرؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں! ایک ایسا نام ہے جس کے ذریعے حکمرانوں نے ہمارے خون اور ہمارے اموال کو مباح سمجھ لیا ہے اور ہمیں عذاب دیتے ہیں، امامؑ نے فرمایا: وہ کون سا نام ہے؟ میں نے عرض کیا: "رافضہ"، امام علیہ السلام نے فرمایا: بیشک فرعون کے لشکر میں سے ستر آدمیوں نے فرعون کو چھوڑ دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آگئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں کوئی بھی ان سے زیادہ عبادت گزار اور ہارون علیہ السلام سے زیادہ محبت کرنے والا نہ تھا، پس حضرت موسیٰؑ کی قوم نے انہیں "رافضہ" کہا تو اللہ نے ان کی طرف وحی کی: اے موسیٰؑ! ان

کے لئے اس نام کو تورات میں ثبت کر دو، کیونکہ میں نے انہیں یہ نام عطا کیا ہے، یہی وہ نام ہے جو اللہ نے تمہیں عطا فرمایا ہے"۔

اس حدیث میں حضرت امام باقر علیہ السلام نے واضح فرمادیا کہ "رافضی" کوئی منفی یا توہین آمیز لقب نہیں بلکہ ایک قرآنی نام ہے اور اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہے کہ اس نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات میں ثبت کرنے کا حکم دیا اور ان کے لئے اس نام کو شرف قرار دیا۔

◆ تیسری حدیث: ہاں! بخدا! تم نے جھوٹ سے رفض کیا

"حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ عَنْ بَكْرِ بْنِ كَرِبٍ الصَّيْرَفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: مَا لَهُمْ وَ لَكُمْ وَ مَا يُرِيدُونَ مِنْكُمْ وَ مَا يَعِيبُونَكُمْ يَقُولُونَ الرَّافِضَةَ نَعَمْ وَ اللهِ رَفَضْتُمُ الْكَذِبَ وَ اتَّبَعْتُمُ الْحَقَّ أَمَا وَ اللهِ إِنَّ عِنْدَنَا مَا لَا نَحْتَاجُ إِلَى أَحَدٍ وَ النَّاسُ يَحْتَاجُونَ إِلَيْنَا إِنَّ عِنْدَنَا الْكِتَابَ بِإِمْلَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ خَطِّهِ عَلِيٌّ بِيَدِهِ صَحِيفَةٌ طُولُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعاً فِيهَا كُلُّ حَلَالٍ وَ حَرَامٍ.

(بحار الانوار ج ۲۶، ص ۳۶).

"بکر بن کرب صیرفی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا: انہیں (دشمنوں کو) تم سے کیا لینا دینا ہے؟ وہ تم سے کیا چاہتے ہیں؟ اور تم پر کیا عیب لگاتے ہیں؟ وہ تمہیں "رافضی" کہتے ہیں؟، ہاں! بخدا! تم نے جھوٹ سے رفض کیا اور حق کی پیروی کی، خبردار! بخدا! ہمارے پاس وہ (علم) ہے کہ جس کی وجہ سے ہمیں کسی کی حاجت نہیں، بلکہ لوگ ہمارے محتاج ہیں، ہمارے پاس وہ کتاب ہے جو رسول اللہؐ کے اِملاء سے ہے اور جسے حضرت علیؑ نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے، وہ ایک صحیفہ ہے جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے، اور اس میں ہر حلال و حرام بیان کیا گیا ہے"۔

اس حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے رافضی کہلانے کو باعثِ عیب نہیں بلکہ باعثِ فخر قرار دیا، رافضی وہ ہوتا جو جھوٹ کو چھوڑنے والا اور حق کی پیروی کرنے والا ہے، اہل بیتؑ کے پاس ایسا علم اور صحیفہ موجود ہے جو براہِ راست رسول اللہؐ سے منسوب ہے اور حضرت علیؑ کے دستِ مبارک سے لکھا گیا ہے، اس صحیفہ کی لمبائی ستر ہاتھ ہے اور اس میں پورا حلال و حرام محفوظ ہے، ائمہ اہل بیّت علم و ہدایت کے خزانے ہیں، لوگ ان کے محتاج ہیں لیکن یہ کسی کے محتاج نہیں۔

◆ چوتھی حدیث: امام موسیٰ کاظمؑ کا جنازہ اور رافضیوں کی پہچان

"عَنْ حَمْدَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ النَّيْسَابُورِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الصَّيْرَفِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: تُوُفِّيَ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِي يَدِ السِّنْدِيِّ بْنِ شَاهَكَ فَحُمِلَ عَلَى نَعْشٍ وَ نُودِيَ عَلَيْهِ هَذَا إِمَامُ الرَّافِضَةِ فَاعْرِفُوهُ فَلَمَّا أُتِيَ بِهِ مَجْلِسَ الشُّرْطَةِ أَقَامَ أَرْبَعَةَ نَفَرٍ فَنَادَوْا أَلَا مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الْخَبِيثِ بْنِ الْخَبِيثِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ فَلْيَخْرُجْ فَخَرَجَ سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ مِنْ قَصْرِهِ إِلَى الشَّطِّ فَسَمِعَ الصِّيَاحَ وَ الضَّوْضَاءَ فَقَالَ لِوُلْدِهِ وَ غِلْمَانِهِ مَا هَذَا قَالُوا السِّنْدِيُّ بْنُ شَاهَكَ يُنَادِي عَلَى مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَى نَعْشٍ فَقَالَ لِوُلْدِهِ وَ غِلْمَانِهِ يُوشِكُ أَنْ يُفْعَلَ بِهِ هَذَا فِي الْجَانِبِ الْغَرْبِيِّ فَإِذَا عُبِرَ بِهِ فَانْزِلُوا مَعَ غِلْمَانِكُمْ فَخُذُوهُ مِنْ أَيْدِيهِمْ فَإِنْ مَانَعُوكُمْ فَاضْرِبُوهُمْ وَ اخْرِقُوا مَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّوَادِ. قَالَ فَلَمَّا عَبَرُوا بِهِ نَزَلُوا إِلَيْهِمْ فَأَخَذُوهُ مِنْ أَيْدِيهِمْ وَ ضَرَبُوهُمْ وَ خَرَقُوا عَلَيْهِمْ سَوَادَهُمْ وَ وَضَعُوهُ فِي مَفْرَقِ أَرْبَعِ طُرُقٍ وَ أَقَامَ الْمُنَادِينَ يُنَادُونَ أَلَا مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الطَّيِّبِ بْنِ الطَّيِّبِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ فَلْيَخْرُجْ وَ حَضَرَ الْخَلْقُ وَ غَسَّلَهُ وَ حَنَّطَهُ بِحَنُوطٍ وَ كَفَّنَهُ بِكَفَنٍ فِيهِ

حِبَرَةٌ اُسْتُعْمِلَتْ لَهُ بِأَلْفَيْ وَ خَمْسِمِائَةِ دِينَارٍ مَكْتُوباً عَلَيْهَا الْقُرْآنُ كُلُّهُ وَ
اِحْتَفَى وَ مَشَى فِي جَنَازَتِهِ مُتَسَلِّباً مَشْقُوقَ الْجَيْبِ إِلَى مَقَابِرِ قُرَيْشٍ فَدَفَنَهُ
عَلَيْهِ السَّلاَمُ هُنَاكَ وَ كَتَبَ بِخَبَرِهِ إِلَى الرَّشِيدِ فَكَتَبَ إِلَى سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي
جَعْفَرٍ وَصَلَتْ رَحِمَكَ يَا عَمِّ وَ أَحْسَنَ اللهُ جَزَاكَ وَ اللهِ مَا فَعَلَ السِّنْدِيُّ بْنُ
شَاهَكَ لَعَنَهُ اللهُ مَا فَعَلَهُ عَنْ أَمْرِنَا". (کمال الدین وتمام النعمہ: ج۱، ص۳۸).

”عبد الواحد بن محمد العطار رحمہ اللہ نے بیان کیا، کہا: ہمیں علی بن محمد بن قتیبہ نے، ان سے حمدان بن سلیمان نیشاپوری نے، ان سے حسن بن عبداللہ صیرفی نے اپنے والد سے نقل کیا کہ: حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سندی بن شاہک کے ہاتھوں (قید میں) وفات پا گئے، پھر ان کے جنازہ کو رکھ کر آواز دی گئی: دیکھو یہ ہے رافضیوں کا امامؑ! اس کو پہچانو! جب ان کو شرطہ کی مجلس میں لایا گیا تو چار آدمیوں کو مقرر کیا گیا جو اعلان کرنے لگے: خبردار! جو چاہتا ہے کہ خبیث بن خبیث، یعنی (نعوذ باللہ) موسیٰ بن جعفرؑ کو دیکھے، وہ نکل آئے، اس وقت سلیمان بن ابی جعفر اپنے محل سے دریا کے کنارے کی طرف نکلا اور چیخ و پکار اور شور وغل کی آوازیں سنیں اس نے اپنے بیٹوں اور غلاموں سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: سندی بن شاہک امام موسیٰ بن جعفرؑ کے جنازہ کو رکھ کر اعلان کر رہا ہے: سلیمان نے اپنے بیٹوں اور غلاموں سے کہا: عنقریب مغربی جانب ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جائے گا، پس جب انہیں وہاں سے لے جایا جائے تو تم اپنے غلاموں کے ساتھ اتر جانا اور ان کو ان کے ہاتھوں سے چھین لینا اور اگر وہ تمہیں روکیں تو ان کو مارنا اور ان کے کالے کپڑے پھاڑ دینا، چنانچہ جب امامؑ کا جنازہ وہاں سے گزرا تو وہ اترے، جنازہ ان کے ہاتھوں سے چھین لیا، ان کو مارا اور ان کے سیاہ کپڑے پھاڑ ڈالے، پھر امامؑ کے جنازہ کو چوراہے پر رکھا اور منادی کرنے والے اعلان کرنے لگے: خبردار! جو چاہتا ہے کہ طیب بن طیب، موسیٰ بن جعفرؑ کو دیکھے وہ نکل آئے، لوگ بڑی تعداد میں اکٹھے ہوئے، سلیمان بن ابی جعفر نے خود امامؑ کو غسل دیا، حنوط کیا اور ایک کفن پہنایا جس

میں ایک حبرہ تھی (خاص قسم کا کپڑا) جس پر پورا قرآن لکھا ہوا تھا اور جس کی تیاری پر ڈھائی ہزار دینار خرچ ہوئے تھے، سلیمان نے پاؤں ننگے کر کے اور قمیص کا گریبان پھاڑ کر، انتہائی غم و اندوہ کی حالت میں امامؑ کے جنازہ میں شرکت کی، یہاں تک کہ انہیں مقابر قریش (کاظمین) میں دفن کیا، اس کے بعد سلیمان بن ابی جعفر نے ہارون الرشید کو اس کی اطلاع دی، ہارون نے جواب میں لکھا: اے چچا! تم نے صلہ رحمی کی ہے، اللہ تمہیں جزائے خیر دے، اللہ کی قسم! یہ جو کچھ سندی بن شاہک نے کیا، اس نے ہمارے حکم سے نہیں کیا، خدا اس پر لعنت کرے"۔

اس حدیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ شیعوں کے لئے رافضی کوئی نیا لفظ نہیں ہے بلکہ ائمہ طاہرینؑ کے دور میں بھی انھیں رافضی کہا جاتا تھا۔

قابل غور بات یہ ہے کہ یہ نام دشمن کی طرف سے دیا گیا، لہٰذا شیعوں کو لفظ رافضی سے ناراض نہیں ہونا چاہئے بلکہ یہ سمجھنا چاہئے موسوی کردار کے سامنے فرعونی خمیر بول رہا ہے۔

چودھواں باب

◆ قیامت میں شناخت کا معیار

- **الف): شیعہ اور محبّ اپنے باپ کے نام سے پکارا جائے گا:**
  - ✍ پہلی حدیث: قیامت میں شیعوں اور محبّوں کو پکارنے کا امتیاز.
  - ✍ دوسری حدیث: طینتِ واحدہ اور شیعہ کی تخلیقی نسبت.
  - ✍ تیسری حدیث: محبتِ اہلِ بیتؑ اور طہارتِ ولادت کا باہمی ربط.
- **ب): شیعہ و محبّ نورانی چہروں سے پہچانے جائیں گے:**
  - ✍ پہلی حدیث: حضرت علیؑ کی نظر میں شیعہ کے ظاہری و باطنی آثار.
  - ✍ دوسری حدیث: شیعہ کی دنیا، موت اور آخرت میں عظیم بشارتیں.

قیامت میں شناخت کا معیار

الف): شیعہ اور محبّ اپنے باپ کے نام سے پکارا جائے گا

◆ تمہیدی کلمات

قیامت کا دن صرف حساب کا دن نہیں، بلکہ شناخت، نسبت اور حقیقت کے ظاہر ہونے کا دن ہے، وہ دن جب ہر انسان اپنی اصل کے ساتھ پکارا جائے گا اور رشتوں، دعووں اور القابات کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی، دنیا میں بہت سے لوگ محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، بہت سے ولایت کے نعرے لگاتے ہیں اور بہت سے خود کو اہلِ بیتؑ سے منسوب کرتے ہیں، لیکن قیامت کے دن نسبتیں نعروں سے نہیں بلکہ باطن کی طہارت سے طے ہوں گی، انہی حقائق کو واضح کرنے کے لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلِ بیت علیہم السلام نے یہ اصول بیان فرمایا کہ شیعہ اور محبّ محض ایک ظاہری تعلق نہیں، بلکہ طہارتِ ولادت، صدقِ نیت اور ایمانِ باطن کی علامت ہیں۔

زیرِ نظر احادیث میں یہ حقیقت نہایت صراحت کے ساتھ سامنے آتی ہے کہ قیامت کے دن عام انسانوں کو ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا، جب کہ شیعہ اور محبّ ایک خاص امتیاز کے ساتھ اپنے باپوں کے نام سے پکارے جائیں گے:، یہ امتیاز کسی نسلی تفاخر کی وجہ سے نہیں، بلکہ ایمان، طہارت اور ولایت کی عظمت کے سبب ہے:

◆ پہلی حدیث: قیامت میں شیعوں اور محبّوں کو پکارنے کا امتیاز

"عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُدْعَى النَّاسُ بِأَسْمَاءِ أُمَّهَاتِهِمْ إِلاَّ شِيعَتِي وَ مُحِبِّي فَإِنَّهُمْ يُدْعَوْنَ بِأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ لِطِيبِ مَوَالِيدِهِمْ". (بشارۃ المصطفیٰ: ج۱، ص۱۶۲).

"زرّ بن حبیش حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، آپؑ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگوں کو ان کی ماؤں کے ناموں سے پکارا جائے گا، سوائے میرے شیعوں اور میرے محبّوں کے، بے شک انہیں ان کے باپ کے ناموں سے پکارا جائے گا، اس وجہ سے کہ ان کی ولادتیں پاکیزہ ہیں (یعنی یہ طاہر النسب ہیں)"۔

شیعہ اور محبّ کا امتیاز قیامت میں علانیہ اعلان کے ساتھ ہوگا، باپ کے نام سے پکارا جانا طہارتِ نسب کی دلیل ہے، محبتِ اہلِ بیتؑ محض جذباتی تعلق نہیں، بلکہ باطن کی پاکیزگی کی علامت ہے، یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ ولایت، نسب کی طہارت کو محفوظ رکھتی ہے۔

◆ دوسری حدیث: طینتِ واحدہ اور شیعہ کی تخلیقی نسبت

"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) يَقُولُ لِعَلِيٍّ (عَلَيْهِ السَّلاَمُ): يَا عَلِيُّ، أَلاَ أَسُرُّكَ، أَلاَ أَمْنَحُكَ، أَلاَ أُبَشِّرُكَ قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: إِنِّي خُلِقْتُ أَنَا وَ أَنْتَ مِنْ طِينَةٍ وَاحِدَةٍ، وَ فَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَخَلَقَ اللهُ مِنْهَا شِيعَتَنَا، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دُعِيَ النَّاسُ بِأَسْمَاءِ أُمَّهَاتِهِمْ سِوَى شِيعَتِنَا فَإِنَّهُمْ يُدْعَوْنَ بِأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ لِطِيبِ مَوْلِدِهِمْ".

(امالی شیخ طوسیؒ: ج۱، ص۴۵۶).

"حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں: میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی علیہ السلام سے فرماتے ہوئے سنا: اے علیؑ! کیا میں تمہیں خوش خبری نہ دوں؟ کیا میں تمہیں عطا نہ کروں؟ کیا میں تمہیں بشارت نہ دوں؟ حضرت علیؑ نے

عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہؐ! حضورؐ نے ارشاد فرمایا: میں اور تم ایک ہی طینت سے پیدا کئے گئے ہیں، پھر ایک زائد حصہ بچ گیا، پس اللہ نے اس سے ہمارے شیعوں کو پیدا کیا، جب قیامت کا دن ہو گا تو لوگوں کو ان کی ماؤں کے ناموں سے پکارا جائے گا، سوائے ہمارے شیعوں کے، کیونکہ انہیں ان کے باپ کے ناموں سے پکارا جائے گا، اس سبب سے کہ ان کی ولادت پاک ہے۔

شیعہ محض فکری پیروکار نہیں بلکہ طینت میں نبیؐ و علیؑ سے وابستہ ہیں، قیامت میں ان کی شناخت خلقی و ایمانی نسبت سے ہوگی، ولایت کا تعلق انسان کے باطن اور تخلیق تک اثر انداز ہوتا ہے یہ حدیث شیعیت کو اتفاقی نہیں بلکہ انتخابِ الٰہی کے محور میں نمایاں کرتی ہے۔

◆ تیسری حدیث: محبتِ اہلِ بیتؑ اور طہارتِ ولادت کا باہمی ربط

"عَنِ الصَّادِقِ أَبِي عَبْدِاللهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَنْ أَحَبَّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَحْمَدِ اللهَ عَلَى أَوَّلِ النِّعَمِ قِيلَ وَ مَا أَوَّلُ النِّعَمِ قَالَ طِيبُ الْوِلاَدَةِ وَ لاَ يُحِبُّنَا إِلاَّ مُؤْمِنٌ طَابَتْ وِلاَدَتُهُ". (علل الشرایع ج۱، ص۱۴۱).

"حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو ہم اہل بیتؑ سے محبت کرتا ہے، وہ اللہ کی پہلی نعمت پر حمد خدا بجالائے، جب پوچھا گیا کہ پہلی نعمت کیا ہے تو آپ نے فرمایا: ولادت کا پاک ہونا، ہم سے کوئی محبت نہیں کرتا مگر مومن اور وہ جس کی ولادت پاک ہو"۔

قیامت میں شناخت، باطن کے مطابق ہوگی، نہ کہ دنیاوی دعووں کے مطابق، شیعہ اور محبؑ کا امتیاز طہارتِ ولادت، صدقِ ایمان اور خلوصِ محبت ہے، باپ کے نام سے پکارا جانا اعزاز بھی ہے اور ذمہ داری بھی۔

ب): شیعہ و محبّ نورانی چہروں سے پہچانے جائیں گے

◆ تمہیدی کلمات

اہلِ بیت علیہم السلام کی تعلیمات میں شیعہ اور محبّ کوئی محض نسبتی یا زبانی دعویٰ نہیں، بلکہ ایک باطنی حقیقت ہے جو انسان کے چہرے، کردار، عبادت اور حتیٰ کہ اس کی موت کے انداز تک میں ظاہر ہوتی ہے، دنیا میں بہت سے لوگ خود کو شیعہ کہتے ہیں، مگر ائمۂ معصومینؑ نے بار بار یہ معیار واضح فرمایا کہ شیعہ وہ نہیں جو صرف نسبت کا دعویٰ کرے، بلکہ شیعہ وہ ہے جس کے چہرے آنکھوں، عبادت اور خشوع سے ولایت جھلکتی ہو، اسی لئے مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام نے اپنے زمانے میں بھی شیعہ کی پہچان کے ظاہری و باطنی آثار بیان فرمائے اور حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخرت و موت کے مرحلے میں بھی شیعہ کے مخصوص امتیازات کو واضح کیا، زیرِ نظر احادیث ہمیں بتاتی ہیں کہ شیعہ اور محبّ نورِ عبادت سے پہچانے جائیں گے، ان کے چہرے خواہ ظاہری طور پر کمزور ہوں، مگر روحانی طور پر روشن ہوں گے اور موت جیسے کٹھن مرحلے میں بھی ان کے لئے آسانی و سکون ہوگا۔

اس سلسلے میں کئی احادیث ہیں، ذیل میں دو احادیث ملاحظہ فرمائیں:

◆ پہلی حدیث: حضرت علی کی نظر میں شیعہ کے ظاہری و باطنی آثار

"عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَ: خَرَجَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى الْحَنَّانَةِ بِالْكُوفَةِ لِيُصَلِّيَ هُنَاكَ فَتَبِعَهُ قَوْمٌ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِمْ وَ قَالَ لَهُمْ مَنْ أَنْتُمْ قَالُوا نَحْنُ شِيعَتُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ لَهُمْ مَا لِي لَا أَرَى عَلَيْكُمْ سِيمَاءَ الشِّيعَةِ قَالُوا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَ مَا سِيمَاءُ الشِّيعَةِ قَالَ صُفْرُ الْوُجُوهِ مِنَ السَّهَرِ عُمْشُ الْعُيُونِ مِنَ الْبُكَاءِ ذُبُلُ

اَلشِّفَاهِ مِنَ الدُّعَاءِ خُمُصُ الْبُطُونِ مِنَ الصِّيَامِ حُدْبُ الظُّهُورِ مِنَ الْقِيَامِ عَلَيْهِمْ غَبَرُ الْخَاشِعِينَ. (جامع الاخبار: ج۱، ص۳۵).

”حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام ایک دن کوفہ کی مسجد الحنانہ کی طرف نماز پڑھنے کے لیے نکلے، کچھ لوگ آپ کے پیچھے چلے، امامؑ نے ان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: ہم آپ کے شیعہ ہیں یا امیر المؤمنین!، آپؑ نے ارشاد فرمایا: میں تمہارے اندر شیعہ کے آثار کیوں نہیں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! شیعہ کے کیا ہیں؟ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

- ان کے چہرے بیداریِ شب کے سبب زرد ہوتے ہیں۔
- ان کی آنکھیں گریہ کے سبب کمزور (سرخ اور دھندلی) ہوتی ہیں۔
- ان کے ہونٹ دعا وذکر کی کثرت سے خشک ہوتے ہیں۔
- ان کے پیٹ روزوں کی وجہ سے خالی ہوتے ہیں۔
- ان کی کمر کثرتِ نماز وقیام کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوتی ہے۔
- ان پر خشوع وخضوع کرنے والوں کی گرد وغبار نمایاں ہوتی ہے“۔

حقیقی شیعہ کا چہرہ دنیاوی آسائش سے نہیں، عبادت کی مشقت اور محبت وولایت کے نور سے روشن ہوتا ہے، یہ حدیث شیعہ اور محبّ کے درمیان عملی معیار قائم کرتی ہے، امیر المؤمنینؑ نے واضح کیا کہ شیعہ ہونا ذمہ داری ہے، اعزازِ خالی نہیں۔

◆ دوسری حدیث: شیعہ کی دنیا، موت اور آخرت میں عظیم بشارتیں

” فقال امیر المومنین قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فَشِيعَتُنَا قَالَ شِيعَتُنَا مَعَنَا وَ قُصُورُهُمْ بِحِذَاءِ قُصُورِنَا وَ مَنَازِلُهُمْ مُقَابِلُ مَنَازِلِنَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَمَا لِشِيعَتِنَا فِي الدُّنْيَا قَالَ الْأَمْنُ وَ الْعَافِيَةُ قُلْتُ فَمَا

لَهُمْ عِنْدَ الْمَوْتِ قَالَ يُحَكَّمُ الرَّجُلُ فِي نَفْسِهِ وَ يُؤْمَرُ مَلَكُ الْمَوْتِ بِطَاعَتِهِ قُلْتُ فَمَا لِذٰلِكَ حَدٌّ يُعْرَفُ قَالَ بَلىٰ إِنَّ أَشَدَّ شِيعَتِنَا لَنَا حُبّاً يَكُونُ خُرُوجُ نَفْسِهِ كَشَرَابِ أَحَدِكُمْ فِي يَوْمِ الصَّيْفِ الْمَاءَ الْبَارِدَ الَّذِي يَنْتَقِعُ بِهِ الْقُلُوبُ وَ إِنَّ سَائِرَهُمْ لَيَمُوتُ كَمَا يُغْبَطُ أَحَدُكُمْ عَلَى فِرَاشِهِ كَأَقَرِّ مَا كَانَتْ عَيْنُهُ بِمَوْتِهِ". (بحار الانوار: ج۴۲، ص۱۹۴).

"حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہؐ! ہمارے شیعہ کا کیا حال ہوگا؟ حضورؐ نے فرمایا: ہمارے شیعہ ہمارے ساتھ ہوں گے، ان کے محلات ہمارے محلات کے مقابل ہوں گے اور ان کے مکانات ہمارے گھروں کے سامنے ہوں گے، میں نے پوچھا: یارسول اللہؐ! دنیا میں ہمارے شیعہ کے لئے کیا ہے؟ فرمایا: امن وعافیت، میں نے پوچھا: اور موت کے وقت ان کے لئے کیا ہے؟ فرمایا: اس شخص (یعنی شیعہ) کو اپنے نفس (جان) کے بارے میں فیصلے کا اختیار دیا جائے گا، اور ملک الموت کو حکم ہوگا کہ اس کی اطاعت کرے، میں نے عرض کیا: کیا اس کے کوئی آثار و نشان ہیں جس سے پہچانا جائے؟ فرمایا: ہاں! ہمارے وہ شیعہ جو ہم سے شدید ترین محبت کرتے ہیں، ان کی روح کا نکلنا ایسا ہوگا جیسے تم میں سے کوئی شدید گرمی کے دن ٹھنڈا پانی پیتا ہے جو دلوں کو راحت بخشتا ہے اور باقی شیعہ ایسے دنیا سے رخصت ہوں گے جیسے تم میں سے کوئی نرم بستر پر خوشی سے سوجاتا ہے"۔

اس روایت سے پتا چلتا ہے: شیعہ کی آخرت اہلِ بیتؑ کے قرب سے وابستہ ہے، دنیا میں شیعہ کے لئے امن وعافیت ایک خاص الٰہی وعدہ ہے، موت جیسے سخت مرحلے میں ملک الموت مامورِ اطاعت ہوگا، روح انتہائی آسانی سے نکلے گی، شدید محبت رکھنے والے شیعہ کی موت روحانی لذت بن جاتی ہے، عام شیعہ کی روح ایسے نکلے گی جیسے نرم بستر پر پُرسکون نیند آجائے۔